نوائے افغان جہاد

جمادی الثانی/رجب ۱۴۳۱ھ
جون 2010ء

آبروئے ما ز نام مصطفیٰ ﷺ است
در دل مسلم مقام مصطفیٰ ﷺ است

امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ کا ہرقل کے نام مکتوب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے واسطے ہیں جو تمام جہانوں کے پروردگار ہیں۔جنہوں نے نہ کسی کو اپنا مصاحب بنایا اور نہ بیٹا اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت کاملہ ہو اُن کے نبی اور رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ یہ خط اللہ کے بندے امیر المومنین عمر بن خطابؓ کی طرف سے ہے۔امابعد! جس وقت تمہیں میرا یہ خط ملے اسی وقت اپنے قیدی یعنی عبداللہ بن حذافہ کو میرے پاس بھیج دو۔ اگر تم نے میری تحریر پر عمل کیا تو مجھے تمہاری ہدایت کی امید ہے اور اگر انکار کیا تو میں ایسے آدمیوں کی فوج تیری طرف مرتب کر کے روانہ کروں گا کہ جنہیں ذکر اللہ سے نہ تجارت روکتی ہے اور نہ خرید وفروخت''۔والسلام علی من اتبع الھدیٰ

آپؓ نے اسے لکھ کر ملفوف کیا اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ کے پاس بھیج دیا کہ اسے ہرقل کے پاس روانہ کر دیا جائے۔آپ نے ایک معاہد شخص کو بلا کر اسے اجرت دینے کا وعدہ کیا اور فرمایا کہ اسے لے کر ہرقل کے پاس چلے جاؤ۔ وہ معاہد قسطنطنیہ گیا اور وہاں جا کر درباریوں سے کہا کہ میرے پاس مسلمانوں کا ایک خط ہے۔درباریوں نے ہرقل کو خبر دی کہ عربوں کا ایلچی آیا ہے۔اُس نے اُسے بلا کر دریافت کیا کہ کس کا خط ہے؟ اُس نے کہا امیر المومنین کا۔بادشاہ نے لے کر اُسے پڑھا اور خداموں سے کہا کہ ایلچی کو حفاظت سے رکھو۔

اس نے حضرت عبداللہ بن حذافہؓ کو اپنے پاس بلایا۔حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمیؓ کا بیان ہے کہ میں ہرقل کے پاس گیا، سردارانِ روم اور افسرانِ فوج اس کے گرد حلقہ کیے بیٹھے تھے۔اس کے سر پر تاج رکھا ہوا تھا۔اُس نے کہا کیا یہ ہوسکتا ہے کہ تم ہمارے دین میں داخل ہو جاؤ تا کہ میں اپنے سرداروں میں سے ایک سردار کی لڑکی سے تمہارا نکاح کر دوں اور اپنے خاص مصاحبین میں داخل کر لوں۔ میں نے کہا کہ اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں میں اپنے دین اور اس طریقہ کو جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں کبھی قیامت تک نہیں چھوڑ سکتا۔اس نے کہا تم ہمارے دین کو قبول کر لو میں تمہیں بہت سا مال اور اس قدر باندیاں دوں گا۔

اس کے بعد اس نے جواہرات سے بھرا ہوا ایک طشت منگایا اور کہنے لگا کہ تم ہمارے دین میں داخل ہو جاؤ تو میں تمہیں یہ سب جواہرات دے دوں۔ میں نے کہا خدا کی قسم! اگر تو مجھے اپنی اور اپنی تمام قوم کی بادشاہت بھی بخش دے تب بھی میں کبھی اسلام سے نہ پھروں۔اس نے کہا اگر تم ہمارے دین میں داخل نہ ہوئے تو میں بری طرح تمہیں قتل کروں گا۔ میں نے کہا اگر تو میرا بند بند بھی علیحدہ کر دے گا اور آگ میں بھی جلا دے گا تب بھی میں مذہب کو ترک نہیں کرنے کا اور جو کچھ کرنا ہے اب کر گزر۔

یہ سن کر وہ آگ بگولہ ہو گیا اور کہنے لگا اچھا اگر چھوٹنا چاہو تو اس صلیب کو سجدہ کر لو میں چھوڑ دوں گا۔ میں نے کہا میں ایسا نہیں کر سکتا۔اُس نے کہا نہیں تو پھر سور کا گوشت کھا لو تب چھوڑ دوں گا۔ میں نے کہا حاشاللہ میں کبھی نہیں کھا سکتا۔اُس نے کہا یہ بھی نہیں تو شراب کا ایک گھونٹ بھر لو۔ میں نے کہا خدا کی قسم میں کبھی نہیں کر سکتا۔اُس نے کہا مجھے اپنے دین کی قسم تمہیں زبردستی کھانا پڑے گا اور پینا بھی اُس کے بعد میرے متعلق اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ اسے ایک کوٹھڑی میں بند کر کے اس کے پاس سور کا گوشت اور شراب رکھ دو۔ جب بھوک پیاس لگے گی تو خود اسے کھائے پیئے گا۔غلاموں نے ایک مکان میں وہ گوشت اور شراب رکھ کر مجھے بند کر دیا اور چلے گئے۔ میں تین دن اس مکان میں بند رہا اور چوتھے روز مجھے پھر اُس نے اپنے پاس بلا لیا اور غلاموں سے کہنے لگا کہ اس نے اس گوشت اور شراب کو کیا کیا۔انہوں نے کہا کہ اس نے انہیں ہاتھ تک نہیں لگایا، وہ تمام جوں کے توں موجود ہیں۔اس کے وزیر نے کہا کہ ایہاالملک! یہ شخص اپنی قوم کا شریف معلوم ہوتا ہے ذلت کو کبھی گوارا نہیں کر سکتا۔آپ جو کچھ اس کے ساتھ سلوک روا رکھیں گے وہی مسلمان ہمارے اُن قیدیوں کے ساتھ بھی کریں گے جو ان کے ہاتھ پڑ جائیں گے۔

ہرقل نے مجھے مخاطب کر کے کہا کہ تم نے اس گوشت کا کیا کیا۔ میں نے کہا وہ اسی طرح رکھا ہے میں نے کچھ نہیں کیا۔اُس نے کہا تم نے اُسے کیوں نہیں کھایا۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خوف سے۔ کیونکہ انہوں نے اسے ہم پر حرام کر دیا ہے اور اگرچہ تین دن کے فاقہ کے بعد ہمیں کھانے کی اجازت دے دی ہے۔مگر میں نے ملحدوں کے طعن و تشنیع کی وجہ سے اسے چوتھے دن بھی ہاتھ نہیں لگایا۔

ہرقل کو جب امیر المومنین عمر بن خطابؓ کا تہدید نامہ ملا تو اُس نے اسے پڑھ کر حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمیؓ کو بہت سا مال اور کپڑے دیے۔ نیز امیر المومنین عمر بن خطابؓ کے واسطے ایک بیش قیمت موتی (لُولُو) ہدیۃً پیش کیا اور ایک دستہ کی حفاظت میں آپ کو پہاڑوں کے دروں تک پہنچا دیا۔ یہاں سے حضرت عبداللہ بن حذافہؓ حلب میں تشریف لائے۔ حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور آپ کو مدینہ منورہ روانہ کر دیا۔آپ جب دربارِ خلافت میں حاضر ہوئے تو حضرت عمر بن خطابؓ آپ کو دیکھ کر سجدۂ شکر میں گر پڑے۔

(فتوح الشام)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نوائے افغان جہاد

جلد نمبر ۳، شمارہ نمبر ۵

جمادی الثانی/رجب ۱۴۳۱ھ جون 2010ء

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ" اللہ کے لیے جہاد کرنے والے کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص مسلسل روزے رکھتا رہے اور رات بھر تہجد کی نماز اور تلاوتِ قرآن میں مشغول رہے۔ نہ کسی دن روزہ میں سستی کرے اور نہ کسی رات نماز میں، اور مجاہد کو یہ فضلیت اس وقت تک برابر حاصل رہے گی جب تک وہ لوٹ کر اپنے گھر نہ آجائے"۔ (صحیح بخاری و مسلم)





عنوانات

ادار یہ

تجاویز، تبصروں اور تحریروں کے لیے اس برقی پتے (E-mail) پر رابطہ کیجیے۔
Nawaiafghan@gmail.com
انٹرنیٹ پر استفادہ کے لیے:
Nawaiafghan.blogspot.com

قیمت فی شمارہ: ۱۵ روپے

قارئین کرام!

عصرِ حاضر کی سب سے بڑی صلیبی جنگ جاری ہے۔ اس میں ابلاغ کی تمام سہولیات اور اپنی بات دوسروں تک پہنچانے کے تمام ذرائع' نظامِ کفر اور اس کے پیروؤں کے زیرِ تسلط ہیں۔ ان کے تجزیوں اور تبصروں سے اکثر اوقات مخلص مسلمانوں میں مایوسی اور ابہام پھیلتا ہے، اس کا سدِ باب کرنے کی ایک کوشش کا نام 'نوائے افغان جہاد' ہے۔

نوائے افغان جہاد

- اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے کفر سے معرکہ آرا مجاہدین فی سبیل اللہ کا مؤقف مخلصین اور محبین مجاہدین تک پہنچاتا ہے۔
- افغان جہاد کی تفصیلات، خبریں اور محاذوں کی صورت حال آپ تک پہنچانے کی کوشش ہے۔
- امریکہ اور اس کے حواریوں کے منصوبوں کو طشت از بام کرنے، اُن کی شکست کے احوال بیان کرنے اور اُن کی سازشوں کو بے نقاب کرنے کی ایک سعی ہے۔

اس لیے ....

اِسے بہتر سے بہترین بنانے اور دوسروں تک پہنچانے میں ہمارا ساتھ دیجیے

اداریہ

دردلِ مسلم مقامِ مصطفیٰ است

امت محمدیہ علی صاحبھا السلام کے لیے زندگی اور موت کا مسئلہ' حرمتِ رسول علیہ السلام کا مسئلہ ہے۔اس لیے گاہے بگاہے صلیبی کفار مسلمانوں کی غیرت ایمانی کا اندازہ لگانے کے لیے آفتاب نبوت کے بارے میں اپنے خبثِ باطن کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔اور اس مرتبہ تو اُنہوں نے اجتماعی طور پر اس گستاخی کا ارتکاب کرکے مجاہدین کے اس موقف کی اپنے عمل سے تصدیق کردی ہے کہ تمام اہلِ مغرب' اسلام کے بارے میں صلیبی تعصب میں مبتلا ہیں،کوئی مکالمہ اور ڈائیلاگ نہیں بلکہ صرف اور صرف جہاد فی سبیل اللہ ہی اُن کا علاج ہے۔ساری امت کے دل اس صدمے سے پھٹے جاتے ہیں اور مسلمانوں کا بچہ بچہ تمام صلیبی کفار کے خون کا پیاسا ہے۔ہر کسی کی یہ خواہش ہے کہ صلیبیوں کے بکھرے ہوئے لاشے،اُن کی لاشوں کے ٹکڑے اور اُن کی بستیوں کو آگ کی بھٹیاں بننے کا منظر وہ بچشمِ خود دیکھے بلکہ اُس کے ہاتھوں سے یہ مبارک کام سرانجام پائے......ان کیفیات میں ایک چیز ہے جو دل کو اطمینان دیتی ہے۔امام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں''بہت سے قابل اعتماد، تجربہ کار اور فقہی علم رکھنے والے مسلمان شام کے شہروں اور قلعوں کے محاصرے کے تجربات بیان کرتے ہیں جہاں انہوں نے عیسائیوں کا محاصرہ کیا تھا۔وہ کہتے ہیں کہ ہم کسی قلعے یا شہر کو ایک مہینے یا اس سے زیادہ مدت تک کے لیے گھیرے رکھتے اور ہمارے محاصرے سے ان کو کچھ فرق نہیں پڑ رہا ہوتا تھا،بس ہم ہمت ہار کر ہٹنے ہی والے ہوتے لیکن پھر جب اس جگہ کے لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے تو ایک دن کے اندر اندر ہی قلعہ فتح ہو جاتا تھا۔اسی لیے جب کبھی ہم سنتے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کر رہے ہیں' ہم اسے فتح کی نوید سمجھتے۔اگرچہ ہمارے دل نفرت سے بھرے ہوتے تھے لیکن ہم اسے بشارت کے طور پر لیتے تھے کہ یہ ہماری فتح کی نشانی ہے۔سورہ کوثر کی آیت کا بھی یہی مطلب ہے :اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَر۔''بیشک آپ کا دشمن ہی لاوارث اور بے نام ونشان ہے۔''یعنی اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کو رسوا کردے گا''

اب اللہ کی نصرت سے فتح کی خوش خبریاں یکے بعد دیگرے آرہی ہیں اس ماہ افغانستان میں یہود ونصاریٰ کے ۹ جاسوسی طیارے اور ۹ ہیلی کاپٹر اللہ نے اپنے بندوں کے ہاتھوں سے تباہ کروائے جب کہ اٹھارہ سو سے زائد یہود ونصاریٰ اور تیرہ سو سے زائد مقامی مرتدین کا جہنّم کی وادیاں مستقر بنیں......عراق میں دولۃ العراق السلامیہ کے امیر المومنین شیخ ابو عمر البغدادیؒ اور وزیر الحرب شیخ ابو حمزہ المہاجرؒ اللہ کی رحمتوں اور مغفرتوں کی طرف سفر کرتے ہوئے شہدا کے قافلے میں شامل ہوگئے (نحسبہ کذلک واللہ حسیبہ)۔اُن کے خون نے عراق میں مجاہدین کو ایک نیا عزم اور ولولہ دیا اور وہاں اب یہود ونصاریٰ کی خوب خوب دُرگت بن رہی ہے جبکہ صومالیہ میں پارلیمنٹ سے صدارتی ایوان تک سبھی طاغوتی شعار مجاہدین کے حملوں کی زد میں ہیں۔خطۂ خراسان میں' اور کزئی ایجنسی میں 'فرنٹ لائن اتحادی' اپنے زخم چاٹنے پر مجبور ہیں اور اُن کا آقا اُن کو شمالی وزیرستان کی دلدل میں پھنسانے کے درپے ہے۔انکار کی صورت میں ڈالروں کی صورت خیراتی ٹکڑوں سے' جن کو ایمان کے عوض حاصل کیا جارہا ہے' محرومی کی دھمکی کا سامنا ہے۔'الرزاق' سے رشتہ توڑ کر دوسروں کی رزاقیت پر ایمان لانے والوں کو مجاہدین کے 'ریموٹ کنٹرول' کا رعب بھی ہے اور ڈالروں سے محرومی کا خوف بھی !اس لیے بھی فیصلہ کرنا مشکل ہو رہا ہے۔

امت کے عروج کے اس دور میں ہر صاحبِ دل کو اس کا فرض بلا رہا ہے کہ دامے،درمے،قدمے، سخنے ہر طور مجاہدین فی سبیل اللہ کا راہی بن کر اپنے اللہ کو راضی کرنے میں دیر نہ کیجیے کہ کہیں قافلہ چھوٹ نہ جائے!!!

☆☆☆☆☆

ایک ہاتھ میں تلوار، ایک ہاتھ میں قرآن......!

استاد احمد فاروق

تمام تعریف اس رب کے لیے جس نے ہمیں مسلمان بنایا!

الحمدللہ، اللہ رب العزت نے ہمیں مسلمان بنایا، ایمان جیسی انمول نعمت ہمیں عطا فرمائی، اپنی ذاتِ عالی کی معرفت، اپنے انبیاء علیہم السلام کی پہچان اور روزِ قیامت کا یقین ہمارے سینوں میں پیوست کیا اور جہالت وگمراہی کے اندھیروں سے نکال کر ہمیں دینِ اسلام کے نور سے منور فرمایا۔ اللہ رب العزت کے اس فضل واحسان پر اس کی جتنی حمد بھی بجا لائی جائے کم ہے۔ اگر رب تعالیٰ ہم پر یہ احسان نہ فرماتے، ہمارے دلوں کو ہدایت پر نہ جماتے تو ہم بھی ان کروڑوں، اربوں انسانوں کی طرح ہو سکتے تھے جنہیں خود اللہ سبحانہ و تعالیٰ جانوروں سے بدتر اور چوپایوں سے بھی زیادہ گمراہ قرار دیتے ہیں۔ اگر رب کا فضل نہ ہوتا تو ہم بھی آج......:

☆ یا تو عیسائیوں کی مانند تثلیث کے لغو وشرکیہ عقیدے کے حامل ہوتے، ہر ماہ وسال کے ساتھ بدلتی انجیلِ محرفہ کو پوری ڈھٹائی کے ساتھ کلامِ الٰہی قرار دیتے، انبیاء علیہم السلام اور فرشتوں، حتیٰ کہ اللہ جل جلالہ تک کے فرضی مجسمے اور تصاویر بنا کر، انہیں کلیسا میں آویزاں کر کے، موسیقی کی دھن پر مصروفِ مناجات ہوتے...... اور بدترین گناہوں کا ارتکاب کرنے کے بعد بھی مطمئن ہوتے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہلے ہی صلیب چڑھ کر ہمارے گناہ بخشوا چکے ہیں!

☆ یا ہم یہودِ بے بہبود کی طرح عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا گردانتے، براہِ راست جناب باری تعالیٰ میں گستاخی کرتے ہوئے کہتے کہ ''اللہ فقیر ہے اور ہم غنی''، فخریہ دعویٰ کرتے کہ ''ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریم، اللہ کے رسول کو قتل کیا ہے''، اللہ کے فرشتوں بالخصوص جبرئیل علیہ السلام کو اپنا دشمن قرار دیتے، اپنی کتب میں انبیاء علیہم السلام کی طرف ایسے گستاخانہ اور اخلاق سوز واقعات منسوب کرتے کہ ان کا تذکرہ کرنے سے بھی زبان لرزے اور روح کانپ اٹھے......اور ان سب شیطانی، کفریہ عقائد پر ایمان رکھنے کے باوجود اپنے آپ کو اللہ کی چنیدہ اور محبوب ترین قوم اور ابراہیم علیہ السلام کے لائے ہوئے دینِ توحید پر عامل سمجھتے!

☆ یا ہم ہندوؤں کی مانند کسی مندر میں دیوی، دیوتاؤں، انسانوں، ستاروں، سیاروں حتیٰ کہ گائے، بندروں اور چوہوں تک کے بت تراش کر ان کے سامنے سجدہ ریز ہوتے، انہی سے لپٹ لپٹ کر دعائیں مانگتے، انہیں الٰہی اختیارات کا حامل سمجھتے، مسلمانوں کا خون بہانے اور ان کی عزتیں پامال کرنے کو اپنے دیوتاؤں کے تقرب کا باعث مانتے، اپنے مردوں کی لاشیں جلا جلا کر دریا میں ڈالتے اور اس غلیظ پانی میں نہانے کو گناہوں کی معافی اور بتوں کی رضا پانے کا ذریعہ جانتے اور ایسی ہی ان گنت خرافات ونجاسات سے آلودہ قلوب لیے اپنے شب وروز گزار رہے ہوتے۔

☆ یا ہم دہریوں کی طرح سرے سے رب کے وجود کا ہی انکار کرتے، آخرت کے آنے کو محال سمجھتے، انبیاء علیہم السلام کی رسالت اور ان کی لائی ہوئی آسمانی کتب کے منکر ہوتے اور امورِ غیب کو تمسخر واستہزا کا نشانہ بناتے۔

☆ یا ہم جدید مغربی فکر وفلسفے سے متاثر ملحد وزندیق مصنفین ومفکرین کی طرح وحی کا در پردہ انکار کرتے اور (شرعی احکامات سے) ''آزادی''، (کافر ومسلم کے مابین) ''مساوات'' (کفر کی ہمہ گیر حاکمیت تلے) ''امن''، (نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور شعائرِ دین کی توہین پر) ''تحمل وبرداشت''، (عافیہ صدیقی جیسی عفت مآب بہنوں کے مسئلے پر) ''رواداری'' اور (برقعے اور میناروں پر پابندی لگانے والی) ''روشن خیالی'' کی طرف دعوت دے رہے ہوتے......اور یوں شعوراً یا لاشعوراً ایمان کی سرحدیں پھاند کر کفر میں داخل ہو چکے ہوتے!

اعاذنا اللہ من ذلک!

جی ہاں! اس نام نہاد ''مہذب'' اور ''سائنسی'' دور میں آنکھیں کھولنے کے باوجود بھی، انسانیت آج کفر وشرک کی اتنی کثیر وقبیح انواع میں مبتلا ہے جس کی نظیر پوری انسانی تاریخ میں ملنا مشکل ہے۔ درج بالا سطور میں ہم نے کفر وشرک پر مبنی ان ادیانِ باطلہ میں سے محض چند کی طرف اشارہ کیا ہے، ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ بت پرستی وقبر پرستی جیسی قدیم انواعِ شرک سے لے کر مغربی فکر وفلسفے سے پھوٹنے والے جدید ملحدانہ، کفریہ تصورات تک، سب آج کی اس دنیا میں رائج ہیں۔

اکیسویں صدی......علم وتہذیب کی بلندی یا شرک وجہل کی اتھاہ گہرائی؟

آج، تمام تر دنیاوی اسناد کے حصول اور آکسفورڈ اور کیمبرج جیسے ''اعلیٰ تعلیمی اداروں'' سے فراغت کے باوجود بھی جب یورپ، امریکہ، لاطینی امریکہ، آسٹریلیا، جنوبی افریقہ یا روس کا کوئی باشندہ کسی کلیسا میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے (نعوذ باللہ) خود ساختہ مجسمے کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھتا اور مصروفِ دعا ہوتا ہے تو ہم ششدر رہ جاتے ہیں! "تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَ تَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَ تَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا"! (''قریب ہے کہ آسمان اس بات سے پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ گر جائیں'')! پھر جب اسی ''روشن خیال'' دنیا کا کوئی باسی بھارت یا نیپال کے کسی مندر میں کسی پتھر کے بت کے سامنے سجدہ ریز ہوتا ہے...... جب کوئی افریقی قبیلہ افریقہ کے جنگلوں اور صحراؤں میں چاند ستاروں کو پوجتا اور ان سے حاجتیں مانگتا نظر آتا ہے...... جب جاپان، تبت، تھائی لینڈ اور برما میں بدھ مذہب کے پیروکار اگلے جنم میں کوئی جانور یا کیڑا مکوڑا بننے سے بچنے کے لیے مختلف بے سروپا مراسمِ عبودیت کے ذریعے ''مقدس روحوں'' کو راضی کرنے کی کوشش کرتے ہیں...... جب چین کی آبادی کا ایک بہت بڑا حصہ کتے بلیاں کھانے پر پابندی کی تجویز مسترد کرتے ہوئے سراپا احتجاج ہوتا ہے...... جب سکھ مذہب کے پیروکار غسل نہ کرنے اور بال نہ کٹوانے جیسے خلافِ فطرت امور کو عبادت سمجھ کر اپناتے ہیں اور ''گرونانک'' کو مرتبۂ خدائی پر فائز کرتے ہیں...... جب مغرب کے کفریہ فکر وفلسفے سے متاثر ہو کر عیسائی، یہودی، ہندو اور مسلمان خاندانوں میں آنکھ کھولنے والے لوگ، پس منظر کے

اختلاف کے باوجود،عقلِ انسانی کی خدائی اور خواہشاتِ نفس کی حاکمیت قبول کرتے ہیں.....تو ہم یقیناً جاہلیّت کی یہ ساری قدیم وجدید صورتیں دیکھ کر انگشت بدنداں رہ جاتے ہیں!

افسوس کہ جس صدی کو انسان اپنی علمی ترقی کا نکتۂ عروج سمجھ رہا تھا، اسی صدی میں وہ کفر و شرک اور جہالتِ خالصہ کی ایسی پستیوں میں جا گرا جس کا تصور بھی پہلے مشکل تھا! یہ سوچ کر ہی دل غم گرفتہ ہو جاتا ہے کہ آج اربوں انسان، بلکہ بنی نوع انسان کی غالب اکثریت ان مہلک رستوں پر رواں دواں ہمیشگی کی جہنّم کی سمت بڑھ رہی ہے۔لاحول ولاقوۃ الا باللہ!

انسانیت کی نجات کی واحد راہ......اسلام!

جاہلیّت کی ان جدید وقدیم صورتوں میں ڈوبی انسانیت کے درمیان اگر کوئی امید کی کرن ہے تو وہ یہ امتِ مسلمہ ہی ہے۔آج، پہلے سے کہیں بڑھ کر یہ امر ذہن میں تازہ کرنے کی ضرورت ہے کہ ہم اللہ کے بھیجے ہوئے آخری نبی کے وارث اور اللہ کی نازل کردہ آخری آسمانی کتاب کے حامل ہیں۔''توحید'' اگر اپنی خالص شکل میں موجود ہے تو ہمارے پاس.....''حق'' اگر باطل کے ہر شائبہ سے پاک کہیں پایا جاتا ہے تو ہمارے پاس......زندگی کے ہر ہر گوشے پر رہنمائی دینے والی جامع و کامل ''ہدایت'' اگر کہیں دستیاب ہے تو ہمارے یہاں.....''فلاح'' (دنیوی واخروی) کا نسخہ اگر کسی کو عطا کیا گیا ہے تو ہمیں......اللہ رب العزت ہمیں اس عظیم نعمت پر قائم رکھے اور اس کی قدر پہچاننے کی توفیق دے! اللہ جل جلالہ نے ''دینِ اسلام'' کی صورت میں ہمیں یہ عظیم انعام عطا فرمایا ہے۔اس دین کے سوا اب اللہ کے دربار میں کوئی دین قبول نہیں! اس سے ہٹ کر کیے جانے والا ہر عمل مردود ہے، خواہ وہ ظاہر میں کتنا ہی خوشنما کیوں نہ ہو! اس سے متصادم ہر فکر وعقیدہ باطل ہے، خواہ اس کے ماننے والے کروڑوں ہی کیوں نہ ہوں! اس کے سوا جو کچھ ہے، جاہلیّت وجہالت ہے؛ اس کی اتباع بیوقوفی وحماقت ہے......چاہے تمام عقلائے عالم اس کے درست وصواب ہونے پر مہرِ تصدیق ہی کیوں نہ ثبت کر دیں! پس اب آخرت میں رب کی رضا پانا اور دنیا میں پاکیزہ زندگی بسر کرنا صرف اور صرف شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے ذریعے ممکن ہے!

ہمیں ''امتِ وسط'' اور ''بہترین امت'' کیوں کہا گیا؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد اب کوئی نبی نہیں آنا، آپ خاتم الانبیاء ہیں۔انبیاء علیہم السلام کی دعوت کو اور حضراتِ ابراہیم و اسماعیل، داؤد و سلیمان، موسیٰ وعیسیٰ (علیہم صلوات اللہ وسلامہ) کے پیغامِ توحید کو دنیا میں عام کرنا، کفر میں ڈوبے انسانوں کو ایمان سے روشناس کرانا، جہنّم کی راہ پر چلنے والوں کو جنت کی طرف بلانا اب اسی امت کا فریضہ ہے۔تمام انسانیت......خواہ وہ بھارت میں ریڑھی لگانے والا کوئی ان پڑھ ہندو ہو؛ یا کسی امریکی یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی سند کا حامل عیسائی مفکر......سب شریعت کی نگاہ میں جاہلِ مطلق ہیں! ان ''ان پڑھ'' اور ''اعلیٰ تعلیم یافتہ''، ''غیر مہذب'' اور ''مہذب''......ہر طرح کے جہلاء پر ترس کھانا، انہیں جہنّم کا ایندھن بننے سے بچانا، قلب پر ان سب کی ہدایت کی فکر طاری کرنا ہمارا فرض ہے۔ہمارے قلوب میں بھی قلبِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں موجزن ان جذبات کا کچھ عکس نظر آنا چاہیے جن کا نقشہ قرآن ان الفاظ میں کھینچتا ہے:

﴿فَلَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ عَلٰٓی اٰثَارِھِمْ اِنْ لَّمْ یُؤْمِنُوْا بِھٰذَا الْحَدِیْثِ اَسَفًا﴾(الکھف:٦)

''سو شاید آپ ان کے پیچھے غم کے مارے اپنی جان کھو دیں اگر وہ اس تعلیم پر ایمان نہ لائیں''۔

پس امتِ مسلمہ کا اصل کام یہی ہے کہ وہ شریعت کے جملہ احکام پر مضبوطی سے عمل پیرا ہو، دنیا کی سیادت ورہنمائی کا منصب سنبھالے، گمراہ انسانیت کو راہِ راست کی طرف بلائے، خالق و مالک کا تعارف کرائے، اسی کی اطاعت وعبادت کی دعوت دے، معروف ومنکر کی پہچان عام کرے، معروف کا حکم دے، منکر سے روکے اور رب کی زمین پر رب کی شریعت نافذ کرے۔یہی وہ عظیم شرف اور بھاری ذمہ داری ہے جس کا تذکرہ قرآنِ کریم ان الفاظ میں کرتا ہے:

﴿کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ﴾(آل عمران:١١٠)

''تم وہ بہترین امت ہو جو لوگوں (کی ہدایت) کے لیے بھیجی گئی، تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو''

جب کہ ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَکَذٰلِکَ جَعَلْنٰکُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَکُوْنُوْا شُھَدَآءَ عَلَی النَّاسِ وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَھِیْدًا﴾(البقرۃ:١٤٣)

''اور اسی طرح ہم نے تمہیں امتِ وسط بنایا تاکہ تم انسانوں پر گواہ بنو اور رسول تم پر گواہی دیں''۔

عصرِ حاضر کے انسان کو ''اللہ'' کی طرف بلانا ہمارے ہی ذمے ہے

پس انسانیت جس طرح کل اس بات کی محتاج تھی کہ اسے وحی کی روشنی میسر آئے، اسی طرح وہ آج بھی اس کی محتاج ہے۔جیسے کل انبیائے کرام نے ''اُعْبُدُوا اللّٰہَ'' (اللہ ہی کی عبادت کرو)، ''فَاتَّقُوا اللّٰہ'' (اللہ سے ڈرو)، ''فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰہ'' (اللہ کی طرف دوڑو) اور ''لَا اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ'' کی صدا عام کی تھی، ویسے ہی یہ صدا عام کرنے کی ضرورت آج بھی قائم ہے۔وحی سے محروم انسانیت آج بھی اتنی ہی تہی دامن ہے جتنی وہ کل تھی......اور جیسے کل اس کی ہدایت وفلاح کا کل سامان اللہ تعالیٰ کے احکامات میں پوشیدہ تھا، ویسے ہی آج بھی یہ سامان کہیں اور سے ڈھونڈنے کی سعی لاحاصل ثابت ہو گی۔

''جہاد فی سبیل اللہ'' بھی ''دعوت الی اللہ'' کے لیے فرض کیا گیا

الغرض ہمارا اصل کام تو یہی ہے کہ ہم اللہ جل شانہٗ کی عبادت کریں، شریعت کی اتباع کے ذریعے اسے راضی کرنے کی سعی کریں اور باقی انسانیت کو بھی اسی دینِ متین اور نورِ مبین کی طرف بلانے میں اپنی زندگیاں کھپائیں۔جہاد وقتال بھی ہم پر اسی لیے فرض کیا گیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی محبت سے سرشار ہو کر ہر کفر وشرک مٹانے اٹھیں، اللہ کے باغیوں کی قوت وشوکت خاک میں ملائیں اور انسانیت کو غیر اللہ کی بندگی وغلامی سے نکال کر اللہ جل جلالہ کی بندگی میں داخل کریں۔چنانچہ جب رستم نے حضرت ربعی بن عامر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ:

(بقیہ صفحہ ١٦ پر)

آخری قسط

مسلمانوں کے بازاروں میں بم دھماکوں سے متعلّق شیخ عطیۃ اللہ کا فتویٰ

شیخ عطیۃ اللہ حفظہ اللہ

مجاہدین کا ہدف مسلمان نہیں!

اس بحث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اس طرح کے دھماکوں میں مجاہدین کا کوئی عمل دخل نہیں۔اور ان کے کرنے والے نہ تو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ ہی یومِ آخرت پر، بلکہ اصلاً یہ اللہ کے دشمن مجرموں اور کفار کا کام ہے، چاہے اس کی خاطر انہوں نے بلیک واٹر اور اس جیسی دیگر بدنامِ زمانہ سیکیورٹی ایجنسیوں کو استعمال کیا ہو، جن کا اثر و نفوذ پچھلے تھوڑے عرصے میں پاکستان میں بہت بڑھ گیا ہے، یا چاہے پھر اس مقصد کے لیے وہ اپنی خفیہ ایجنسیوں کی تابع فرمان پاکستانی آئی۔ایس۔آئی کو استعمال میں لائے ہوں، جو چند پاکستانی خبیث جرنیلوں کے تابع ہے۔

جنگ میں یہ کوئی ایسی انوکھی اور غیر متوقع بات شمار نہیں کی جاتی، بلکہ اللہ کے یہ دشمن ایسے بھیانک تجربات اس سے پہلے بھی افغانستان ،عراق اور الجزائر میں کر چکے ہیں۔اور اگر کوئی عام شخص ان کارروائیوں میں ان کے خلاف ثبوت اکٹھے کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اکثر اوقات کوئی واضح نشانیاں تلاش نہیں کر پاتا کیونکہ یہ لوگ نشانیوں کے چھپانے میں خاصی مہارت رکھتے ہیں۔تاہم جنگ اور اس کے معاملات سے واقفیت رکھنے والوں کے لیے ان علامات کا سراغ لگانا اور ان کی اصل حقیقت تک رسائی حاصل کرنا کچھ مشکل نہیں۔اس لیے عام مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان امور کا لحاظ رکھیں اور مجاہدین کو بھی یہ باتیں عوام الناس کے سامنے واضح کرنی چاہئیں۔

ہمیں یہ اچھی طرح جان لینا چاہیے کہ یہ سب واقعات دراصل اللہ تعالیٰ کی جانب سے اپنے بندوں کی آزمائش کا سبب ہیں ،جن کے ذریعے وہ یہ دیکھتا ہے کہ کون ان سب فتنوں کے باوجود اللہ تعالیٰ کے کلمے کی سربلندی اور اس کی شریعت کی بالادستی کی خاطر جاری جہاد اور اہلِ جہاد کی مدد و تائید سے رکے بغیر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت کرتا اور اہلِ حق کا ساتھ دیتا ہے۔اور کون دشمن کی صفوں میں شامل ہو جاتا ہے......والعیاذ باللہ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمانِ مبارک ہے:

’’إِنْ هِيَ إِلَّا فِتْنَتُكَ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَاءُ وَتَهْدِي مَنْ تَشَاءُ أَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الْغَافِرِينَ‘‘(الاعراف:۱۵۵)

’’یہ تو تیری آزمائش ہے اس سے تو جس کو چاہے گمراہ کرے اور جسے چاہے ہدایت بخشے،تو ہی ہمارا کارساز ہے تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما اور تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے‘‘۔

لہٰذا مضبوط ایمان اور صحیح فہم کا حامل بندۂ مومن اور مجاہد، حق کو با آسانی پہچان جاتا ہے اور ہر شے کو اس کے اصل مقام پر رکھ کر دیکھتا ہے۔وہ حق سے محبت اور اس کی نصرت کرتا ہے، اور برائی سے نفرت اور بغض رکھتا ہے۔

اس لیے ہمارے نزدیک یہ ایک واضح امر ہے کہ مسلمان عوام پر ہونے والے یہ دھماکے اللہ کے دشمن کفار کرواتے ہیں تاکہ ان کا جھوٹا الزام سچے مجاہدین پر عاید کر کے عوام الناس کو ان کی نصرت و معاونت سے روکا جائے اور ان کے مابین نفرت و عداوت کو فروغ دیا جائے۔ان کا مقصد پاکستان اور دیگر دنیا میں جاری جہاد فی سبیل اللہ کو بدنام کرنا اور اس سے عام لوگوں کو متنفر کرنا ہے تاکہ اس جہاد کے نتیجے میں ان کے جن مکروہ عزائم کو مسلسل ٹھیس پہنچ رہی ہے ان کی تکمیل کی جا سکے۔کسی باشعور آدمی سے یہ حقائق قطعاً پوشیدہ نہیں!

شیخ مصطفیٰ ابوالیزید حفظہ اللہ اپنے وضاحتی بیان میں ان امور کی پہلے بھی نشاندہی کر چکے ہیں، جیسا کہ آپ نے فرمایا:

’تمام مسلمانوں کو اچھی طرح یہ بات جان لینی چاہیے کہ مجاہدین سے ایسے گھٹیا اور مکروہ افعال کا صادر ہونا محال ہے! کیونکہ مجاہدین تو راہِ جہاد پر نکلے ہی اس لیے ہیں کہ اپنے مسلمان بھائیوں کے دین، ان کی سرزمین، عزت و ناموس اور ان کی جان و مال کا دفاع کر سکیں، جسے صلیبیوں اور ان کے مرتد اتحادیوں نے مباح قرار دے رکھا ہے، اور اُن کے ہاتھ اِن معصوم مسلمانوں کے لہو سے تر ہیں۔ ہماری سوچی سمجھی رائے یہ ہے کہ یہ بم دھماکے اللہ کے دشمن صلیبی، اُن کی اتحادی حکومت اور ایجنسیوں کی کارستانی اور اُن کی مکروہ جنگ کا ایک حصّہ ہیں۔اور ہوں بھی کیوں نہ! کیونکہ یہ تو وہی لوگ ہیں جو نہ کسی مومن کے متعلّق کسی عہد اور ذمّہ کا لحاظ و پاس رکھتے ہیں اور نہ انھیں کسی مومن کی حرمت کا کوئی احساس ہے، بلکہ ان کے نزدیک تو خونِ مسلم کی کوئی قدر و قیمت ہی نہیں۔

> **مجاہدین اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے شریعت کے پابند ہیں، جو شرعی جواز کے بغیر کسی سے جنگ کرتے ہیں اور نہ ہی کسی کو قتل۔وہ مدلل اور درست فہم کے مطابق اپنے معاملات سرانجام دیتے ہیں اور جائز و ناجائز خون کے درمیان فرق کرنے کی خوب بصیرت رکھتے ہیں۔**

تمام لوگ اس حقیقت سے آگاہ ہیں کہ اس مجرم و فاسق حکومت اور اس کے سیکیورٹی اداروں کی حمایت اور اجازت سے بلیک واٹر اور دیگر مجرم مافیا نے پاکستان میں ڈیرے ڈال رکھے ہیں۔پاکستان ان کے لیے کھلی شکارگاہ بن چکا ہے۔یہی لوگ ایسے مکروہ جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں اور بعد ازاں میڈیا کے زور پر ان کارروائیوں کو مجاہدین کے کھاتے میں ڈال دیتے ہیں۔تاکہ ایک طرف مسلمانوں کی نسل کشی سے انھیں تسکین ملے اور دوسری

طرف ان کے ذریعے مجاہدین کی کردار کشی کی جا سکے۔ دونوں لحاظ سے ان کا فائدہ اور مسلمانوں کے لیے سراسر نقصان ہے۔ اب میں وہ ثبوت بیان کروں گا جو اس بات کو مزید واضح کرتے ہیں کہ مذکورہ بم دھماکے انھی خونی ایجنسیوں کا کیا دھرا ہے۔

اوّل یہ کہ عراق و افغانستان میں یہی سیاست کئی مرتبہ دہرائی جا چکی ہے، اور اب ذلیل امریکی یہی پرانے حربے پاکستان کی طرف منتقل کر رہے ہیں، جبکہ کئی مرتبہ وہ یہ صراحت بھی کر چکے ہیں کہ وہ اپنے پرانے تجربے پاکستان میں منتقل کریں گے۔

دوئم یہ کہ پھر ان مجرمانہ دھماکوں کے لیے عین وہی وقت منتخب کیا جاتا ہے جب اعلیٰ امریکی عہدیدار پاکستان کا دورہ کرتے ہیں تاکہ وہ اپنی پریس کانفرنس میں یہ کہہ سکیں کہ ان دھماکوں کے ذمّہ دار وہی دہشت گرد ہیں جن کے خفیہ ٹھکانوں پر ہم قبائلی علاقوں میں ڈرون حملے کرتے ہیں اور یہ دعوی کر سکیں کہ امریکہ تو دراصل ان دہشت گردوں یعنی مجاہدین کے خاتمے کے لیے پاکستانی عوام اور حکومت کی مدد کرنا چاہتا ہے۔

سوئم یہ کہ پاکستان کے صحافتی حلقوں نے بھی یہ بات نقل کی ہے کہ بلیک واٹر اور مغربی سفارت کاروں سے اسلام آباد میں اسلحہ اور دھماکہ خیز مواد ضبط کیا گیا ہے اور یہ سب کچھ یوں اچانک ہی رونما ہو گیا، جس کے بعد فوری طور پر اس معاملے کو دبانے کی کوشش کی گئی۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کی خفیہ سازشیں اور جرائم اس سے کہیں بڑھ کر ہیں۔ اللہ اِن لوگوں کو رسوا کرے! ان کا ہدف ہر اُس معزّز عالم، داعی، دانشور، لکھاری اور صحافی کی ٹارگٹ کلنگ کرنا ہے جو مجاہدین کی مدد کرتا ہے یا ان سے ہمدردی رکھتا ہے۔

چہارم یہ کہ ان تمام دھماکوں میں ایسی گاڑیاں استعمال کی گئی ہیں جنھیں دھماکہ خیز مواد سے بھر کر بازاروں میں کھڑا کر دیا جاتا ہے۔ دنیا بھر کی خفیہ ایجنسیاں دہشت گردی پھیلانے کے لیے عموماً یہی طریقۂ کار اختیار کرتی ہیں، اور ایسے کتنے ہی دھماکے یہ مجرمین عراق اور دوسرے علاقوں میں کروا چکے ہیں۔

میرے پیارے مسلمان بھائیو! اِن جرائم کے پیچھے وہی ہاتھ کار فرما ہیں جو قبائلی علاقوں اور افغانستان میں مسلمانوں کی بستیوں اور مساجد پر ٹنوں وزنی بم برساتے ہیں'۔

﴿ادارۂ السحاب کے نشر کردہ شیخ مصطفیٰ ابوالیزید حفظہ اللہ کے بیان 'بلیک واٹر! اور پاکستان میں ہونے والے حالیہ دھماکے' سے اقتباس﴾

انھی لوگوں نے لال مسجد میں نماز و قرآن پڑھنے والے معصوم بچوں اور بچیوں کے خون سے ہولی کھیلی، سوات اور وزیرستان میں ضعیف عوام اور ان کی بستیوں پر بارود کی بارش کی، قندوز میں ایک شادی کی تقریب پر بمباری کر کے دو سو سے زاید لوگوں کو موت کی وادی میں دھکیل دیا اور ہرات و غزنی میں بھی سیکڑوں مسلمانوں کو قتل کیا۔

حاصل کلام یہ ہے کہ مجاہدین فی سبیل اللہ جن کا تعلّق معروف اور ثقہ جہادی جماعتوں سے ہے، ان سے ایسے مکرہ افعال کا صدور ناممکن ہے......اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت اور ہمارے اعمال کی درستی فرمائے! اور ہم سب کو ہر طرح کے فتنوں سے محفوظ رکھے!

ہم اور تمام مجاہدین یہ واضح اعتقاد رکھتے ہیں کہ اگر خدانخواستہ کوئی جماعت یا گروہ جان بوجھ کر ایسے افعال میں ملوث ہو جائے تو ان اعمال کے بعد اسے ہرگز جہادی جماعت نہ سمجھا جائے گا، بلکہ اسے ایک گمراہ منحرف اور حق سے ہٹا ہوا گروہ شمار کیا جائے گا......اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسی گمراہی سے بچائے اور اپنے غضب اور ناراضی سے ہمیں محفوظ رکھے......! اور اگر جہاد اور شریعتِ اسلامی سے نسبت کی دعوے دار کوئی جماعت یا کچھ لوگ قصداً ایسے قبیح اعمال میں ملوث ہوتے ہیں تو وہ گمراہ اور راہِ حق سے ہٹے ہوئے لوگ ہیں اور وہ مجاہدین نہیں بلکہ فسادی ہیں، جنھیں بزورِ بازو روکنا اور ان کا شرعی محاکمہ کرنا واجب ہے۔ ورنہ تمام لوگ اللہ تعالیٰ کے غضب اور اس کی عقوبت کے حق دار ٹھہریں گے۔

اگر چہ حقیقت میں ایسا ہونے کے امکانات نہ ہونے کے برابر ہیں کہ کوئی جہادی جماعت ایسے افعال میں ملوث ہو، تاہم ہم نے اس امر کی وضاحت اس لیے ضروری سمجھی تاکہ شرعی اعتبار سے مسئلے کا یہ پہلو بھی واضح ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ تمام مجاہدین اور میدانِ جہاد کو ایسے فتنوں سے محفوظ و مامون رکھے!......آمین!

ایک ضروری تنبیہ:

کہا جا سکتا ہے کہ: 'ہوسکتا ہے یہ دھماکے مجاہدین کی جانب سے کسی خطا کی بنیاد پر ہوئے ہوں'۔

تو میں یہ کہتا ہوں کہ کسی غلطی کی بنیاد پر سچّے اور مخلص مجاہدین کے ہاتھوں ایسے واقعات کے صدور کا امکان انتہائی کم اور نادر ہے۔ البتہ حالتِ جنگ میں بتقاضۂ بشری ایسے واقعات کا پیش آنا بالکل خارج از امکان بھی نہیں کہ کوئی بارود سے بھری گاڑی اپنے ہدف کی جانب رواں ہو لیکن کسی بشری خطا کے نتیجے میں وہ غیر ارادی طور پر پھٹ جائے، جنگ میں ایسا ہونا ممکنات میں سے ہے۔ ایسی صورت میں یہ ان آزمائشوں اور امتحانات میں سے شمار ہوگا جن کا انسان کو پیش آنا کوئی انوکھی بات نہیں......چاہے وہ کسی انسانی خطا کا نتیجہ ہوں یا پھر آسمانی اقدار......دونوں صورتوں میں یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر شمار کی جائے گی اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا کوئی کام بھی حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔

> **مسلمان عوام پر ہونے والے یہ دھماکے اللہ کے دشمن کفار کرواتے ہیں تاکہ ان کا جھوٹا الزام سچّے مجاہدین پر عائد کرکے عوام الناس کو ان کی نصرت و معاونت سے روکا جائے اور ان کے مابین نفرت و عداوت کو فروغ دیا جائے۔**

اگر چہ ہم مجاہدین کے کردار اور معاملات میں ان کی دیانت و احتیاط کے رویے کو قریب سے دیکھتے ہوئے اس بات کی نفی کرتے ہیں، اور اگر کوئی شخص انہیں قریب سے نہیں جانتا تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اللہ کی راہ میں نکلے ہوئے حق اور شریعت کے ان پاسبانوں سے اچھا گمان رکھے اور ان کے بارے میں کوئی رائے قائم کرتے ہوئے عدل و

انصاف کے تقاضوں کو ملحوظِ خاطر رکھے اور اس بات کا بھی لحاظ رکھے کہ مجاہدینِ اسلام اس وقت ایک انتہائی مکار اور جھوٹے دشمن اور اس کے آلۂ کار مجرم صفت ذرائع ابلاغ کا اولین ہدف ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ اس مسئلے کے دیگر پہلوؤں کو نظر انداز نہ کریں اور ایسے واقعات کو دشمن کی اس سوچ اور سازشی مہم کے پیرائے میں رکھ کر دیکھیں جس میں اس کا اولین ہدف مجاہدین کو عوام الناس کی جانب سے ملنے والی مدد و نصرت سے محروم کرنا ہے، اور یہ کوئی ایسی ڈھکی چھپی بات بھی نہیں، بلکہ اس بات کا اقرار تو یہ دشمنانِ دین بارہا خود بھی کر چکے ہیں...... **وحسبنا الله و نعم الوکیل۔**

اور ویسے بھی بھلا یہ بات سمجھ میں آنے والی ہے کہ مجاہدین ایسا کام کریں جس کے نتیجے میں لوگ ان سے اور اسلام و جہاد کی دعوت سے متنفر ہوں؟......اور پھر وہ بھی کن کے خلاف......؟ ان لوگوں کے خلاف اور ان علاقوں میں جو ان کی نصرت اور تائید کا محفوظ قلعہ شمار کیے جاتے ہیں۔ بھلا معمولی عقل رکھنے والے کسی شخص سے بھی اس طرح کے فعل کی امید کی جا سکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ ہمیں اہلِ حق کا ساتھ چھوڑنے اور ان کے ساتھ بدگمانی کرنے سے بچائے! اور بہرحال جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مضبوطی سے جڑ جاتا ہے اللہ تعالیٰ اسے سیدھے راستے کی ہدایت عطا فرما دیتے ہیں۔

مجاہدین کا ایسے دھماکوں سے اعلانِ برأت اور اظہارِ لاتعلقی:

اسی طرح مجاہدین نے بارہا ایسے دھماکوں سے اپنی لاتعلقی اور برأت کا اعلان کیا ہے، بلکہ یہاں تک کہ خود کفار، مرتدین اور ان کی افواج کو بھی ایسے مقامات پر نشانہ بنانے سے مجاہدین کو منع کیا جاتا ہے جہاں عام مسلمانوں کے جانی نقصان کا اندیشہ ہو جیسے بازار، عام سڑکیں اور مساجد وغیرہ۔ کیونکہ اس میں معصوم لوگوں کی جانیں جانے کا خطرہ ہوتا ہے۔ اور ہم اگر کبھی اپنے علماء کی رہنمائی کے مطابق 'ترس' کے مسئلے کے تحت ایسا کرنے کا جواز دیں بھی تو اس میں شرعی ضوابط کی پوری طرح پابندی کی جاتی ہے......**والحمد لله۔**

مجاہدین اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے شریعت کے پابند ہیں، جو شرعی جواز کے بغیر کسی سے جنگ کرتے ہیں اور نہ ہی کسی کو قتل۔ وہ مدلل اور درست فہم کے مطابق اپنے معاملات سرانجام دیتے ہیں اور جائز و ناجائز خون کے درمیان فرق کرنے کی خوب بصیرت رکھتے ہیں۔ مجاہدین چاہے ان کا تعلق تحریک طالبان پاکستان سے ہو، شوریٰ اتحاد المجاہدین سے یا القاعدہ سے......اس امر کو اچھی طرح واضح کر چکے ہیں کہ پاکستان میں ان کے اہداف کیا ہیں۔ وہ صرف ان سیکورٹی ایجنسیوں، فوج اور انٹیلی جنس کے لوگوں کو ہدف بناتے ہیں جن کے کندھوں پر یہ کفریہ نظام قائم ہے۔ اسی طرح ان کا ہدف وہ مرتد سیاستدان ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے دین کے خلاف واضح اعلانِ جنگ کر رکھا ہے۔ اس حوالے سے وہ پوری احتیاط سے کام لیتے ہیں اور اگر کسی مسئلے میں کسی قسم کا اشتباہ پایا جائے تو اس سے گریز کرتے ہیں۔ مجاہدین امت کو درپیش ان کٹھن حالات سے بخوبی واقف ہیں کہ کس طرح درست اور غلط اور صالح اور فسادی آج ایک دوسرے میں خلط ملط ہو چکے ہیں۔ اور کس طرح عام لوگوں میں شبہات اور وسوسوں کو عام کر دیا گیا ہے، جس کی وجہ سے اصل حقیقت تک رسائی عوام الناس کے لیے مشکل ہو گئی ہے۔ اس لیے وہ عوام الناس کے حوالے سے احتیاط، نرمی اور عذر کا پورا پورا خیال رکھتے ہیں اور اس حقیقت کا اچھی طرح فہم رکھتے ہیں کہ غلطی سے معاف کر دینا غلط سزا دینے سے بہرحال بہتر ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ مجاہدین کی خطائیں درست فرمائے! ان کی مدد فرمائے! اور کافروں کے مقابلے پر ان کی نصرت فرمائے! اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"**أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَى نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ۔ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَن يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيراً وَلَيَنصُرَنَّ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ۔ الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ**" (الحج: 41-39)

"جن مسلمانوں سے لڑائی کی جاتی ہے اُن کو اجازت ہے کیونکہ اُن پر ظلم ہو رہا ہے اور اللہ یقیناً اُن کی مدد پر قادر ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ اپنے گھروں سے ناحق نکال دیے گئے ہاں یہ کہتے ہیں کہ ہمارا رب، اللہ ہے اور اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے سے نہ ہٹاتا رہتا تو خلوت خانے اور گرجے اور عبادت خانے اور مسجدیں جن میں اللہ کا بہت سا ذکر کیا جاتا ہے ویران ہو چکی ہوتیں اور جو شخص اللہ کی مدد کرتا ہے اللہ اُس کی ضرور مدد کرتا ہے، بے شک اللہ طاقتور اور غالب ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو زمین میں دسترس دیں تو نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور نیک کام کرنے کا حکم دیں اور بُرے کاموں سے منع کریں اور سب کاموں کا انجام اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔"

اور فرمایا: "**وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُم فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْناً يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئاً وَمَن كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُوْلَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ**" (النور: 55)

"جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے اُن سے اللہ کا وعدہ ہے کہ اُن کو زمین میں خلافت عطا فرمائے گا جیسا کہ اُن سے پہلے لوگوں کو عطا فرمائی اور اُن کے دین کو جسے اُس نے ان کے لیے پسند کیا ہے مستحکم و پائیدار کرے گا اور خوف کے بعد ان کو امن بخشے گا، وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی اور کو شریک نہ بنائیں گے اور جو اس کے بعد کفر کرے تو ایسے ہی لوگ بدکردار ہیں"

والحمد لله رب العالمین

و صلی الله وسلم و بارک علی نبیه محمد و آله و صحبه و من تبعهم بأحسان۔

☆☆☆☆☆

خاکے بنانے والوں کی خاک اڑے!!!

مصعب ابراہیم

۲۰ مئی ۲۰۱۰ء کا دن آیا اور گزر گیا۔ یہ وہ دن تھا جب شیطانِ امریکہ کی حکومت کی سرپرستی میں بندروں کی اولاد ہمارے آقا، سرورِ کائنات، خاتم النبیین، شرفِ انسانیت، حبیبِ کبریا صلی اللہ علیہ وسلم (فداک ابی وامی) کی ذات بابرکات کا تمسخر اڑانے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاکے بنانے کے لیے سوشل نیٹ ورکنگ ویب سائٹ فیس بک(FaceBook) پر اکٹھی ہوئی۔ سٹیل کی مولی نورس نامی کافرہ کی دعوت پر سٹیزن اگینسٹ ہیومر(citizen against humor)نامی گروپ کے تحت ۲۰ مئی ۲۰۱۰ء کو every body draw Muhammad day ''ہر کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خاکے بنائے'' کا دن منایا جا رہا ہے۔اس ملعون مصورہ کی دعوت کو تادمِ تحریر دنیا بھر سے ۱۹۲۵۸ ملعونین نے قبول کیا ہے،۱۹ مئی ۲۰۱۰ تک ۱۰۰۷۷۴ افراد اس ناپاک کوشش پر ستایش اور پسندیدگی کا اظہار کر چکے تھے، زمین کا بوجھ قرار پانے والے یہ وہ افراد ہیں جو مذہباً یہودی یا عیسائی ہیں ۔ ۱۹ مئی ۲۰۱۰ تک ۲۲۷۸ ایسی تصاویر و خاکے اس ویب سائٹ پر آچکے تھے، جن کے ذریعے اہانت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارتکاب کیا گیا۔لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئاً إِدّاً Oتَكَادُ السَّمَاوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدّاً(سورہ مریم آیت ۸۹۔۹۰)

''یقیناً تم بہت بری اور بھاری چیز لائے ہو،قریب ہے کہ اس کی وجہ سے زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزے ریزے ہو جائیں''۔

اس سے چند ہفتے پہلے ایک امریکی ٹی وی سے ''ساؤتھ پارک'' نامی مزاحیہ پروگرام نشر کیا گیا۔اس مزاحیہ پروگرام میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سمیت کئی انبیا کرام علیہ السلام اور دین اسلام کی قابل احترام شخصیات کو تضحیک کا نشانہ بنایا گیا تھا۔اس پروگرام کے تخلیق کاروں میٹ اسٹون اور ٹرے پارک نے قتل کی دھمکیوں کے بعد فلم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کردار کو نکال کر 'سانتا کلاز' کے کردار کو ڈال دیا۔ان دونوں نے اس فلم میں صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی نشانہ تضحیک نہیں بنایا بلکہ دیگر انبیاء علیہ الصلوۃ والسلام کی شخصیتوں پر بھی نشتر زنی کی ۔قرآن مجید ان کی ڈھٹائی کی تصدیق بھی کرتا ہے اور ان کے انجام بد سے بھی آگاہ کرتا ہے۔وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِينَ سَخِرُواْ مِنْهُم مَّا كَانُواْ بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ(سورہ الانعام: آیت ۱۰)

''اور یقیناً آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پہلے جو پیغمبر ہوئے ہیں،ان کے ساتھ بھی استہزا کیا گیا۔ پھر جن لوگوں نے ان سے مذاق کیا تھا ان کو اس عذاب نے آ گھیرا جس کا تمسخر اڑاتے تھے''۔

ملعونہ کی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جرات :

اس کے بعد ملعونہ مولی نورس نے ہذیانی کیفیت میں یہ اعلان کیا کہ'' دنیا میں ہر شخص کو اظہار رائے کی آزادی حاصل ہے ۔اگر پارک اور اسٹون کی جانب سے مزاحیہ پروگرام میں مسلمانوں کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خاکے پیش کیے گئے تو اس کے جواب میں ان دونوں افراد کو قاتلانہ حملے کی دھمکی نہیں دینی چاہیے تھی۔دو افراد کو دھمکی کا نتیجہ یہ ہے کہ اب سیکڑوں لوگ یہی عمل کریں گے''۔نیو یارک ٹائمز کے مطابق'' مولی نورس کی جانب سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اجتماعی گستاخی کے لیے مقرر کیے جانے والے دن کو امریکہ میں تیزی سے مقبولیت حاصل ہو رہی ہے''۔اس ملعونہ نے ایک ریڈیو انٹرویو میں کہا کہ'' اس نے یہ بات سوچی بھی نہیں تھی کہ اس کے اس پوسٹر اور مہم کو دیگر آرٹسٹوں میں اتنی پذیرائی ملے گی۔اگر چہ اس کی جانب سے یہ دن منانے کی تحریک کا اعلان بطور احتجاج کیا گیا تھا مگر حکومت اور انتظامیہ کی طرف سے اس کی حمایت کی دلیل یہ ہے کہ اسے کسی سرکاری اہل کار نے خبر دار نہیں کیا بلکہ حفاظت کی پوری یقین دہانی کرائی گئی ہے''۔ایسی شرارتوں میں امریکی حکومت کی سرپرستی ہونے کے باوجود یہ خبیث اقوام قرآن مجید کے بتائے ہوئے اِس انجام سے نہیں بچ سکتیں وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا تَبَاراً (سورہ نوح آیت ۲۸)

''اور کافروں کو سوائے بربادی کے اور کسی بات میں نہ بڑھا''۔

''ناصحین'' کہاں ہیں؟؟؟:

کہاں گئے یہاں کے عقل وفہم سے عاری ''دانش ور'' جو کہ مغرب کے ''ستھرے، نکھرے اور مہذب'' چہرے پر صدقے واری جاتے ہیں۔افہام وتفہیم کا درس دینے والے مغربی کردار کی اس غلاظت بھری حقیقت کو کس طرح نظر انداز کیے بیٹھے ہیں؟ مکالمے اور ڈائیلاگ، بین المذاہب ہم آہنگی، مذہبی رواداری کی تلقین کرنے والے دانتوں میں انگلیاں دبائے کیوں کھڑے ہیں؟ ''امن امن'' کی دہائی دینے والوں کو فساد کی یہ بدترین شکل کیوں نظر نہیں آتی ؟ تقاربِ ادیان کے داعی، مغربی اقوام وعوام کو انسانیت کا ہمدرد وخیر خواہ ثابت کرنے والے اور امت پر ڈھائے جانے والے ہر قسم کے ظلم و جور کو مغرب کے مخصوص سیاسی ٹولے کے کھاتے میں ڈالنے والے کیوں گنگ ہیں اور یہ بتانے سے قاصر ہیں کہ ان ۱۹ ہزار سے زاید ملعونین میں سے کون ہے جو'عوام' میں شمار نہ ہوتا ہو؟ ڈیڑھ لاکھ کے قریب وہ لوگ جنہوں نے اس منحوس اور ملعون کوشش کی تعریف وتوصیف کی' کیا وہ' عوام' کی صفوں سے باہر سمجھیں جائیں؟ اس گندی، غلاظت بھری، سرانڈ سے لبریز تہذیب کا ہر ہر ''انڈہ'' گندہ ہے اور اسی قابل ہے کہ اُس کے وجود سے اللہ کی زمین کو پاک کیا جائے۔کفری مما لک میں سکونت اختیار کرنے والے اُن افراد کے لیے' جو اپنے آپ کو امتی سمجھتے ہیں' بھی یہ

سوچنے کا مقام ہے کہ کیا اُن میں اتنی حمیت بھی نہیں کہ وہ کم از کم ان کفری ممالک کو ہی خیر باد کہہ دیں؛ جو اُن کے دم قدم سے ہی آباد ہیں اور جہاں کے باسی امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

یہود و نصاریٰ کی خباثتوں کے پیچھے کارفرما عنصر:

اہل مغرب کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات سے تعصب، بغض و عداوت ،عناد اور کینہ اپنے پیچھے کئی وجوہات رکھتا ہے۔ان وجوہات و حقائق سے کفار تو پوری طرح آگاہ و ہوشیار ہیں لیکن مسلمان سکالر اور 'دانش ور' امت کو ''امن پسندی'' کی لوری دیتے وقت ان حقائق و وجوہات سے جانتے بوجھتے صرفِ نظر کرتے ہیں۔یہود و نصاریٰ اس دین کی حقیقت کو اچھی طرح سمجھ چکے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ''انا نبی الملحمه'' (میں شدید جنگوں والا نبی ہوں) اُنہیں کسی پل چین نہیں لینے دیتا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لسان مبارک سے ادا ہونے والے ان الفاظ ''بعثت بین یدی الساعة بالسیف حتی یعبد الله وحده لا شریک له وجعل رزقی تحت ظل رمحی وجعل الذلة والصغار علی من خالف امری'' (مسند احمد) ''مجھے قیامت تک تلوار دے کر بھیجا گیا ہے اور میرا رزق نیزے کے سائے کے نیچے رکھ دیا گیا ہے اور ذلت و رسوائی ان لوگوں کا مقدر ٹھہرا دی گئی ہے جو میرے حکم (جہاد) کی مخالفت کریں'' میں پنہاں اپنی تباہی کے پیغام سے وہ بخوبی واقف ہیں۔

پس مغربی اقوام کے عوام و خواص پوری طرح باخبر ہیں کہ نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے نتائج اُن کی کفریہ تہذیب اور اللہ سے بغاوت پر استوار طرز حیات کے لیے کس قدر خطرناک اور موت کا پیغام ہیں۔اسی لیے وہ ہر محاذ پر من حیث الاقوام اسلام کے خلاف اپنے بغض و عداوت اور کینہ و حسد کا اظہار بھی کرتے ہیں اور اسلام کو ہر محاذ پر شکست دینے کے خواہاں بھی ہیں۔لیکن ''وہ شمع کیا بجھے، جسے روشن خدا کرے''......اللہ تعالیٰ ان کی تمام تر خباثتوں سے آگاہ ہیں اور فرماتے ہیں کہ إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ (سورہ الحجر: آیت ۹۵)۔

''جو لوگ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم) کا استہزا کرتے ہیں، اُن کے مقابلے میں ہم آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے کافی ہیں''۔

امت کیا کر رہی ہے؟؟؟

کسی بھی بے عمل سے بے عمل مسلمان کے لیے کیا اب بھی زندگی کا بوجھ کندھوں پر اٹھائے پھرتے رہنے کا کوئی جواز باقی ہے۔مسلمانو! تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم، جن کے متعلّق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ عرش کے قریب فرشتے اور خود اللہ تبارک و تعالیٰ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجتے ہیں، کائنات کی اُسی پاکیزہ ترین ہستی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خاکے بنائے جا رہے ہیں، اُن (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حرمت کی پامالی اور تمسخر و گستاخیوں کی اجتماعی محافل برپا ہو رہی ہیں، پورے پورے دن، اللہ کے غضب کو بھڑکانے والے اس ذلیل ترین فعل کو سرانجام دینے کے لیے وقف ہو رہے ہیں......اور مسلمانو! تمہارا سوادِ اعظم میٹھی اور پرسکون نیند سے بیدار ہونے ہی کو تیار نہیں......انسانیت کے نام پر کلنک قرار پانے والے کفار کے اس گروہ کے بارے میں تو قرآن کا فیصلہ ہے کہ إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَاباً مُّهِيناً (سورہ الاحزاب آیت ۵۷)۔

''جو لوگ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچاتے ہیں ان پر اللہ دنیا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے اور ان کے لیے اس نے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے''۔

لیکن مسئلہ تو تمہارا ہے......میزان قائم ہو جانے والے دن جب تم میں سے ہر ایک کو فرداً فرداً کھڑا کیا جائے گا، اگر اُس دن ساقی کوثر (صلی اللہ علیہ وسلم) جام کوثر آگے بڑھاتے بڑھاتے رک گئے اور اُن (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سامنے تمہاری سہل پسندیوں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت کا دفاع نہ کرنے جیسے جرائم کی فہرست لا رکھی گئی تو سوچو کہ کس انجام سے دو چار ہو گے؟؟؟ کیا اُس وقت تم اپنے ان مظاہروں، احتجاجوں اور ہڑتالوں کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش کرنے کی جرات کر سکو گے؟؟ وہاں سے دھتکارے جانے کے بعد کیا کوئی جائے پناہ میسر ہو گی؟؟؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''تم میں سے کوئی شخص اُس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے والد، اس کی اولاد اور تمام لوگوں، حتیٰ کہ اُس کی اپنی جان سے بھی بڑھ کر اُسے محبوب نہ ہو جاؤں'' (صحیح بخاری)۔اب ان مبارک کلمات کو ہر کوئی اپنی ذات پر لاگو کرے اور سوچے کہ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا یہی تقاضا ہے، کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اتنا ہی حق ہے کہ کفار ہر قسم کی شرم و حیا کو بالائے طاق رکھ کر دریدہ دہنی کے ساتھ اپنی حکومتوں کی سرپرستی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کریں اور ہم بہت تیر ماریں تو سڑکوں پر نکل کر ٹائر جلائیں، ٹریفک بلاک کریں، چیخ و پکار کریں، گلے پھاڑ کر نعرے لگائیں اور چند دھواں دار قسم کی تقریریں سن کر اپنے آرام کدوں کی جانب لوٹ جائیں۔اگر کوئی بدباطن ہمارے ماں باپ کو گالی دے تو کیا ہم اُس کے خلاف اسی طرح کتبے اٹھائے سڑکوں پر آ کھڑے ہوں گے؟؟؟ سیدھی، صاف اور سادہ سی بات ہے کہ ہم اپنے والدین کو گالی دینے والے کے خلاف تو ہر وہ اقدام کر گزرتے ہیں، جس سے اُسے اُس کی شرارت کی قرار واقعی سزا دی جا سکے لیکن نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کی حرمت کے تحفظ کا فرض جب عاید ہو تو ہمارے رویے اور کردار ''پرامن احتجاج'' ہی کا منظر پیش کرتے ہیں!!! جبکہ علمائے متقدمین و متاخرین کا متفقہ فتویٰ ہے کہ گستاخ رسول کی سزا یہی ہے کہ اُس کے وجودِ نامسعود سے دنیا کو پاک کر دیا جائے۔

اگر تمہاری اظہار رائے کی آزادی کا کوئی اصول نہیں تو پھر ہمارے افعال کی آزادی کے لیے بھی اپنے سینے کھلے رکھو۔شیخ اسامہ بن لادن حفظہ اللہ

کیا سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم سے ہماری محبت ہمیں طواغیت کے تراشیدہ ''آئینی، قانونی، جمہوری و دستوری طریقہ ہائے احتجاج'' کے دائروں سے باہر نکل کر کفار پر پیہم ضربیں لگانے اور اُن کے جرائم کی سزا کے طور پر اُن پر عام تباہی مسلط کرنے پر نہیں ابھار سکتی؟؟؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہماری محبت اور وارفتگی کا کیا فقط اتنا ہی

تقاضا ہے کہ فیس بک جیسی ویب سائٹوں کے استعمال پر لگائی گئی عارضی پابندی سے مطمئن ہو جائیں اور صرف 'پرامن احتجاج' پر تمام تر توجہ مرکوز رکھیں؟؟؟ شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے حریص تو ہوں لیکن حرمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت خاطر کفار کی گردنوں کو اڑانے اور میدانوں کو گرم کرنے کی بجائے بینر لہرانے اور پوسٹر چسپاں کرنے میں ہی مصروف رہیں!

محاذ تم کو بلا رہا ہے:

حضرت خبیب بن عدیؓ، حضرت محمد بن مسلمہؓ، حضرت عبداللہ بن عتیقؓ، نابینا صحابی حضرت عمیر بن عدیؓ، حضرت عبداللہ بن انیسؓ، غازی علم الدین شہیدؒ، غازی عبدالقیوم شہیدؒ، عامر چیمہ شہیدؒ کے نقوش ہائے قدم نمایاں بھی ہیں اور منزل کے راہیوں کو منزل کا پتہ بھی دے رہے ہیں...... کیا ہم اس قدر تہی دامن و تہی دست ہو گئے ہیں کہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت نہ کر سکیں؟؟؟...... ہر گز نہیں!!!...... اس امت کے بیٹے آج بھی ابو غریب المکی (اسلام آباد میں ڈنمارک کے سفارت خانے پر شہیدی حملہ کرنے والے مجاہد) کی صورت میں میدان کارزار میں موجود ہیں۔ دجال کے لشکروں کے مقابل سینہ سپر یہ ابطال' آج امت کے ہر فرد کو پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ ہر پیر وجوان اس قافلۂ جہاد کا راہی بن جائے' جس کے قدموں کی چاپ کفر کے لشکروں پر سراسیمگی طاری کیے ہوئے ہے اور ان کی ہیبت وسطوت سے آج کفریہ تہذیب پانی میں رکھی نمک کی ڈلی کی مانند گھلتی اور تحلیل ہوتی جارہی ہے۔ وہ یہ پیغام دے رہے ہیں کہ اس تہذیب کے بد باطن عوام وخواص پر غیض وغضب کا طوفان بن کر ٹوٹ پڑو اور اس سارے نظام طاغوت کو' جو ساقی کوثر صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کا مرتکب ہوا ہے' تلپٹ کر کے رکھ دو۔ کسی بھی گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اُس کے حامی و مددگار کو (خواہ وہ معافی ہی کیوں نہ مانگ لے) روئے ارضی پر زندہ رہنے کا حق دینے کی بجائے جہنّم واصل کرنے میں تمام صلاحیتیں کھپاؤ۔ اپنی جان، مال، اولاد، مستقبل کے سہانے خواب، ہر چیز کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت پر قربان کرنے کے لیے قتال کے میدانوں کا رخ کرو اور اس بات کا عہد کرو کہ روزِ محشر اللہ تعالیٰ کے غضب سے بچنے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شرمندگی و نامرادی سے محفوظ رہنے کے لیے اپنے جسم و جان تک کو گھلاؤ گے اور یہود و نصاریٰ، مشرکین اور مرتدین کے لیے بھی روگِ جاں بن جاؤ گے............ اس سب کے بدلے اگر وہاں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں آبِ کوثر کے جام نصیب ہو جائیں اور جنتوں میں محبُوب صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میسر آجائے تو یہ سودا گھاٹے کا ہر گز نہیں!!!

تو بچا بچا کے نہ رکھ اسے، ترا آئینہ ہے وہ آئینہ
کہ شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہِ آئینہ ساز میں

شیخ اسامہ بن لادن حفظہ اللہ کا یہود و نصاریٰ کے نام یہ پیغام منزلوں کا تعیّن بھی کر رہا ہے اور سراغ منزل کی نشان دہی بھی کہ "اگر تمہاری اظہار رائے کی آزادی کا کوئی اصول نہیں تو پھر ہمارے افعال کی آزادی کے لیے بھی اپنے سینے کھلے رکھو۔ یہ بات عجیب اور اشتعال انگیز ہے کہ تم نرمی اور سلامتی کی بات کرتے ہو حالانکہ تمہارے فوجی ہمارے ملکوں میں ناتواں لوگوں تک کا مسلسل قتل عام کر رہے ہیں۔ اس پر مزید یہ کہ تم نے یہ خاکے شائع کیے جو کہ جدید صلیبی حملے کا ایک حصّہ ہیں اور "ویٹی کن" میں بیٹھے پوپ کا اس میں بہت بڑا ہاتھ ہے۔ یہ تمام چیزیں اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ تم مسلمانوں سے ان کے دین پر جنگ جاری رکھنا چاہتے ہو اور یہ جاننا چاہتے ہو کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو اپنے جان و مال سے زیادہ محبُوب ہیں یا نہیں؟ لہٰذا اب ہمارا جواب تم سنو گے نہیں بلکہ دیکھو گے اور ہم برباد ہوں اگر ہم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت نہ کریں"۔

اب بات ہو گی تو تلواروں کی زبان میں ہو گی
تاکہ مظالم کا منہ توڑ جواب دیا جاسکے
کیونکہ یہ رزیل لوگ تو اس عظیم ہستی کی شان میں
گستاخی سے بھی نہیں چوکے
جو اولوالعزم امت کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں
یہ کافر ہمارے مقدسات کی حرمت کبھی یوں پامال نہ کرتے
اگر امت کے شیر ان مقدسات کے گرد حفاظتی حصار بنائے رکھتے
ان نجس ڈاکوؤں نے ہم پر ہر سمت سے حملہ کر دیا ہے
سو اصحاب شمشیر و شجاعت کہاں ہیں؟
یہ کافر بھول گئے کہ ہم خوددار لوگ ہیں
ہم شیروں کی طرح اپنا دفاع کرتے ہیں
ہم تو وہ ہیں جنہوں نے روند ڈالا
گھوڑوں کے سموں تلے ایرانیوں کے تخت و تاج کو
جب کہ آج! ذلت سے ہمارے سر جھکے ہوئے ہیں
اور اونٹوں کی مانند عاجز ہیں
پھر ایسی زندگی میں کیا خیر ہو گی
جس میں ہماری دہلیزوں پر صف ماتم بچھا ہو
جب شیر میدان سے غائب ہوں تو خچر شیر بن جاتے ہیں
اس لیے ان بندروں نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کی جرات کی
اس زندگی میں اب کوئی خیر نہیں
جس میں یہ جانور ہمیں لگام ڈالے بیٹھے ہیں
اللہ کی قسم اب وقت آچکا ہے کہ
ہم حقیقی معنوں میں کھڑے ہو جائیں
اور ان پر غضب ناک آتش فشاں کی طرح پھٹ پڑیں
چاہے یہ صلیب کے پجاری ایک ایک کر کے
سارے معافی ہی کیوں نہ مانگ لیں

☆☆☆☆☆

باطل کی عسکری اور فکری یلغار، تاریخ کے آئینے میں

مولانا عبداللہ خالد قاسمی

قرونِ اولیٰ میں جب اہل باطل کو عسکری میدان میں ہر موقعہ پر ہزیمت سے دو چار ہونا پڑا، تو انہوں نے نفاق کے لبادے میں اسلام کے خلاف ایک فکری محاذ برپا کر دیا، جس نے اولاً تو دورِ نبوی ہی میں اختلاف وانتشار کی کوشش کی اور پھر جب کچھ نہ بن پڑا تو خاص طور پر اہلِ کتاب نے، عام طور پر اہل باطل نے اعتراضات اور اشکالات کی گرم بازاری کا آغاز کیا۔

دورِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دورِ صدیقیؓ میں اسلام دشمنوں کی باطل کارروائیوں کے نتیجے میں ارتداد کی مسموم ہوا چلی، اسلام کے خلاف مختلف پروپیگنڈے کیے گئے، کسی نے زکوٰۃ کی فرضیت کا انکار کیا تو کسی نے دعویٰ نبوت کر کے لوگوں کو اپنا ہم خیال بنانے کی کوشش کی مگر حضرت ابوبکر صدیقؓ کی ہمت واستقلال، جرات وشجاعت اور حکمت عملی نے صرف ایک سال کے عرصہ میں اس پر قابو پالیا اور دین کو ہر طرح کی تحریف سے محفوظ رکھا۔

حضرت عمر بن خطابؓ کے دور میں، جب ان کی شرارتوں کو بھانپ کر، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیّت کے مطابق، انہیں جزیرۃ العرب سے باہر کر دیا گیا۔ ایک عرصہ تک ظاہری طور پر باطل کی یلغار کا فتنہ تھم گیا کیونکہ حضرت عمرؓ بڑے ہی دور بیں اور جرات مند تھے، پوری جرات اور حکمت عملی اور دور بینی کے ساتھ جاندار اور شاندار فیصلہ کرتے تھے، جس کی وجہ سے تمام فتنہ پرور مایوس ہو گئے، اسی لیے باقاعدہ مجوسی فیروز اور ہرمزان اور دیگر یہودی و نصرانی طاقتوں نے حضرت عمر بن الخطابؓ کو راستے سے ہٹانے کا منصوبہ بنایا اور انہیں اس میں کامیابی بھی مل گئی۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد خلافت کے حق دار تھے، آپؓ نے دورِ خلافت میں کوئی بھی خلاف شرع اور نفسانیت پر مبنی کام نہیں کیا، مگر ''فتنہ پروروں'' نے آپؓ کی نرم دلی اور عفو ودرگزر سے غلط فائدہ اٹھایا اور آپؓ پر بے بنیاد اقربا پروری کا الزام عائد کیا۔

مردود عبداللہ ابن سبا نے پہلے بصرہ میں، پھر مصر میں چند لوگوں کو حضرت عثمانؓ اور آپ کے عمال کے خلاف بھڑکایا اور انہیں مدینہ کی طرف روانہ کیا، حضرت عثمانؓ اگر صحابہ کو جنگ کی اجازت دے دیتے تو ان تمام بلوائیوں کی تکہ بوٹی ہو سکتی تھی، مگر آپؓ کے نزدیک حرمتِ خونِ مسلم کی حرمت اتنی تھی کہ آپؓ نے کسی کو بھی قتال کی اجازت نہ دی، البتہ آپ حق پر تھے، لہٰذا کسی بھی صورت میں خلافت سے دست برداری کے لیے آمادہ نہ ہوئے، جس کے نتیجہ میں ان بدقسمت بلوائیوں نے ایک دن موقعہ پا کر، آپؓ کو شہید کر دیا، رضی اللہ عنہ و ارضاہ، اناللہ وانا الیہ راجعون

مگر حضرت عثمان ذوالنورینؓ نے یہ تو ثابت کر دیا کہ اہل حق کو ثابت قدمی کا مظاہرہ کرنا چاہیے، حتی المقدور مسلمانوں کے خون کی حفاظت کرنی چاہیے، اس کے لیے اپنی جان ہی کیوں نہ دینی پڑے۔

حضرت علیؓ کا دور داخلی خلفشار کا شکار ہوا، اس میں بھی عبداللہ ابن سبا کے پروردہ لوگوں نے اہم کردار ادا کیا اور خلفشار سے نکلنے کی ہزاروں کوششوں کے باوجود کامیابی حاصل نہیں ہونے دی اور پھر مسلمانوں کے باہمی انتشار سے فائدہ اٹھا کر ایک طرف ایک جماعت کو صحابہ کی تکفیر پر آمادہ کیا، جو ''خوارج'' سے یاد کیے گئے اور دوسری جانب ایک جماعت کو ان کے علم کی کمی کی وجہ سے حضرت علیؓ کی ''خلافت بالوصل'' اور ''وصی'' اور آگے چل کر ''الہٰ'' پر آمادہ کیا، جو روافض شیعہ کہے گئے اور اس طرح انتشار کا سلسلہ شروع ہو گیا' جو آج بھی جاری وساری ہے۔

خلفائے راشدین کے دور کے بعد تو یہ باطل کھلے بندوں آزاد ہو گئے، یہاں تک کہ قرنِ ثانی کے اوائل اور قرن اول کے اختتام پر چند لوگوں نے نبوت کے دعوے بھی کر دیے اور فتنہ دعویٰ نبوت آج تک جاری ہے۔

عباسی دورِ خلافت میں باطل کی فکری یلغار نے مستقل ایک تحریک کی شکل اختیار کر لی، کیوں کہ دورِ بنوامیہ سے علوم یونان اور فلسفۂ ہند وغیرہ کے جو عربی تراجم شروع ہوئے تھے اس میں تیزی آئی اور لوگ ''شرعیات''، یعنی علوم نقلیہ شرعیہ کی بنسبت ''علوم عقلیہ'' کی طرف زیادہ متوجہ ہونے لگے، مامون الرشید نے تو اس میں ضرورت سے زیادہ ہی دلچسپی کا مظاہرہ کیا اور یونان کے بادشاہ سے کتابیں منگوا کر اس کے عربی میں تراجم کروائے، ترجمہ کرنے والوں کو معاوضے دیے، یہاں تک کہ مامون خود ہی ''عقلیات'' سے متاثر ہو کر اعتزال کی طرف مائل ہو گیا اور معتزلہ کو گویا سرکاری تعاون حاصل ہو گیا، طاقت کے زور پر بعض خلفائے عباسیہ نے اعتزال کو فروغ دینا چاہا، مگر حضرت امام احمد بن حنبلؒ جیسے علما نے ڈٹ کر اس کا مقابلہ کیا، جس کی وجہ سے عوام الناس اس نظریہ سے زیادہ متاثر نہ ہو سکے۔

جب اندلس میں موسیٰ بن نصیرؒ اور طارق بن زیادؒ کے ہاتھوں اسلام پہنچا اور اہل یورپ نے دیکھا کہ مسلمانوں کو علوم کے ساتھ والہانہ تعلّق ہے، جس کے نتیجہ میں وہ ترقی کی منزلیں طے کر رہے ہیں، ان کی آنکھیں چندھیا گئیں کیونکہ ان کا حال یہ تھا کہ وہ کلیساؤں، پادریوں، کاہنوں اور اپنے بادشاہوں کی جانب سے ہونے والے جبر وتشدد کے زیر نگیں زندگیاں گزار رہے تھے۔ اسی وجہ سے مؤرخین یورپ نے خود اسے ''تاریخ یورپ کا سیاہ باب'' سے تعبیر کیا، مسلمانوں کے دیکھا دیکھی انہیں بھی ترقی کی سوجھی، لہٰذا مسلمانوں کی درس گاہوں میں فن وہنر سیکھنے کی اجازت طلب کی تو مسلمانوں نے وسعت ظرفی کا مظاہرہ کیا اور انہیں اجازت دے دی۔ انہوں نے علم حاصل کیا مگر بغرض ہدایت نہیں، بلکہ ''بغرض مادیت'' لہٰذا ایمان جیسی عظیم دولت سے تو وہ محروم رہے البتہ مادی ترقی کی راہیں ان پر کھل گئیں۔

اہلِ مغرب نے جب کچھ سیکھ لیا تو دنیا پر قیادت وسیادت کے خواب دیکھنے لگے

اور پھر اسلام کے خلاف ایک زبردست ''صلیبی'' محاذ کھڑا کیا۔ گیارہویں صدی کے نصف سے لے کر تیرھویں صدی تک تقریباً دوسو سال میں ''مشرقِ اسلامی'' پر آٹھ ہلاکت خیز حملے کیے۔ پہلا حملہ ۱۰۹۵ء میں ''پوپ اربن'' نے ''قدس'' کو حاصل کرنے کے لیے ''مقدس صلیبی جنگ'' کا نام دے کر لوگوں کو جنگ پر آمادہ کیا اور پندرہ ہزار کا لشکر لے کر نکلا، مگر سلاجقہ نے ان کا مقابلہ کیا اور وہ لوگ ''قدس'' پہنچنے سے پہلے ہی شکست کھا کر بھاگ گئے۔

۱۰۹۶ سے ۱۰۹۹ تک تیاری کر کے ''غور فری'' اور ''بولدین'' کی قیادت میں ۱۰۹۹ میں فلسطین پر ایک زبردست حملہ کیا اور وہ لوگ بیت المقدس پر قابض ہو گئے، جہاں انہوں نے لاکھوں مسلمانوں کو بے دریغ قتل کیا، خود ان کے مؤرخ ''لویوی ریمونڈ واجیل'' نے اس کا اعتراف کیا ہے اور لکھا ہے کہ ''ہماری قوم یعنی صلیبیوں نے عرب کے ساتھ بڑا ظلم کیا اور ان کا قتل عام کیا، صرف ''مسجد عمر'' میں دس ہزار مسلمانوں کو قتل کیا اور اس حملہ میں تقریباً ستر ہزار بے گناہ مسلمانوں کو بے دردی سے قتل کیا گیا۔ یہ سب کچھ اس لیے ہوا کہ مسلمان انتشار کا شکار تھے اور چھوٹی چھوٹی مختلف ریاستوں میں تقسیم ہو گئے تھے، کہیں فاطمیوں کی حکمرانی تھی تو کہیں عباسیوں کی وغیرہ۔ البتہ عماد الدین زنگیؒ نے صلیبیوں کا خوب جم کر مقابلہ کیا اور ان کو شام کی جانب آگے بڑھنے سے روک دیا۔ ۱۱۲۸ میں زنگیؒ نے حلب کو صلیبیوں سے بچایا مگر ۱۱۴۶ میں عماد الدین زنگیؒ کی وفات ہو گئی اور نور الدین زنگیؒ اُن کے جانشین ہوئے۔

نور الدین زنگیؒ میں شجاعت اپنے والد سے بھی زیادہ تھی۔ اُنہوں نے صلیبیوں کی ناک میں دم کر دیا اور ''انطاکیہ'' اور ''طرابلس'' کے ساتھ کمانڈر ''شیرکوہ'' کی قیادت میں دمشق کو بھی فتح کر لیا، جس پر چند سال قبل صلیبیوں نے قبضہ کر لیا تھا، اس کے بعد ''اسد الدین شیرکوہ'' کی قیادت میں ایک لشکر مصر کی جانب فاطمیوں کے خلاف ارسال کیا، جس میں فاتح فلسطین صلاح الدین ایوبیؒ بھی تھے، جو پہلی مرتبہ کسی جنگ میں حصّہ لے رہے تھے۔ ۱۱۶۹ میں مصر پر زنگیؒ کا قبضہ ہو گیا اور ''اسد الدین شیرکوہ'' کو وزیر بنا دیا گیا، مگر دو ماہ کے بعد ہی اسد الدین کا انتقال ہو گیا، اناللّٰہ وانا الیہ راجعون۔

اسد الدین نے صلاح الدین کو اپنا جانشین ٹھہرایا اور صلاح الدین ایوبی نے ''بیت المقدس'' کی آزادی کی تیاریاں شروع کر دیں، یہاں تک کہ ۱۱۸۷ میں صلیبیوں اور مسلمانوں کے درمیان ''معرکۂ حطین'' پیش آیا۔

صلاح الدین ایوبی اور اسلامی لشکر نے بے مثال شجاعت کا مظاہرہ کیا۔ صلیبیوں کو شکست ہوئی اور مسلمان ''بیت المقدس'' کے قریب پہنچ گئے اور آہستہ آہستہ ''فلسطین'' کی اردگرد کی بستیوں کو فتح کرنا شروع کر دیا۔ ''شہرِ عکا'' اور ''ناصرہ، قیساریہ، حیف صیدا، بیروت'' کی فتح کے بعد صلیبی مجبُور ہو کر مسلمانوں کے ساتھ صلح پر آمادہ ہو گئے۔ الحمدللہ عرصۂ دراز کے بعد ان شہروں میں دوبارہ تکبیر کی صداؤں اور اذان کی نداؤں سے فضا گونجنے لگی۔

۱۱۸۹ء میں صلیبیوں نے جمع ہو کر پھر بیت المقدس کو قبضہ میں لینے کی کوشش کی، مگر چار سال کی محنت کے بعد ۱۱۹۲ء میں صلح پر مجبُور ہو گئے اور ۱۱۹۳ء میں صلاح الدینؒ وفات پا گئے۔ اناللّٰہ وانا الیہ راجعون۔

۱۲۰۲ء میں صلیبیوں نے چوتھا حملہ کیا، مگر یہ حملہ مصر پر قبضہ کرنے کے لیے تھا، لیکن اطالوی تاجروں نے جن کا حاکمِ مصر الملک العادل کے ساتھ معاہدہ تھا، انہیں کامیاب نہیں ہونے دیا۔

۱۲۱۷ء میں مصر پر قبضہ کرنے کے لیے پانچواں حملہ کیا، مگر الملک العادل کے انتقال کے بعد ان کے جانشین ملک کامل نے انہیں نامراد واپس یورپ کی طرف جانے پر مجبُور کر دیا۔ ۱۲۲۸ء پھر چھٹا حملہ کیا، ملک کامل نے اپنے آپ کو کمزور سمجھ کر صلح کر لی، ۱۲۳۰ء میں صلیبیوں کو تسلط دے دیا، البتہ ۱۲۴۴ میں پندرہ سال بعد دوبار تیاری کر کے حملہ کیا اور اپنا علاقہ حاصل کر لیا۔

۱۲۴۸ء میں صلیبیوں کی جانب سے ساتواں حملہ ہوا۔ ۱۲۴۹ء میں صلیبی لشکر مصر تک پہنچ گیا اور دمیاط پر قبضہ کر لیا، البتہ قاہرہ میں نجم الدین ایوب نے ایک بڑے لشکر کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا، مگر اسی دوران میں نجم الدین اچانک انتقال کر گئے، مگر ان کی ذہین بیوی ''شجرۃ الدرر'' نے ان کی وفات کی خبر کو راز میں رکھا تا کہ لشکر ہمت نہ ہارے اور ''توران شاہ'' کو ان کا جانشین بنا دیا۔ الحمدللہ اس کے ہاتھوں مسلمانوں کو فتح بھی ہوئی اور لوئس (Luvces) نہم گرفتار کر لیا گیا۔

اس کے بعد عالم اسلام دوہری مصیبت میں گرفتار ہو گیا۔ ایک طرف تاتاریوں نے ۶۵۶ھ/ ۱۲۸۵ء میں بغداد کا محاصرہ کر لیا اور دولت عباسیہ کا سقوط ہو گیا، مگر جب وہ آگے بڑھے تو ممالیک نے ان کو ملک شام پر ہی رکنے پر مجبُور کر دیا اور اسلام کے مشہور بہادر ''ظاہر بیبرس'' کی قیادت میں ۱۲۶۰ میں تاتاریوں کو ''معرکۂ عین جالوت'' میں شکست سے دوچار کیا، دوسری جانب صلیبیوں نے بھی انطاکیہ کی جانب سے حملہ کیا، مگر ''ظاہر بیبرس'' نے انہیں ہزیمت پر مجبُور کیا، ظاہر بیبرس کے انتقال کے بعد سلطان قلادون نے بھی صلیبیوں بہت سے علاقہ چھین لیا۔ ۱۲۹۱ میں سلطان کے انتقال کے بعد ان کے ہونہار صاحبزادے جانشین ہوئے اور انہوں نے بیروت وغیرہ، جو کچھ علاقہ صلیبیوں کے پاس رہ گیا تھا، اسے بھی واپس لے لیا۔

ان جنگوں کے بعد اب صلیبی ہمت ہار گئے اور انہوں نے دوبارہ یورپ کی جانب رخ کرنے ہی میں عافیت سمجھی، لہٰذا وہ یورپ لوٹ گئے، البتہ قلیل مقدار میں مسلمانوں کے درمیان سکونت اختیار کرنے پر راضی ہو گئے اور اسلام کے سایۂ عدل و مصالحت ہی میں انہوں نے اپنے آپ کو محفوظ پایا۔ تمام صلیبی جنگوں میں مسلمانوں کی کامیابی کا اصل راز اللّٰہ تعالیٰ کی نصرت کے بعد جہاد، ان کا جذبہ ایمان، ان کے نیک سلاطین کی اسلام کے ساتھ بے پناہ محبت اور اس پر عمل درآمد تھا۔ انہیں جنگوں کے طفیل صلاح الدین ایوبی، ظاہر بیبرس، نور الدین زنگی، عماد الدین زنگی، اسد الدین شیرکوہ، ملک عادل، ملک کامل، نجم الدین ایوب، توران شاہ، سلطان قلادون، خلیل بن قلادون، محمد بن قلادون، سلطان برسابی جیسے مشہور کامیاب جنرل ظاہر ہوئے، جنہوں نے اسلام کی عظمت کے لیے سب کچھ قربان کر دیا اور فتح و کامرانی کی عظیم مثالیں قائم کر دیں۔

(بقیہ صفحہ ۱۶ پر)

جانشینِ زرقاویؒ ابوعمر البغدادیؒ اور ابوحمزہ المہاجرؒ کی شہادت

رب نواز فاروقی

۲۰۰۳ میں عراق پر امریکی حملے کے بعد مجاہدین نے سرزمین دجلہ وفرات کے محاذ پر امریکہ اور اُس کے اتحادیوں کا مقابلہ کرنے اور اُنہیں ہزیمت سے دوچار کرنے کا عزم کیا۔مجاہدین نے مختلف تنظیموں کے تحت صلیبیوں کے خلاف اپنی کارروائیوں کا آغاز کیا اور یہود ونصاریٰ کی فوجوں کا' جو کہ عراق کو ترنوالہ سمجھتے ہوئے اُس پر چڑھ دوڑی تھیں' اس بہادرانہ انداز اور جرات کے ساتھ مقابلہ کیا، جس کی اِن کفری افواج کو قطعی طور پر توقع نہ تھی۔

اپریل ۲۰۰۴ میں شیخ ابومصعب الزرقاویؒ نے 'جماعت التوحید والجہاد' کے نام سے عراق میں جہادی کارروائیوں کو منظّم کیا۔اس سے قبل عراق کے علاقے کردستان میں جہادی تربیت کے لیے منظّم شکل میں کام ہورہا تھا۔جس نے عراق میں جہاد کو ایک نئی جہت دی اور فدائی حملوں کا ایک لامتناہی مبارک سلسلہ شروع کیا جس کی بنا پر شیخ زرقاویؒ کو امیر الاستشھادین کہا جاتا ہے۔ ۱۷ اکتوبر ۲۰۰۴ میں شیخ زرقاویؒ نے تنظیم القاعدۃ الجہاد فی بلاد الرافدین بنانے کا اعلان کیا۔جنوری ۲۰۰۶ میں القاعدہ نے مجلس شوریٰ المجاہدین کی بنیاد رکھی،جس میں القاعدہ کے علاوہ دیگر تنظیماتِ جہاد بھی شامل تھیں۔گویا کہ یہ دولۃ العراق الاسلامیہ کے قیام کی جانب ابتدائی قدم تھا' جو شیخ زرقاویؒ نے اٹھایا۔

۷ جون ۲۰۰۶ کو امریکی فضائی حملے میں شیخ زرقاویؒ شہید ہوگئے۔شیخ ابومصعب الزرقاوی شہیدؒ کی تین سالہ امارتِ جہاد کو بیان کرنے کے لیے سیکڑوں صفحات بھی کم ہیں۔اسد الاسلام ابومصعب الزرقاویؒ کی شہادت کے بعد تنظیم القاعدہ والجہاد فی بلاد الرافدین کے امیر ابوحمزہ المہاجر بنے۔ایسوسی ایٹڈ پریس کے مطابق ابوحمزہ المہاجر' ابوایوب المصری کا اصل نام عبدالمومن البداوی تھا۔اکتوبر ۲۰۰۶ میں مقامی قبائلی عمائدین کی طرف سے دولۃ العراق الاسلامیہ کی عملی تشکیل کا مطالبہ بہت زوروشور سے اٹھا جو کہ بہت سی مجاہد تنظیموں کے بھی دل کی آواز تھی اور بالآخر امیر المومنین ابوعمر البغدادی الحسنی نے عراق کے سنی علاقوں پر مشتمل دولۃ العراق الاسلامیہ کے قیام کا اعلان کیا۔

شیخ ابوعمر البغدادی الحسنی القرشی امیر المومنین مقرر کیے گئے اور عراق میں موجود متعدد جہادی جماعتوں نے امیر المومنین کے ہاتھ پر بیعت کی۔سنٹر فار اسٹریٹیجک اینڈ انٹرنیشنل سٹڈیز CISC کے مطابق' حامد داؤد محمد خلیل الزاوی' شیخ ابوعمر البغدادی کا اصل نام تھا۔اُن کے ساڑھے تین سالہ دورِ امارت میں مجاہدین نے صلیبیوں کو ناکوں چنے چبوائے۔بالآخر صلیبی افواج عراق چھوڑنے پر مجبُور ہوگئیں اور اُنہوں نے علاقے کا نظم ونسق مرتد عراقی حکومت کو سنبھالنے کے لیے تیار کیا۔

۲۵ اپریل ۲۰۱۰ کو دولۃ العراق الاسلامیہ کے وزیر محکمہ شرعی شیخ عبدالوہاب ابوالولید المشھدانی نے امیر المومنین شیخ ابوعمر الحسنی القرشی البغدادی اور ان کے نائب' وزیر الحرب شیخ ابوحمزہ المہاجر کی شہادت کی تصدیق کردی۔ان دونوں ابطالِ امت کو ۱۸ اپریل کی صبح شمال مغربی تکریت (جو کہ صدام حسین کا آبائی علاقہ ہے) میں امریکی اور عراقی افواج نے مشترکہ بم باری کرکے شہید کیا۔ان طاغوتی افواج کا آپریشن ہفتے بھر سے مسلسل جاری تھا۔زمینی اور فضائی آپریشن کے بعد یہ دونوں قائدین امت اپنی مرادِ اصلی کو پاگئے۔

۱۹ اپریل ۲۰۱۰ کو نوری المالکی نے ایک پریس کانفرنس میں مجاہدین کے ان دونوں راہ نماؤں کی شہادت کا اعلان کیا اور ان دونوں کی تصاویر بھی میڈیا کے سامنے پیش کیں۔عراق میں امریکی فوج کے کمانڈر جنرل رے اوڈیرنو (Ray Odierno) نے کہا کہ ''یہ عراق میں مزاحمت کے آغاز سے اب تک سب سے بڑی کامیابی ہے جو کہ عراقی افواج نے امریکی فوج سے مل کر حاصل کی''۔امریکی نائب صدر بائیڈن نے اُسی دن پریس کانفرنس میں کہا کہ'' عراقی فوج اس آپریشن کی قیادت کررہی تھی اور یہ آپریشن خفیہ معلومات کی بنا پر کیا گیا اور یہ عراقی سیکورٹی فورسز کی بہت بڑی کامیابی ہے'' (فاکس نیوز ۱۹ اپریل ۲۰۱۰)۔

۱۶ مئی کو دولۃ العراق الاسلامیہ کی مجلس شوریٰ نے نئے امیر المومنین اور ان کے نائب کا اعلان کیا۔نئے امیر المومنین شیخ ابوبکر الحسینی القرشی البغدادی اور ان کے نائب شیخ ابوعبداللہ الحسنی القرشی ہوں گے۔جبکہ وزیر الحرب شیخ ابوسلیمان الناصر لدین اللہ کا پہلے ہی اعلان کیا جاچکا ہے۔

تنظیم القاعدہ کے مسئول برائے بلاد خراسان شیخ مصطفیٰ ابویزید نے اپنے پیغام میں کہا کہ'' ہم دولۃ العراق الاسلامیہ کے مجاہدین،نوجوانانِ دعوت وجہاد اور تمام ملتِ اسلامیہ سے اپنے ان دو راہ نماؤں کی تعزیت کرتے ہیں۔ہم صبر،تقویٰ اور ثابت قدمی کی وصیّت کرتے ہیں۔بے شک ہمارے راہ نما صبر،ثبات،اولوالعزمی اور تقویٰ کی بہترین صفات سے متصف تھے''۔قاعدۃ الجہاد فی جزیرۃ العرب نے اپنے پیغام میں کہا کہ'' ہم اور عراقی مجاہدین ایک جسم کی مانند ہیں اور اللہ ہماری کوششوں کو رائیگاں نہیں کرے گا۔اے صلیبیو!اے مرتدو!تم عنقریب بہت زیادہ دکھی ہوگے اور جنگ کا پلڑا تو کبھی کس طرف ہوتا ہے اور کبھی کس طرف ......لیکن آخری کامیابی صرف اور صرف اللہ کے نیک بندوں کے لیے ہے''۔

جماعۃ التوحید والجہاد بیت المقدس نے اپنے پیغام میں کہا کہ'' ہمارے یہ راہ نما تو اس مقام اور مرتبے کو پاگئے ہیں' جس کی تمنا اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی اور اُنہوں نے اپنے پیچھے والوں کے لیے روشن راستہ' جہاد کا راستہ چھوڑا ہے۔اور وہ دونوں امیر الستشھادین ابومصعب الزرقاویؒ کے بہترین جانشین تھے''۔مجاہد راہ نما شیخ ابومحمد المقدسی نے اپنے پیغام میں کہا کہ'' ہمارے یہ راہ نما جسمانی طور پر تو ہمارے درمیان موجود نہیں لیکن اُن کا جہادی علم ہمارے درمیان زندہ ہے اور زندہ رہے گا اور ہماری قیادت کی شہادتیں ہمارے یقین اور استقامت میں اضافہ کرتی ہیں نہ کہ کسی طور بھی کمی''۔

(بقیہ صفحہ ۳۶ پر)

جنوب مشرقی افغانستان میں امارت اسلامیہ کے مسئول کمانڈر سراج الدین حقانی سے انٹرویو

کمانڈر سراج الدین حقانی مجاہدین کے حلقوں میں 'خلیفہ صاحب' کے نام سے معروف ہیں۔ مجاہد راہنما شیخ جلال الدین حقانی (حفظہ اللہ) کے فرزند ہیں۔ آپ کی عمر تیس سال ہے، پکتیا کے علاقے میں پیدا ہوئے، امارتِ اسلامی افغانستان کی مجلسِ شوریٰ کے رُکن ہیں۔ آپ کو اسلامی امارت کی جانب سے افغانستان کے جنوب مشرقی محاذ (پکتیا، خوست، پکتیکا) کی ذمہ داری سونپی گئی ہے، اور آپ کے زیرکمان مجاہدین (افغانستان کے) شمال اور جنوب (کے علاقوں) میں بھی نبرد آزما ہیں۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو مجاہدین کو نصرت و کامیابی سے نوازتا ہے، اور سلامتی و رحمت ہو مجاہدین کے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے آل و اصحاب پر اور ان پر جو حقیقی راہِ ہدایت پر کاربند ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

بَلٰٓى ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا وَ يَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ

''کیوں نہیں بلکہ اگر تم صبر کرو پرہیزگاری اختیار کرو اور یہ لوگ اسی دم تمہارے پاس آجائیں تو تمہارا رب تمہاری امداد پانچ ہزار فرشتوں سے کرے گا جو نشاندار ہوں گے۔'' [آل عمران 125:3]

ہم مجاہدین کے میڈیا سینٹرز کی جانب سے کمانڈر سراج الدین حقانی کا شکریہ ادا کرنا چاہتے ہیں کہ آپ نے ہمیں ملاقات کا موقع فراہم کیا۔ اس ملاقات میں ہم حقانی صاحب سے سرزمین خراسان ہونے والے جہاد کی صورت حال معلوم کریں گے۔ اس کے علاوہ ہم اُن سے جہادی ذرائع ابلاغ کے لیے راہ نمائی بھی حاصل کریں گے۔

سوال: ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمیں بتائیں کہ میدانِ جنگ کی صورتحال کیا ہے، اور اس میں آپ لوگوں کی پیش رفت کیا ہے؟

سراج الدین حقانی: الحمدللہ، والحمدللہ، افغانستان کے صوبہ پکتیا، پکتیکا اور خوست میں ہمارے مجاہدین نوّے فیصد سے زیادہ زمین پر قابض ہیں، اور بیرونی قوتیں اور مرتدین اپنے ٹھکانوں اور مراکز میں پھنسے ہوئے ہیں۔ ان کے علاوہ باقی علاقے کلی طور پر مجاہدین کے قبضے میں ہیں، اور عامۃ الناس......وہ مجاہدین کے ساتھ ہیں اور وہ مجاہدین سے محبت کرتے ہیں۔ مجاہدین وقتاً فوقتاً دشمن کا اس کے ٹھکانوں اور مراکز میں نشانہ لیتے رہتے ہیں اور یہ بات دشمن کو پریشان کیے ہوئے ہے۔

سوال: میڈیا کی پھیلائی ہوئی یہ افواہیں کہاں تک سچ ہیں کہ دشمن تمام علاقوں میں اہم زمینی پیش رفت کر رہا ہے؟

سراج الدین حقانی: یہ افواہیں بے بنیاد جھوٹ پر مبنی ہیں، جو مغربی ذرائع ابلاغ کی جانب سے پھیلائی جا رہی ہیں، جو اپنے میڈیا چینلوں پر (ہمارے) دشمنوں کی ناکامیوں کی پردہ پوشی کرنے کے لیے انہیں بدل کر کامیابی کی صورت میں دکھاتے ہیں۔ وہ ہمیشہ یہ کہتے ہیں کہ وہ جیت رہے ہیں، لیکن اگر واقعی ان کا کیا ہوا دعویٰ سچّا ہے تو پھر اُن علاقوں میں اتنے زیادہ مجاہدین کیوں ہیں؟! والحمدللہ، ہم بہت مضبوط ہیں، اور ہمارے پاس اتنے زیادہ مجاہدین ہیں کہ ہم ان سب کو مسلح بھی نہیں کر پا رہے ہیں، کیونکہ ان کی تعداد بہت زیادہ ہے (جن کو اسلحے سے لیس ہونے کی ضرورت ہے۔)

سوال: جنگ کے میدان میں اُس نقصان کی کیا تفصیل ہیں جس کا دشمن اعلان نہیں کرتا؟

سراج الدین حقانی: ذرائع ابلاغ امریکہ کے شعبۂ دفاع (یو ایس ڈیپارٹمنٹ آف ڈیفنس U.S. Department of Defense) نے اس بات کا اقرار کیا ہے کہ 2009 اور 2010 کی پہلی ششماہیوں کے درمیان موازنہ کیا جائے تو ان کے نقصانات میں دوگنا اضافہ ہوا ہے، اور زخمیوں کی تعداد پہلے کی نسبت تین گنا سے زیادہ بڑھ گئی ہے۔ اور یہ سب بہت بڑے مالی نقصانات کے علاوہ ہے۔

سوال: آپ کے خیال میں وہ کیا وجوہات ہیں کہ جن کی بنیاد پر سی آئی اے عرب انٹیلی جنس اداروں سے مدد حاصل کرنے پر مجبُور ہوگئی؟ کیا یہ صلیبیوں کی کمزوری، افغانستان میں ان کی بے چارگی اور حالات پر قابو پانے میں نااہلی کا ثبوت ہے؟

سراج الدین حقانی: جی ہاں، یہ بات بالکل صحیح ہے۔ سبھی جانتے ہیں کہ امریکہ اس وقت انتہائی کمزوری کی حالت میں ہے اور وہ مجاہدین کا مقابلہ کرنے کے لیے روئے زمین پر موجود تمام اقوام سے مدد کی بھیک مانگ رہا ہے۔

سوال: کیا خراسان کی سرزمین پر عرب انٹیلی جنس اداروں کا مضبوط وجود پایا جاتا ہے، یا پھر ابودجانہ والی کارروائی محض ایک منفرد اور ایک ہی مرتبہ ہونے والی کارروائی تھی جو کہ مضبوط خفیہ اطلاعات کی بنیاد پر ہوئی؟

سراج الدین حقانی: نہیں، یہاں کسی قسم کے گروہ کی مضبوط انٹیلی جنس کا کوئی وجود نہیں پایا جاتا۔

سوال: جو مجاہدین ارضِ خراسان کی طرف ہجرت کر رہے ہیں، کیا وہ افغان جہاد کے لیے کسی بھی لحاظ سے رکاوٹ یا بوجھ بنے ہوئے ہیں؟

سراج الدین حقانی: الحمد للہ، صورتحال اس کے برعکس ہے: وہ ہماری راہوں کو روشن کرتے ہیں اور ہمارے ساتھ مل کر صلیب کے پجاریوں سے مزاحمت کرتے ہیں اور ہم ان کے ساتھ ایک ہی خندق میں ہیں۔

سوال: ارضِ خراسان میں مجاہدین و انصار کے مابین تعاون کی کیا صورتحال ہے (یعنی عرب مجاہدین و دیگر مجاہدین جو ارضِ خراسان میں ہیں)؟

سراج الدین حقانی: مہاجرین صحابہ اور انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین نے (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں) جس طرح ایک دوسرے سے ممکن ترین حد تک تعاون کیا تھا، یہ اس کی (موجودہ دور میں) ایک زندہ مثال ہے۔

سوال: کیا آپ جہاد ترک کر کے پیچھے بیٹھے رہنے والے لوگوں کو کوئی نصیحت کرنا چاہیں گے؟

سراج الدین حقانی: اگر ان کا پیچھے بیٹھے رہنا اور جہاد سے لاتعلق رہنا عمداً ہے تو پھر انہیں معلوم ہو جانا چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو ذلت کی گہری کھائی میں دھکیل رہے ہیں۔ (جہاد ترک کر کے) پیچھے بیٹھے رہنے والوں کو اس فرض کی ادائیگی کرنی چاہیے۔ ہوسکتا ہے کہ ان میں سے بعض کے پاس ایسے دلائل ہوں جو پیچھے بیٹھے رہنے والوں کے حق میں جواز فراہم کرتے ہوں۔لیکن ان کے دلائل کو باطل ثابت کرنے کے لیے ہم انہیں مجاہدین کے علما کی کتب کے مطالعے کی دعوت دیتے ہیں، ان کتب میں آپ کو جہاد سے دور رہنے والے لوگوں کے متعلّق اسلام کا حکم معلوم ہو جائے گا۔

سوال: کیا آپ شہید بھائی ابو دجانہؒ کی کاروائی سے زمینی حقائق کی صورتحال پر مرتب ہونے والے اثرات بیان کریں گے؟

سراج الدین حقانی: عظیم بہادر، مجاہد فی سبیل اللہ، ابو دجانہ الخراسانی، اللہ تعالیٰ انہیں اس استشہادی کارروائی میں قبول فرمائے؛ جس میں امریکی انٹیلی جنس؛ سی آئی اے کے اعلیٰ اہلکاروں کی ہلاکتیں ہوئیں۔ یہ وہ جاسوس گروہ تھا جو ان علاقوں میں مجاہدین، خصوصاً مجاہدین کے رہنماؤں پر حملوں کے ذمہ دار تھے۔ یہ اس علاقے میں کئی سالوں سے کام کر رہے تھے اور ان کا دیگر ممالک میں بھی کچھ اثر و رسوخ ہے، مثال کے طور پر عراق میں۔اس گروہ کو ہلاک کرنے کے بعد ہم دشمن کی کمر توڑنے میں کامیاب ہو گئے ہیں، اور اُن کی مجاہدین کو نشانہ بنانے والی کاروائیوں کے اہداف کی کامیابیاں نوّے فیصد تک کم ہو گئی ہیں۔اس مبارک کارروائی کے نتیجے میں جاسوسوں پر اُن کے اعتماد میں کمی آئی اور اُن کی صفوں میں سیکورٹی کے مسائل کی وجہ سے اُن کا وجود انتہائی کمزور پڑ گیا۔

سوال: افغان عوام کا دشمن طاقتوں کے شائع کردہ اُن بیانات کے متعلّق کیا ردِعمل ہے جن (بیانات) میں وہ زمینی پیش قدمی کے دعوے کرتے ہیں؟

سراج الدین حقانی: الحمدللہ، افغانستان کے لوگ دشمن کے بارے میں حقیقت حال سے واقف ہیں اور وہ دشمن کے جھوٹ اور من گھڑت دعووں کو جانتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ اصل حقیقت حال کیا ہے، اور وہ جانتے ہیں کہ دشمن کا اس زمین کے ایک انچ ٹکڑے پر بھی قبضہ نہیں ہے۔یقین کیجیے یہ دشمن کی بنائی ہوئی (بے بنیاد و لغو) باتیں ہیں۔

سوال: کیا ہم آپ کا ارضِ خراسان میں جہاد کے مستقبل کے متعلّق نقطہ نظر جان سکتے ہیں؟

سراج الدین حقانی: فتح قریب ہے، ان شاء اللہ، اور اسلامی امارت پہلے سے بھی زیادہ مضبوط ہو کر واپس اُبھرے گی۔

سوال: اب ہم ایک بہت اہم موضوع پر بات کریں گے، اور اس موضوع نے جہاد کے میدانوں میں اپنے وجود کو ثابت کیا ہے اور یہ موضوع ہے جہادی ذرائع ابلاغ، اور ہم امید کرتے ہیں کہ جہادی ذرائع ابلاغ سے منسلک لوگوں کو آپ میدانِ جنگ سے اپنا ناصحانہ مشورہ دیں گے۔

سراج الدین حقانی: یہ بھرپور اور پراثر نشریات کا سلسلہ جاری رکھیں، ہر ممکن طریقے سے (عوام الناس کے) شعور کی سطح بلند کرنے اور اسے مضبوط بنانے، مسلم نوجوان نسل اور عامۃ المسلمین کے ذہنوں تک پہنچنے اور اُن کو دشمن کا اصل چہرہ دکھانے کی کوشش کرتے رہیں۔

سوال: جہادی ذرائع ابلاغ کے لیے پیغام دیں، اور (یہ بتائیں کہ) جہادی میڈیا کے اثرات کس حد تک مرتب ہو رہے ہیں؟

سراج الدین حقانی: انٹرنیٹ پر کام کرنے والے مجاہدین کو اپنا معیار مزید بلند کرنے کی ضرورت ہے، اور اپنے آپ کو مزید منظّم کرنے کی ضرورت ہے، اور (انہیں چاہیے کہ) باہم مل جل کر کام کریں، اپنی تحقیق کو مزید آگے بڑھائیں۔انہیں جدید ترین معلومات سے لیس ہونے کی بھی ضرورت ہے اور انہیں اسلامی جہادی دنیا سے ملنے والی معلومات کو آگے پھیلانے اور جہادی کمانڈروں کے پیغامات کی اشاعت کرنے میں تیزتر ہونے کی ضرورت ہے۔ انٹرنیٹ جہادی نیٹ ورکس پر ہمیں فخر ہونا چاہیے اور یہ ہمارے لیے قابلِ عزت واحترام ہیں.....حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک عمدہ کام سرانجام دے رہے ہیں۔

سوال: جہادی فورمز، اور بالخصوص الفلوجہ اسلامی فورمز، کا خراسان میں میدانِ جنگ کی حیران کن صورتحال سے متعلّق حقائق کو منظرِ عام پر لانے میں کیا کردار ہے؟

سراج الدین حقانی: جہادی میڈیا نیٹ ورکس کا کردار غیر معمولی طور پر بہت واضح ہے، اور ہم ان کے شکر گذار ہیں، اور بالخصوص الفلوجہ اسلامی فورمز، اور اس سے قبل الحسبہ اور الاخلاص اور دیگر منابر جہاد...... اور یہ جہادی میڈیا کے فرائض کی ادائیگی کے ذمہ دار تمام مسلمانوں کا شکریہ ادا کرنے کا ایک عمدہ موقع ہے۔اور میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ ان کی کوششوں کو قبول فرمائے (آمین)۔

سوال: کیا آپ جہادی میڈیا نیٹ ورکس کو عام طور سے کوئی نصیحت کرنا چاہیں گے؟

سراج الدین حقانی: میرے (جہادی صحافی) بھائیوں کو، اور جہادی میڈیا نیٹ ورکس کو بالعموم، اور مجاہدین کو بھی، میری یہ نصیحت ہے کہ اپنے الفاظ اور افعال کی سچّائی پر گہری نظر رکھیں، اور خبر میں مبالغہ آرائی نہ کریں۔اور عوام الناس کو دشمن کے ذرائع سے ملنے والی خبروں کے متعلّق خبردار کریں۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ ان کی رہنمائی فرمائے اور انہیں جنت میں اعلیٰ ترین درجات سے نوازے (آمین)۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ ان کی حفاظت فرمائے اور ان کی مدد فرمائے (آمین)۔حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے صلیبیوں کی دغابازیوں اور فریب کاریوں کا پردہ چاک کرنے میں بڑا اہم کردار ادا کیا ہے۔

سوال: کیا آپ ہمارے کے ذریعے دنیا بھر کے لیے کوئی پیغام دینا چاہتے ہیں؟

سراج الدین حقانی: اسلامی امّت کو اپنے مجاہدین بھائیوں کی ہر ذریعہ سے اور ہر میدان میں مدد کرنی چاہیے۔جن لوگوں کے پاس پیسہ ہے انہیں پیسے سے مدد کرنی چاہیے۔ دھماکہ خیز مواد، الیکٹرونکس، مواصلات، مانعِ خبر رسانی نیٹ ورکس، اور دشمن کو تباہ کرنے کی مہارت اور

تجربہ رکھنے والے لوگ، اور اسی طرح اہلِ قلم، شعراء، ادباء؛ سب کو میدان میں آگے بڑھ کر صلیبی دشمن کی پھیلائی ہوئی افواہوں اور من گھڑت کہانیوں کی تردید کرنی چاہیے۔ انہیں علم پر عمل کرنے کی اور ایک صف میں کھڑے ہونے کی ضرورت ہے...... بالکل جس طرح مغرب مسلمانوں کے خلاف کر رہا ہے۔ مسلم علما کو ہمیشہ حق بات کہنی چاہیے اور پھر اس پر عمل پیرا بھی ہونا چاہیے، اور مجاہدین کے حق میں فتوے دینے چاہئیں۔ باہم آپس کے جزوی اختلافات کو پسِ پشت ڈال کر مسلمانوں کے درمیان اتحاد قائم کرنے کے لیے کام کرنا چاہیئے۔ باہم متحد ہو کر مسلمانوں کی (فکری) بیداری کی کوششیں کرنی چاہئیں۔

و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین و الصلوة والسلام علی نبینا محمد، افضل الصلوة والتسلیم۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: باطل کی عسکری اور فکری یلغار، تاریخ کے آئینے میں

دوسو سال تک ان پے در پے شکستوں کے بعد ''لوئس'' جو فرانس کا بادشاہ تھا اور آخری صلیبی جنگ میں صلیبیوں کی قیادت کر رہا تھا، ''المنصورہ'' میں صلیبیوں کی شکست کے بعد گرفتار ہو گیا، مگر مسلمانوں نے فدیہ لے کر اسے چھوڑ دیا، جب وہ فرانس پہنچا تو اس نے برملا یہ کہا کہ ''تلوار اور ہتھیار کی طاقت سے مسلمانوں کو کبھی زیر نہیں کیا جا سکتا، کیوں کہ ان کا عقیدہ ایمان انتہائی مضبوط ہے جو انہیں ہمیشہ جہاد پر آمادہ کرتا ہے اور وہ دین کی خاطر ہر طرح کی قربانی کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔

لہٰذا ہمارے لیے ضروری ہے کہ اب ہم اپنے اس طریقہ کو بدلیں اور کوئی ایسا طریقہ اپنانے کی کوشش کریں جس سے ان کے عقیدہ راسخہ پر زد آئے، ان کا ایمان کمزور اور متذبذب ہو جائے۔'' پھر اس نے چند تجاویز پیش کیں، جو یہ ہیں:

سب سے پہلے ہمیں اسلامی فکر اور عقیدہ پر ضرب کاری لگانے کی ضرورت ہے، جس کے لیے ہمیں سب سے پہلے اسلام کا مطالعہ کرنا ہوگا۔

اسلام کے مطالعہ کی غرض صرف یہ ہو کہ اس میں تحقیق اور ریسرچ کے نام پر اعتراضات کیے جائیں اور مسلمانوں کو اپنے عقیدے کے سلسلے میں شکوک وشبہات میں مبتلا کر دیا جائے۔

اس طرح صلیبی جنگ نے پانسا پلٹا اور نئی کروٹ لی اور ''عسکری میدان'' سے ''فکری میدان'' کی طرف جنگ کا رخ کر دیا گیا، اس کے لیے انہوں نے اسلام کا مطالعہ کیا اور پھر قرآن، احادیث مبارکہ اور دیگر اسلامی علوم کو اپنی زبانوں میں منتقل کرنا شروع کر دیا اور پھر ''استشراق'' کے نام پر مستقل ایک تحریک وجود میں آئی، جس نے مشرقی لسانیات، مذاہب وعلوم پر تحقیق کے لبادے میں اسلام پر زوردار حملے کا آغاز کر دیا۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: ایک ہاتھ میں تلوار، ایک ہاتھ میں قرآن......!

''**ما الذیجاء بکم**''؟

''کیا چیز تمہیں (ہم پر حملے کے لیے) لے کر آئی ہے''؟

تو آپؓ نے کمال جرأت واعتماد کے ساتھ دشمن کے دربار میں کھڑے ہو کر، ان کے سردار کو مخاطب کرتے ہوئے، یہ تاریخی جواب دیا...... جو جہاد کی غرض وغایت پر پوری طرح روشنی ڈالتا ہے اور جس کا لفظ لفظ اللہ تعالیٰ کی محبت میں ڈوبا محسوس ہوتا ہے:

''**الله ابتعثنا و الله جاء بنا لنخرج من شاء من عبادة العباد إلى عبادة الله، ومن ضيق الدنيا إلى سعتها، ومن جور الأديان إلى عدل الإسلام، فأرسلنا بدينه إلى خلقه لندعوهم إليه، فمن قبل منا ذلك قبلنا منه ذلك ورجعنا عنه وتركناه وأرضه يليها دوننا، ومن أبى قاتلناه أبدًا حتى نفضي إلى موعود الله**''۔

''ہمیں اللہ نے اٹھایا ہے اور اللہ ہی ہمیں یہاں لے کر آیا...... تاکہ جسے وہ چاہے، اسے ہم انسانوں کی بندگی سے نکال کر اللہ کی بندگی میں داخل کریں اور دنیا کی تنگی سے نکال کر اس کی وسعتوں سے ہمکنار کریں اور ادیانِ باطلہ کے ظلم سے نجات دلا کر اسلام کے عدل سے روشناس کرائیں۔ پس اللہ نے ہمیں اپنا دین دے کر اپنی مخلوق کے پاس بھیجا تاکہ ہم انہیں اللہ کی طرف بلائیں۔ پھر جو کوئی ہماری یہ دعوت قبول کر لے ہم بھی (اس کا اسلام لانا) قبول کر لیتے ہیں اور اسے گزند پہنچائے بغیر واپس لوٹ جاتے ہیں اور وہ خود ہی اپنی زمین پر ہمارے (دین کے) تحت نظام چلاتا رہتا ہے۔ لیکن جو یہ دعوت قبول کرنے سے انکار کرے، ہم اس سے تاابد قتال کرتے ہیں، یہاں تک کہ ہم اللہ کے وعدے کو جا پہنچیں۔''

رستم نے پوچھا: ''**وما موعود الله**''؟

''اللہ نے کیا وعدہ کر رکھا ہے''؟

حضرت ربعی بن عامر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''**الجنة لمن مات على قتال من أبى، والظفر لمن بقي**''۔

''جنت، ان کے لیے جو منکرین کے خلاف قتال کرتے ہوئے مارے جائیں...... اور فتح، ان کے لیے جو باقی رہیں''۔

(تاریخ الطبري: الجزء الثاني)

پس انسانیت کو اللہ سے ملانا اور جہنم لے جانے والی مہلک راہوں سے ہٹا کر تنہا اللہ کی عبادت و بندگی میں داخل کرنا ہی جہاد کا اصل مقصد ہے۔ مسلمانوں نے ہمیشہ اسی مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے جہاد کیا۔ ان کا جہاد دفاعی ہو یا اقدامی، ہر دو صورت میں اس کا حتمی مقصد اور آخری غایت اللہ کے دین کی سربلندی، شرک کو مٹانا اور توحید کو عام کرنا ہی رہا ہے۔ ان کے جہاد کا آغاز اگر کسی ظلم کے مداوے، کسی قیدی کی رہائی، کسی زمین کی بازیابی یا کسی حملہ آور کو پچھاڑنے سے بھی ہو، تو اس کی انتہا ہمیشہ ''اعلائے کلمۃ اللہ'' ہی پر ہوتی ہے۔ چنانچہ اسی جہاد کی برکتوں سے روم وفارس کی سلطنتیں زیر ہوئیں اور یورپ، افریقہ، خراسان، ہندوستان اور ماوراء النہر کے علاقوں تک توحید کا پیغام پہنچا اور اسے زمین پر بالفعل غلبہ نصیب ہوا۔ (جاری ہے)

☆☆☆☆☆

اوراب فیصل شہزاد...... یوسف رمزی کا قافلہ، جانبِ منزل رواں دواں

خباب اسماعیل

جب بھی امریکہ کی بربادی کا تذکرہ، طاغوتِ اکبر کا انکار کرکے اُس کا سر کچلنے والوں کی تاریخ، ہبلِ عصر کے آستانوں پر سر جھکانے کی بجائے اُس پر پے در پے وار کرکے اُسے نیست و نابود کرنے کا ذکر چھڑے گا، تو ایسے ہر موقع پر یوسف رمزی کا نام نمایاں ترین انداز میں سامنے آئے گا۔ امت کے اس اولوالعزم سپوت نے ۲۶ فروری ۱۹۹۳ کو ۶۸۰ کلوگرام بارود سے بھری گاڑی کے ذریعے ورلڈ ٹریڈ سنٹر کو گرانے کی کوشش کی۔ اس کوشش کے نتیجے میں یوسف رمزی ورلڈ ٹریڈ سنٹر کو تو منہدم نہ کرسکے لیکن اُنہوں نے ''خدائی'' کے دعوے دار امریکہ کے قلب پر ضربیں لگانے کے لیے ایک رخ متعین کردیا۔ اسی کارروائی کی منصوبہ بندی کے الزام میں معروف عالم دین شیخ عمر عبدالرحمٰن کو امریکی حکومت نے ۲۴ جون ۱۹۹۳ کو گرفتار کرلیا۔ اس سن رسیدہ اور نابینا عالم دین کو جہاد و مجاہدین سے محبت اور نوجوانانِ امت کو صلیبیوں کے خلاف قتال پر ابھارنے کے جرم میں پچھلے ۱۷ سال سے امریکی جیلوں میں تعذیب و تشدد کا نشانہ بنایا جارہا ہے۔

امریکہ کو اُس کی اپنی سرزمین پر جہادی کارروائیوں کے ذریعے مضمحل کرنے کے لیے شیخ یوسف رمزی کے بتائے ہوئے راستے پر، آنے والے سالوں میں مختلف لوگ مختلف انداز سے استقامت کے ساتھ چلتے رہے۔ ان افراد کے خلوص، لگن اور جدوجہد کی بدولت اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی خاص نصرت و تائید سے انہیں نوازا۔ اس قافلے کے وہ ۱۹ راہی، تاریخ کبھی فراموش نہیں کرسکے گی جنہوں نے امریکہ کی کھوکھلی ہیبت، جھوٹی عظمت اور وحشیانہ تہذیب کے استعاروں (ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی دونوں عمارتوں اور پینٹاگون) پر ۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ کو وار کیا اور اپنے جسم و جان کی قربانی دے کر امت کے زخموں کی رفو گری کرگئے۔

> معرکہ گیارہ ستمبر کے ثمرات تو بیش بہا ہیں۔ انہی میں سے ایک ثمرہ یہ بھی ہے کہ اسلام کا غیر معذرت خواہانہ کردار نکھر کر دنیا کے سامنے آیا۔ اسلام کے اسی غیرت و حمیت اور رعب و جلال والے اصل کردار کو جانچ اور پرکھ کر کفار بھی اب اس نتیجہ پر پہنچ چکے ہیں کہ اسلام کا یہی اصل مزاج اُن کے لیے اجل کا پیام بن چکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب خود کفار کے تجزیہ نگار چیخ اور چلا رہے ہیں کہ ''مسلمانوں کا عقیدہ ہی اُن کی شہریت ہے''۔

اللہ کے فضل و کرم سے اس قافلے کے راہیوں میں ماضی قریب میں اضافہ دیکھنے میں آیا ہے اور محسوس یہی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کا یہ فیصلہ صادر ہوچکا ہے کہ امریکہ کو نہ صرف عراق و افغانستان میں شکست کے زخم چاٹنے پر مجبور ہونا پڑے گا بلکہ اُس کی اپنی زمین بھی اُس کے کفریہ نظام اور فسادی کردار کے لیے تنگ کردی جائے گی۔ حسن نضال ملک نے فورٹ ہڈ معرکہ سرانجام دیا۔ اس معرکے کے دوران میں اُنہوں نے اُن امریکی فوجیوں کو نشانہ بنایا جو افغانستان میں تعینات کیے جارہے تھے۔ عمر فاروق عبدالمطلب نے کرسمس والے دن صلیبیوں کے تمام تر سیکورٹی حصار کو توڑ ڈالا اور ساری دنیا کے سامنے امریکہ کے ''ناقابل رسائی'' ہونے کے دعوے کی قلعی کھول کر رکھ دی۔

اب تازہ ترین واقعہ فیصل شہزاد کا ہے۔ فیصل شہزاد کا تعلق کس گروہ اور تنظیم سے ہے؟ اُنہوں نے اس کارروائی کے لیے کہاں سے تربیت حاصل کی؟ یہ سوالات اٹھانا اور ان میں الجھنا کارلاحاصل ہے اصل بات تو یہ ہے کہ امت کے نوجوان اصل راستے کی جانب متوجہ ہورہے ہیں۔ یوسف رمزی کی طرح فیصل شہزاد بھی بظاہر اپنے مقصد میں کامیاب تو نہیں ہوسکے لیکن وہ اُسی گلشن کے گل سرسبد ہیں کہ جن کے کردار پر نظر پڑتے ہی امت کے زخم زخم جسم کو دیکھ کر کڑھنے والے مومنین کے دلوں میں شفا، ٹھنڈک اور تراوٹ کا احساس پیدا ہوتا ہے۔

سی این این نے معرکہ اسکوائر پارک کے ہیرو فیصل شہزاد کے بارے میں کہا کہ ''فیصل شہزاد مسلم دنیا کی حالت زار پر غم زدہ اور موجودہ صورت حال سے شدید مایوس تھا، اپنی ای میلز میں فیصل نے مسلمانوں کو ظلم سے نجات دلانے کے لیے مزاحمت کا راستہ اپنانے پر زور دیا ہے۔ فروری 2006 میں بڑی تعداد میں لوگوں کو بھیجی گئی ای میل میں فیصل نے لکھا کہ ''جمہوریت کی جگہ خلافت قائم ہونی چاہیے، مسلم ممالک مغرب کے دباؤ کے آگے جھک گئے ہیں اور مسلمان دنیا بھر میں ذلت کا سامنا کررہے ہیں۔ اسلام کے ماننے والے حملے کی زد میں ہیں اور ڈینش اخبار نے توہین آمیز خاکے شائع کرکے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف صلیبی جنگ شروع کردی ہے۔ فلسطین، افغانستان، عراق، چیچنیا اور دیگر ملکوں میں مسلمانوں کا خون بہایا جارہا ہے جس سے بچنے کیلئے مزاحمت کا راستہ اختیار کرنا ہوگا''۔ اپریل 2009 کو محدود تعداد میں لوگوں کو بھیجی گئی ای میل میں فیصل نے لکھا کہ ''اپنی سرزمین کے دفاع کیلئے مذاکرات کا راستہ غلط ثابت ہوچکا ہے''۔ امریکی سیکورٹی ذرائع کے حوالے سے شائع ہونے والی ایک رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ فیصل شہزاد نے ٹائمز اسکوائر کو نشانہ بنانے سے پہلے مین ہٹن کے گرینڈ سنٹرل ٹرمینل، راکی فیلر سنٹر، گراؤنڈ زیرو کے نزدیک ورلڈ فنانشل سنٹر اور اپنے علاقے کنکٹی کٹ میں ڈیفنس

کانٹریکٹر سیکورسکی انکار پوریٹڈ پر حملے پر بھی غور کیا تھا۔

معرکہ گیارہ ستمبر کے انیس جلیل القدر شہدا، شیخ یوسف رمزی، شیخ عمر عبدالرحمٰن، تنویر شہزادؒ، محمد صدیقؒ، رابےعثمان سعید احمد (معرکہ میڈرڈ کو سرانجام دینے والے مجاہد)، عراقی ڈاکٹر بلال عبداللہ (جو کہ گلاسگو ایئرپورٹ پر کارروائی کے دوران گرفتار ہوئے اور اُنہیں ۳۲ سال قید کی سزا سنائی گئی)، حسن نضال، عمر فاروق عبدالمطلب، زرین احمد زئی، نجیب اللہ زازئی، فیصل شہزاد، سید فہد ہاشمی، مجاہدہ ملیکہ الرحد اور اُن کے شوہر معیز گارسلوئی ...... یہ فہرست اُن پاکیزہ فطرت ہستیوں کی ہے جنہوں نے 'ربنا اللہ' (ہمارا رب ہے اک اللہ!) کی حقیقت کو جانا اور پھر اُس رب کی توحید کا پرچم تھامے نکلے اور عصر حاضر کے سرغنۂ کفر و معصیت کا سر توڑنے کے لیے خود کو وقف کر دیا۔ ان میں سے کچھ اپنے معرکوں کو کامیابی سے سر کرتے ہوئے رب کی جنتوں کو سدھار گئے اور کچھ بظاہر اپنی کارروائیوں میں ناکام رہے لیکن اُنہوں نے اس سرمایہ دارانہ جمہوری نظام کی شیطنت کے ناقابل تسخیر ہونے کے تصور کے تاروپود بکھیر دیے اور وہ امت کے لیے صاف اور واضح راہِ عمل کی نشان دہی کر گئے۔

فیصل شہزاد نے ۲ مئی ۲۰۱۰ کو نیویارک شہر کے معروف ترین علاقے ٹائم اسکوائر میں کارروائی کی غرض سے بارود سے بھری گاڑی کھڑی کی۔ گاڑی کی نشان دہی کر لی گئی اور ٹائم اسکوائر کے علاقے میں ایمرجنسی نافذ کر کے علاقے کو خالی کرا لیا گیا۔

امریکہ کو اُس کی اپنی سرزمین پر جہادی کارروائیوں کے ذریعے مضمحل کرنے کے لیے شیخ یوسف رمزی کے بتائے ہوئے راستے پر آنے والے سالوں میں مختلف لوگ مختلف انداز سے استقامت کے ساتھ چلتے رہے۔

اس کے بعد کے ۱۲۔۱۰ دنوں میں کم از کم تین مرتبہ نیویارک کے مختلف علاقوں میں ایمرجنسی کی صورت حال پیش آئی۔ ۶ مئی کو نیویارک کے ایک بڑے پل 'ٹرائی برو برج' پر مشتبہ ٹرک کھڑا پایا گیا، ٹرک سے گیس کے اخراج کے بعد پل کو ٹریفک کے لیے بند کر دیا گیا۔ واقعے کی خبر سے نیویارک سٹی میں ہر طرف شدید خوف و ہراس پھیل گیا۔ اسی دن نیویارک کے علاقے نیو ہیمپشائر میں پولیس کو اطلاع دی گئی کہ مقامی بس سروس کی گاڑی میں بم موجود ہے، جس پر پولیس نے بس میں سوار ے افراد کو محاصرے میں لے لیا تاہم کوئی بم برآمد نہ ہو سکا۔ اس اطلاع پر بھی چاروں طرف کھلبلی کا سا سماں پیدا ہو گیا۔ ۱۴ مئی ۲۰۱۰ کو نیویارک کے یونین اسکوائر کے نزدیک لوئر مین ہٹن کے علاقے میں ایک گاڑی پارکنگ ایریا میں ملی، جس کی سیٹ پر تیل کے ۲ ڈبے موجود تھے، گاڑی کا مالک نہ ملنے پر پولیس کی بڑی تعداد وہاں پہنچ گئی، بم اسکواڈ اور فائر بریگیڈ کو بھی بلا لیا گیا، جبکہ قریبی عمارتیں خالی کروالی گئیں۔ کچھ دیر بعد گاڑی کا مالک مل گیا اور اس نے بتایا کہ وہ گھاس کاٹنے کی مشینیں بناتا ہے اور یہ اُس کے کام کی چیزیں ہیں، اس کے بعد پولیس نے گاڑی اور اس علاقے کو ''کلیئر'' کر دیا۔

یہ خبریں اس بات کی غمازی کرتی ہیں کہ مسلمان سرزمینوں کو تر نوالہ سمجھنے والوں کی اپنی حالت کس قدر پتلی ہے اور اپنی سرزمین پر چند ایک کارروائیوں سے سابقہ پیش آنے کے نتیجے میں ہی اُن کے اعصاب شل ہو چکے ہیں۔ امریکی حکام و عوام کی ''بہادری، جرات اور شیر دلی'' کی حقیقت گذشتہ چند دنوں میں مزید کھل کر سامنے آ گئی ہے اور یہ مناظر پکار پکار کر کفریہ ممالک کے عوام و خواص کی بزدلی کا حال بیان کر رہے ہیں۔ مجاہدین تو ان امریکیوں کی ''بہادری'' کو میدان کارزار میں خوب اچھی طرح ''جانچ'' چکے ہیں لیکن مرعوب ذہن لوگوں کے لیے ان مثالوں میں غور و فکر کے بہت سے نکات مضمر ہیں۔ ایسی بزدل، نامرد اور پرلے درجے کی تھڑ دلی قوم و ملک کے ''خوف'' سے تھر تھر کانپنے والوں کے لیے کیا اس ساری صورت حال میں کوئی درس پنہاں نہیں؟؟؟

معرکہ گیارہ ستمبر کے ثمرات تو بیش بہا ہیں۔ انہی میں سے ایک ثمرہ یہ بھی ہے کہ اسلام کا غیر معذرت خواہانہ کردار نکھر کر دنیا کے سامنے آیا۔ اسلام کے اسی غیرت وحمیت اور رعب وجلال والے اصل کردار کو جانچ اور پرکھ کر کفار بھی اب اس نتیجہ پر پہنچ چکے ہیں کہ اسلام کا یہی اصل مزاج اُن کے لیے اجل کا پیام بن چکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب خود کفار کے تجزیہ نگار چیخ اور چلا رہے ہیں کہ ''مسلمانوں کا عقیدہ ہی اُن کی شہریت ہے''۔ دشمن حقیقت حال سے پوری طرح واقف ہے اور موجودہ جنگ کی اصلیت کو خوب اچھی طرح سمجھتا اور جانتا ہے۔ 'وال اسٹریٹ جرنل' نے اپنی تجزیاتی رپورٹ میں لکھا ہے کہ ''دنیا بھر کے مسلمانوں کی کوئی شہریت نہیں، وہ سب اسلام کے دھاگے میں بندھے اپنے ہی وطن کے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں۔ مسلمانوں کو دنیا کے دیگر مہذب شہروں میں شہریت دینے کے قانون پر نظر ثانی کرنی چاہیے کیونکہ مسلمان چاہے کسی بھی ملک وقوم کا حصّہ بن کر صدیوں تک بظاہر ان کے رسوم و رواج پر عمل کرے لیکن ایک نہ ایک دن وہ اسلام کی بنیادی شدت پسندی کی تعلیمات سے ضرور متاثر ہوتا ہے۔ سید قطب کی فکر مسلمانوں میں پنپ رہی ہے۔ اگرچہ سید قطب کو ۱۹۶۶ میں مصر کے ہی حکمران جمال عبدالناصر کی جانب سے موت کی سزا دے دی گئی تھی لیکن امریکہ، برطانیہ اور دیگر یورپی ممالک کی جانب سے امیگریشن کے سلسلے میں اپنائے جانے والے نرم قوانین کی بدولت سید قطب کے پیروکار اور دیگر مسلمان دنیا کے گوشے گوشے میں پھیل گئے، جو مسلمانوں کی شہریت دین ہی کو سمجھتے ہیں۔ فیصل شہزاد، حسن نضال، عمر فاروق عبدالمطلب وغیرہ ایک طویل عرصے سے امریکی و برطانوی معاشرت کا حصّہ بنے ہوئے تھے لیکن اس کے بعد بھی ان دن ان کے اندر کا مسلمان جاگا، جس کی وجہ سے وہ اپنے کئی ساتھیوں اور ہم وطنوں کی موت کی وجہ بنے''۔

یہی اصل بات ہے، جس کا ادراک کفار اصلی بھی رکھتے ہیں لیکن کیا کیا جائے اس 'کلمہ گو' غلام ذہنیت کا جو ہر ایسے معرکے کے بعد لنگر لنگوٹ کس کر میدان میں نکلتے ہیں اور مسلمانوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ سمجھتے ہیں ''یہ مسلمانوں کے خلاف سازش ہے، اسلام جیسے پر امن مذہب میں ایسی کارروائیوں کی کوئی گنجائش نہیں، امریکہ از خود ایسے

ڈرامے رچا کر مسلمانوں کے خلاف اقدامات کرنے کی راہ ہموار کرتا ہے، مسلمانوں کے لیے تو یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ اتنی سیکورٹی اور ٹیکنالوجی کے باوجود ایسی کوئی کارروائی کر سکیں، یہ سب یہودی سازش ہے''۔ جب بھی ابطالِ امت نے صحیح معنوں میں نجات و فلاح کے راستے کو اختیار کیا اور امریکہ و صلیبی ممالک پر کوئی ضرب لگائی تو مسلم ممالک پر مسلط کفار کے کاسہ لیس اور امت کو شکست خوردگی کا سبق پڑھانے والے ''دانش ور'' بھانت بھانت کی بولیاں بولنے لگتے ہیں۔ ان کا یہ طرزِ عمل اصل میں تو اُسی غلامانہ ذہنیت کی تصویر کشی ہے جس کو ایک صدی قبل اقبال نے یوں بیان کی تھا

؎ دل توڑ گئی ان کا دو صدیوں کی غلامی

دارو کوئی سوچ ان کی پریشاں نظری کا

یہ تین صدیوں کی غلامی سے اٹے ہوئے اذہان و قلوب کیا جانیں کہ اسلام کی فطرت کی نشان دہی کرنے والے اس نبوی ارشاد کا کیا مطلب ہے کہ ''الاسلام یعلو ولا یعلیٰ علیه''۔ ان کی دانش وری، فکر انگیزی، تجزیاتی حسِ غلامی کے جوہڑ سے اِنہیں باہر ہی نہیں نکلنے دیتی۔ ان کی اٹھان جس فاسد ماحول میں ہوئی ہے اور ان کے اذہان و قلوب میں مروجہ نظامِ تعلیم کی وجہ سے صرف عقلیت پسندی (rationalism) ہی بیٹھی ہوئی ہے اور کسی بھی چیز کے اقرار یا انکار کے لیے ان کے ہاں واحد پیمانہ ''عقل'' ہی قرار پاتی ہے۔ پھر بھلا ان کی چھوٹی، محدود، مرعوب اور پست ذہنیت اس قابل کہاں ہو سکتی ہے کہ وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی قدرت، بڑائی اور کبریائی، اُسی کے العزیز، القوی اور ذوالقوۃ المتین ہونے، اُس کی نصرت، مدد اور تائید جیسی حقیقتوں کو تسلیم کر سکے۔ انہیں کیا معلوم کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا دینِ اسلام اپنے اندر باغ و بہار رعنائی، جلال و جمال، ہیبت و سطوت اور عروج و کمال اور شوکت ایسی بدیہی صفات رکھتا ہے۔

ان کے نزدیک مثالی مسلمان وہی ہے جو کفار کے ہاتھوں اپنا خون بہتا ہوا دیکھے اور بے بسی کی تصویر بنا رہے، جو صلیبیوں کے چنگل میں گرفتار اپنی ماؤں، بیٹیوں اور بہنوں کی عزت کی پامالی ہوتا دیکھے اور بے غیرت بنا سب کچھ سہتا رہے، جو طواغیت کے اپنی زمین اور وسائل پر قبضے کو دیکھے اور اُن سے دستِ تعاون بڑھاتا رہے، جو اپنے جوانوں، بچوں اور ضعیف العمر افراد کو تہہ تیغ ہوتا دیکھے اور آنکھیں موندلے اور بے چارگی کا نمونہ بنا چپ چاپ یہ سب برداشت کرتا رہے...... جب تک یہ صفات مسلمان میں رہیں تو وہ ''مثالی'' مسلمان ہے، وہ ان کی آنکھوں کا تارا قرار پاتا ہے لیکن جیسے ہی وہ کلمۃ الحق کے اتمام اور صلیبیوں کے مظالم کا بدلہ لینے کے لیے یہود و نصاریٰ پر قہر بن کر ٹوٹے تو وہ ان کے نزدیک قابلِ مذمت، ''یہودی سازش'' کا آلہ کار اور امنِ عالم کو تباہ کرنے والا گردانا جاتا ہے۔

دوسرا زاویہ نظر اُن افراد کا ہے جو کفریہ معاشروں میں محض حصولِ معاش کے لیے سکونت پذیر ہیں۔ اُن کے نزدیک ایسے کسی بھی 'جرم' میں ملوث پایا جانے والا مسلمان کسی بھی طرح ''مسلم کمیونٹی'' کی نمائندگی نہیں کرتا۔ انہیں کفار کے مرنے پر افسوس بھی ہوتا ہے اور وہ اُن کے غم میں ہلکان بھی ہوئے جاتے ہیں۔ مرض ''وہن'' میں مبتلا ان افرد کے لیے صرف اتنا ہی کہنا مناسب ہوگا:

؎ کافر کی موت سے بھی لرزتا ہو جس کا دل

کہتا ہے کون اسے کہ مسلماں کی موت مر

لیکن ان ''ڈربے کی مرغیوں'' کی خواہشات کے علی الرغم امت اب عروج کی جانب سفر کر رہی ہے۔ یہ امت خوابیدگی سے بیدار ہو چکی ہے، اس میں اللہ کے فضل و کرم اور جود و رحمت سے جہادی روح پھونکی جا چکی ہے۔ ہبلِ عصر امریکہ اپنی تکفین و تدفین کے مراحل سے گزر رہا ہے، عراق و افغانستان کے محاذ' کفریہ سرمایہ دارانہ جمہوری نظام کے لیے اجل کا پیغام ثابت ہو رہے ہیں اور مجاہدین' قائد جہاد شیخ اسامہ بن لادن کے ان الفاظ کو یاد رکھے ہوئے ہیں کہ ''میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں، اس اللہ کی قسم، جس نے آسمان کو بغیر ستونوں کے کھڑا کیا! امریکہ اور امریکہ میں بسنے والا کوئی بھی شخص اس وقت تک خواب میں بھی امن نہیں دیکھ پائے گا جب تک ہم فلسطین میں اِسے نہ دیکھ لیں اور جب تک کافر افواج سرزمینِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے نکل نہ جائیں''۔

پس خوش خبری ہے مومنین کے لیے کہ اسلام کی شوکت و عظمت کا ڈنکا چہار عالم میں بجنے کو ہے اور یہود و نصاریٰ اور مشرکین کی بدبختیوں کا دور دورہ ہونے کو ہے۔ وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَى وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ (سورہ ہود: ۱۰۲)

''اور تیرے رب کی پکڑ ایسی ہی ہوا کرتی ہے، جب وہ کسی بستی کو ظلم کرتے ہوئے پکڑتا ہے، بے شک اُس کی پکڑ بڑی دردناک اور سخت ہوتی ہے''۔

منتظر اب رہو!

ہاتھی والو! ___ ذرا آسمانوں میں لکھے نوشتے پڑھو

بڑھ رہے ہیں تمہارے قلعوں کی طرف

موت کے کچھ بگولے، کچھ آتش فشاں

جرأتوں کے دھنی، ہمتوں کے نشاں

کچھ ابابیل ایسے شہیدی جواں!

لوٹتا ہی کا اپنی تماشہ کرو!

عمر باقی ہے جو

زخم دھوتے رہو

خود پہ روتے رہو

ظالموں پر نہ افسوس کوئی کرے

قاتلوں پر نہ آہیں کوئی بھی بھرے

جس کو مٹی کا پیوند ربّ نے کیا

جو ہو مومن انہیں آج پُرسہ نہ دے!

☆☆☆☆☆

شمالی وزیرستان آپریشن......امریکہ کا اپنے غلاموں سے ایک اور تقاضا

عبیدالرحمٰن زبیر

بالآخر آقائے صلیب نے اپنے غلامِ پاکستان سے لگی لپٹی رکھے بغیر تقاضا کیا ہے کہ شمالی وزیرستان میں فی الفور فوجی آپریشن شروع کیا جائے۔ غلام پاکستان ہے کہ بے چارگی ولاچاری کی تصویر بنے آقا کے احکامات و تقاضوں کے آگے بچھنے کی تیاری مکمل کر چکا ہے۔ ذلت و رسوائی سے دوچار پاکستانی فوج اور حکومت کی حالتِ دیدنی کی تصویر کشی کے لیے یہی کہنا مناسب ہے کہ ''اک طرف گڑھا ہے تو دوسری طرف کھائی!!!''۔ امریکہ کے حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتو رہے ہیں لیکن مجاہدین کے ہاتھوں ان کی جو گت بننے جارہی ہے اس حوالے سے مستقبل کا نقشہ ان کی آنکھوں کے سامنے پوری طرح واضح ہے۔ گویا موت اپنے سامنے نظر آرہی ہے اور یہود و نصاریٰ کے لشکروں کے فرنٹ لائن اتحادی کی پیٹھ کو آقاؤں کی طرف سے بھی تھپتھپایا جاتا ہے کہ ''چڑھ جا بیٹا سولی، رام بھلی کرے گا!!!''۔

''مرگ مفاجات'':

امریکی فوجی سربراہ اسٹینلے میک کرسٹل نے اشفاق کیانی سے ۷ مئی کو راولپنڈی میں ملاقات کی اور پاکستانی فوج کو شمالی وزیرستان میں طالبان کے خلاف آپریشن کا فوری آغاز کرنے کی ہدایات جاری کیں۔ اس ملاقات کے دوران واضح طور پر اُس نے اعلان کیا کہ ''اگر امریکی سرزمین پر کوئی کامیاب حملہ ہوا تو امریکی فوج کو پاکستان کے اندر کارروائی کرنا پڑے گی''۔ صلیبیوں سے اپنی تمام تر وارفتگی و وفا شعاری کے باوجود پاکستان آج وہیں کھڑا ہے جہاں ستمبر ۲۰۰۱ میں کھڑا تھا۔ امریکہ کی طرف سے ویسی ہی ''سنگین نتائج'' کی دھمکیاں اور پاکستانی حکومت و فوج کی وہی ڈری سہمی حالتِ زار!!!

امریکی ذرائع ابلاغ نے اس صورت حال کو پاکستان امریکہ تعلقات میں نیا موڑ قرار دیا ہے اور جابجا کہا جارہا ہے کہ پاکستان واشنگٹن کے تمام مطالبات ماننے پر مجبور ہے۔ امریکہ کی سرکاری خبررساں ایجنسی ایسوسی ایٹڈ پریس نے کہا ''امریکہ پر حملے اور پاکستان میں سرگرم عسکریت پسندوں کے درمیان تعلق سامنے آنے سے دونوں ملکوں کے تعلقات نے نیا موڑ لیا ہے، اس سے پہلے امریکی حکام کہہ رہے تھے کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں پاکستان جو کرسکتا ہے کررہا ہے، تاہم اب صورت حال تبدیل ہوگئی ہے''۔ واشنگٹن پوسٹ لکھتا ہے ''نئے شواہد کے تناظر میں پاک امریکہ تعلقات کا امتحان شروع ہوگیا ہے، ایک سال تک پاکستان کو مراعات دینے کے بعد اوباما انتظامیہ نے پاکستان پر واضح کردیا ہے کہ اگر امریکی مطالبات پورے نہ ہوئے تو امریکہ کا مزاج جلد بگڑ سکتا ہے''۔ امریکی ذرائع ابلاغ میں یہ قیاس آرائیاں بھی جاری ہیں کہ آئندہ کسی حملے کی صورت میں امریکہ افغانستان میں موجود اپنے فوجی پاکستان میں تعینات کرسکتا ہے۔

''گاجر اور چھڑی'' پر مشتمل حکمت عملی کے ذریعے امریکی آقا اپنے غلاموں کو گاہے گاہے پچکارتے بھی ہیں اور حکم عدولی کی صورت میں ''نان نفقہ'' بند کردینے کی دھمکی بھی دیتے ہیں۔ اسٹریٹیجک مذاکرات کے دوران میں غلاموں کی پھیلی جھولی بھرنے کا وعدہ کیا گیا۔ امریکی دفاعی ذرائع کے مطابق پاکستان کو دفاعی ساز و سامان کی فراہمی کا عمل تیز کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے اور آئندہ چند روز میں ۲۰ کروڑ ڈالر کے دفاعی و جدید ساز و سامان کی اسلام آباد آمد شروع ہو جائے گی۔ پاکستانی فوج کو اس بات کی یقین دہانی کرائی گئی ہے کہ اُسے دہشت گردی اور انتہا پسندی کو شکست دینے کے لیے تمام مطلوب دفاعی و فوجی ساز و سامان فراہم کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ پاکستان کے لیے سویلین امداد کے کوآرڈینیٹر رابن رافیل کے مطابق امسال ۳۰ جون تک پاکستان کو ساڑھے ۱۹ کروڑ ڈالر فراہم کیے جائیں گے۔ رچرڈ ہالبروک کے مطابق پاکستان کی فوجی امداد میں اضافہ کیا گیا ہے۔ ۲۹ اپریل ۲۰۱۰ سے لے کر ۲ مئی ۲۰۱۰ تک ۴ دنوں میں کولیشن فنڈ کی مد میں امریکہ کی جانب سے پاکستان کو ۶۵۲ ملین ڈالر دیے گئے۔ دولت ایمانی سے بے بہرہ پاکستانی حکمرانوں اور فوج کا ملجا و ماویٰ یہی صلیبی امداد کے چند ٹکڑے ہی تو ہیں۔

پاکستانی فوج کا موقف:

پاکستانی فوج کے ڈپٹی چیفس آف اسٹاف لیفٹیننٹ جنرل محمود علی نے ایک انٹرویو میں کہا ہے کہ ''پاکستانی فوج شمالی وزیرستان میں کارروائی مناسب وقت پر کرے گی اور یہ کارروائی اس وقت کی جائے گی جب مطلوبہ وسائل دستیاب ہوں گے''۔ گویا آقاؤں کی خدمت میں عرضیاں پیش کی جارہی ہیں کہ وسائل فراہم کیے جائیں تو ہم مسلمانوں کی بستیوں، بازاروں، مساجد و مدارس کو تہہ تیغ کرنے کے لیے ہمہ وقت تیار ہیں۔ کرائے کے قاتل پوری ڈھٹائی سے ''جنس بازار'' بنے ہوئے ہیں کہ صلیبی آقا اُن کی ''خدمات'' کی بولی لگائیں تو وہ پوری تندہی سے آستانہ صلیب کی بھینٹ چڑھنے کو تیار ہیں!!!

شمالی وزیرستان آپریشن کی تیاریاں:

شمالی وزیرستان میں آپریشن کی تیاری کے لیے امریکہ نے پاکستانی فوج کو دو BELL 412 ای پی ہیلی کاپٹر فراہم کردیے ہیں۔ ترجمان امریکی سفارت خانہ کے مطابق امریکہ ۲۴ ملین ڈالر کے ۲ مال بردار ہیلی کاپٹر پاکستان کے حوالے کرچکا ہے تاکہ پاکستان کی طرف سے شورش کچلنے کے لیے جاری کارروائیوں میں مدد فراہم کی جائے۔ امریکہ ہیلی کاپٹروں کے لیے متعلقہ فاضل پرزہ جات، خصوصی آلات اور دیگر ساز و سامان کی مد میں ۲۰ ملین ڈالر بھی ادا کرے گا۔

دوسری طرف ''چھڑی'' دکھانے، گھمانے اور ڈومور کا حکم سنانے کا تسلسل بھی جاری ہے اور خدام صلیب کو خدمت گزاری میں مزید بہتری پیدا کرنے کے لیے وقتاً فوقتاً اُن کا ''تراہ کڈنے'' کا عمل بھی دہرایا جاتا ہے۔ واشنگٹن پوسٹ نے کہا ہے کہ ''پاکستان نے امریکہ کو

مطمئن کرنے کے لیےفوری طور پرشمالی وزیرستان میں آپریشن اور دیگراقدامات نہ کیےتوامریکی حکومت کا موڈ تبدیل ہوسکتا ہےاور اربوں ڈالر کی امداد بھی خطرے میں پڑسکتی ہے''۔حقیقت یہی ہے کہ پاکستانی فوج اورحکومت' سیم وزر کے پجاریوں کاایسابد باطن گروہ ہے' جومحض دنیاوی چمک دمک کےحصول کے لیے یہود ونصاریٰ کے موید ومعاون بن کر دین وایمان سے توغداری کے مرتکب ہوئے ہیں۔لیکن انہیں ڈالروں کی برسات سے سرشار ونہال کر دینے والے بھی ان سے دلی طور پر راضی نہیں ہوئے اور ہر معاملے میں انہیں ذلیل ورسوا کر کے اپنے احکامات ماننے پر مجبور کرتے ہیں۔دونوں جہانوں کی کیسی ذلت ہےاور کیسا خسارہ ہے جوان خائنین کے مقدر میں ان کے جرائم کی وجہ سےلکھ دیا گیا ہے۔أُولَـٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ (سورہ البقرۃ: آیت ۸۶)۔

''یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے خرید لی ہے دنیاوی زندگی آخرت کے بدلے،لہٰذا نہ تو اُن کےعذاب میں کوئی کمی کی جائے گی اور نہ ہی اُن کوکوئی مدد پہنچے گی''۔

مغربی سرحد پرفوج کی منتقلی اور پنجاب پرنظر:

امریکی محکمہ دفاع کا کہنا ہے کہ پاکستان نے اپنے قبائلی علاقہ جات میں شدت پسندوں کے خلاف کارروائی کے لیے ایک لاکھ سے زائد فوجی بھارت سے ملحقہ مشرقی سرحد سے مغربی سرحدی علاقے میں منتقل کیے ہیں۔یہ بات امریکی محکمہ دفاع کی جانب سے کانگریس کو بھیجی گئی ایک رپورٹ میں کہی گئی ہے۔۱۵۲ صفحات پرمشتمل اس رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ایک اندازے کے مطابق اس وقت ایک لاکھ تیس ہزار سے ایک لاکھ پچاس ہزار پاکستانی فوجی قبائلی علاقے میں شدت پسندوں کے خلاف آپریشن میں مصروف ہیں۔

شمالی وزیرستان کے ساتھ ساتھ امریکہ کی طرف سے پنجاب میں بھی فوجی آپریشن کے احکامات صادر ہو چکے ہیں۔جنوبی اور وسطی ایشیا کے لیے امریکی نائب وزیر خارجہ رابرٹ بلیک نے کہا کہ'' دہشت گردی کا خطرہ پاک بھارت تعلقات میں بڑی رکاوٹ ہے، پاکستان انسداد دہشت گردی آپریشن کو افغان سرحد سے لے کر پنجاب تک وسعت دے۔پاکستان اگرچہ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں تعاون کر رہا ہے تاہم اسے مزید اقدامات کرنے ہوں گے''۔

امریکی فوج وبلیک واٹر پاکستان میں:

امریکہ نے بھی پاکستان کے اندر اپنی فوج کی تعداد میں مزید ۲۵ فیصد اضافہ کر دیا ہےاور اس اضافے کے تحت مزید امریکی فوجی چار نئے ایف سولہ طیاروں کے ساتھ جون میں پاکستان آئیں گے۔امریکی اخبار واشنگٹن پوسٹ کے مطابق ''امریکی خفیہ ایجنسیوں کے اہل کار اور فوجیوں کی لگا تار پاکستان آمد پاکستان کے لیے ایک مسلسل خوف ہےاور امریکی فوجیوں کی اس قدر تعداد بھی پاکستانی حکومت پرکپکپی طاری کرنے کے لیے کافی ہے۔ذرائع کے مطابق نیویارک کار بم دھماکے کی کوشش کے الزام میں گرفتار پاکستانی نوجوان فیصل شہزاد کے رشتہ داروں سے پوچھ گچھ کے لیے آنے والے ایف بی آئی کے عملے کی حفاظت کے بہانے بدنام زمانہ بلیک واٹر کے کم از کم ۱۰۰ مزید ایجنٹ پاکستان پہنچ گئے ہیں۔

شمالی وزیرستان میں ڈرون میزائل حملے:

شمالی وزیرستان میں فوجی آپریشن کے احکامات صادر کرنے کے ساتھ ہی امریکہ ''بہادر'' نے ڈرون میزائل حملے بھی تیز کر دیے ہیں۔۱۱ مئی کو شمالی وزیرستان کے مختلف علاقوں میں ۲۷ میزائل داغے گئے،جن سے ۳۲ سے زاید افراد شہید اور متعدد زخمی ہوئے (یاد رہے شہادتوں کی یہ تعداد وہ ہے جو میڈیا نے رپورٹ کی ہے جبکہ اصل تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے،جس کی گواہی مقامی افراد دے سکتے ہیں)۔جنوری ۲۰۱۰ سے تادم تحریر ۴۱ ڈرون حملوں میں ۵۱۰ سے زاید افراد شہید ہو چکے ہیں۔اس صلیبی سفاکیت میں پاکستانی فوج اور حکومت برابر کے شریک ہیں۔کہنے کو تو ''عزم نو سوم'' کے نام سے جنگی مشقوں کے ڈرامے کے ذریعے اپنی قوت و شوکت کے مظاہرے کیے جا رہے ہیں لیکن عملی میدان میں صلیبیوں کے آگے بھیگی بلی بنے 'میاؤں میاؤں' کرنے میں ہی عافیت سمجھی جاتی ہے۔ظاہر ہے جو گروہ اللہ رب العزت کے خوف وخشیت سے اپنے دلوں کو خالی کر لے تو اللہ تعالیٰ اُسے دنیا وآخرت کی رسوائیوں کے طوق کو اپنے گلوں کا ہار بنانے اور اُس پر فخر کرنے کے لیے اپنی رزیل ترین مخلوق کے سپرد فرما دیتا ہے۔

قصہ ماضی بنتا امریکہ اور' فرنٹ لائن اتحادی':

عراق وافغانستان میں عسکری شکست کے بعد امریکہ خود'' قابل رحم' حالت سے دوچار ہے۔امریکی وزیر دفاع رابرٹ گیٹس نے اعتراف کیا ہے کہ'' امریکہ کسی اور افغانستان یا عراق کا متحمل نہیں ہوسکتا''۔اس کا کہنا تھا کہ'' امریکی محکمہ دفاع کے بجٹ میں فوری طور پر پندرہ ارب ڈالر کی کمی کی جانی چاہیے۔نائن الیون کے بعد پنٹاگون کا بنیادی بجٹ تقریباً دوگنا ہو گیا ہے،ان اخراجات میں عراق افغانستان جنگ کے اخراجات کا شمار نہیں''۔اپنے دین و ایمان کو ڈالروں کے عوض فروخت کر دینے والوں کی نظر میں'' سپر پاور'' قرار پانے والا امریکہ 'اللہ واحد وقہار کی پکڑ اور گرفت میں آ چکا ہے۔لیکن اُس کے کاسہ لیس اور حاشیہ بردار اس قدر باؤلے ہو چکے ہیں کہ طاغوت اکبر کا ساتھ کسی طور چھوڑنا اُنہیں گوارا نہیں۔یہ دنیا میں بھی خود کو اللہ کے باغیوں کے بیڑے میں سوار کیے ہوئے ہیں' جو کہ غرقِ آب ہوا چاہتا ہے اور آخرت میں بھی اصحاب الشمال کے اسی گروہ کے ساتھ اپنا حشر کروانے پر تلے بیٹھے ہیں۔

اس صورت حال سے مجاہدین پوری طرح باخبر ہیں اور اللہ ذوالجلال کی مدد وتائید کے بل بوتے پر اپنے مورچوں کو مضبوط کر رہے ہیں۔سوات وجنوبی وزیرستان میں پاکستانی فوج کی جیسی دُھلائی کی جا چکی ہے' اُس کے بعد یہ فوج اگر شمالی وزیرستان کا رخ کرتی ہے تو مجاہدین بھی اس کے'' استقبال'' کے لیے پوری طرح تیار ہیں۔۲۳ اپریل کو شمالی وزیرستان کی تحصیل دتہ خیل کے علاقے بویا میں پاکستانی فوج کے قافلے میں شامل فوجیوں نے راستے سے گزرنے والے ۳ بچوں کو فائرنگ کر کے شہید کر دیا۔اس کے جواب میں مجاہدین نے اس قافلے پر گھات لگا کر حملہ کیا،جس کے نتیجے میں فوجیوں کو ستھری مار پڑی،شام تک قافلہ پھنسا رہا۔دو دن لاشیں واپس نہیں ملیں۔۲۰ سے زاید مردار ہوئے اور ۱۶ سے زاید شدید زخمی ہوئے۔تین گاڑیاں تباہ،کچھ قیدی پکڑے گئے،دوگاڑیاں اور اسلحہ غنیمت بھی ہوا۔

(باقی صفحہ ۲۳ پر)

''یوم شہدائے صلیب''

سلسبیل مجاہد

پاکستان میں ابرہہ کے لشکر کی ہراول دستہ مرتد فوج کے سالار اکبر کی ہدایت پر اس سال ۳۰ اپریل کو''یوم شہدائے صلیب'' منایا گیا۔ فیصلے کے مطابق یہ دن ہر سال ان ''شہداء'' کی یاد میں منایا جائے گا جنھوں نے ملک وقوم کے لئے اپنی جانیں قربان کی ہیں۔ ان جوانوں کی تعداد (جو ظاہر کی جاتی ہے) ۱۵ ہزار ہے۔ یہ دن خصوصی طور پر ان فوجیوں کے لیے منایا گیا جو سوات سے لے کر شمالی وزیرستان تک جاری جنگ میں اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔ دہشت گردی کے خلاف امریکی جنگ جو کہ پاکستان پر مسلط کی گئی ہے اس میں پاکستانی مرتد فوج نے جس طرح ہراول دستے کا کردار ادا کیا ہے اس کی تعریف وتوصیف کے لیے یہ دن منایا جانا ضروری ہی تھا۔ جس طرح ابراہہ کے لشکر ثانی کی پوری ساکھ داؤ پر لگ چکی ہے اسی طرح اس کا ساتھ دینے والی مرتد فوج کی بھی ساکھ بری طرح تباہ ہو چکی ہے۔ کفار کا ساتھ دیتے ہوئے مسلمانوں پر وحشیانہ بمباری کرنے والے کہاں سے شہید کہلائے جا سکتے ہیں؟ لہٰذا اپنے جرائم پر پردہ دلانے کے لیے، قوم کو مزید ایک نئی ''ڈوز'' دینے کے لیے اور ہمدردی کے حصول کے ساتھ ساتھ مرنے والوں کے لواحقین کو مطمئن کرنے کے لیے اس دن کی ضرورت محسوس کی گئی جو کہ خود بھی تذبذب کا شکار ہیں کہ مرنے والوں کا شمار کس گروہ میں ہے؟

یہ جذباتی وار ایک ایسے مرحلے پر کیا گیا جبکہ معرکہ حق و باطل کی صورت حال واضح ہو چکی ہے اور لوگوں کے لیے فوج کا یہی سیاہ ترین کام کافی ہے کہ وہ کافروں کے ساتھ کھڑی ان لوگوں کا مقابلہ کر رہی ہے جو کہ اپنا سب کچھ اللہ کی راہ میں قربان کر چکے ہیں۔ جو اعلائے کلمۃ الحق کی خاطر اذیتوں کا شکار ہیں، جنہیں دہشت گرد قرار دے کر خود مرتد فوج کے افسران اپنی جیبیں بھرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں

الَّـذِيْـنَ آمَنُواْ يُقَاتِلُونَ فِيْ سَبِيْلِ اللّهِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُواْ يُقَاتِلُونَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوتِ (سورہ النساء آیت ۷۶)۔

''جو ایمان والے ہیں وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور جو کافر ہیں وہ طاغوت کی راہ میں لڑتے ہیں''۔

صلیبی لشکروں کے مددگار کس کی راہ میں لڑ رہے ہیں؟ اس کا جواب واضح اور نہایت ہی آسان ہے کہ یہ سب امریکی مفادات کے آگے اپنا تن من دھن لگائے بیٹھے ہیں، صلیبیوں کی چاکری نے ان کی غیرت وحمیت ختم کر دی ہے تاہم پاکستان ایک اسلامی ملک ہے اور اس کی تنخواہ دار فوج بھی ایمان، جہاد اور تقوی کا موٹو رکھتی ہے اس لیے جنگ چاہے کوئی بھی ہو، مقاصد کافروں کی کامیابی ہی کیوں نہ ہو، گردن پر مسلمانوں کا خون ہی کیوں نہ ہو، یہ فوج کفار کے لشکر کی پاسبان ہی کیوں نہ ہو، اپنی ماؤں بیٹیوں کو کافروں کے حوالے ہی کیوں نہ کرتی ہو، مرجانے پر شہید ہی کہلائی جائے گی اور اس کے مقابل آنے والے مسلمان، حافظ قرآن، اللہ کی راہ میں لڑنے والے مجاہدین دہشت گرد ہوں گے جن کی جانوں کا کوئی افسوس نہ ہوگا بلکہ افسوس تو ان جانوں کا بھی نہیں ہے جو کہ ڈرون حملوں میں بے گناہ شہید کر دیے جاتے ہیں اور اپنے جرائم پر پردہ ڈالنے کے لیے ڈرون ٹکنالوجی مانگتے رہتے ہیں تا کہ یہ فریضہ بھی خود ہی انجام دے دیں۔ شاعر نے اِنہی ''پیشہ ور قاتلوں'' کی ''مدح سرائی'' ان الفاظ میں کی

جن کے جبڑوں کو اپنوں کا خوں لگ گیا
ظلم کی سب حدیں پاٹنے آ گئے

اور مرگِ بنگال کے بعد بولان میں
شہریوں کے گلے کاٹنے آ گئے

جیسے برطانوی راج میں گورکھے
باغیوں پہ ستم عام اُن کے بھی تھے

جیسے سفاک گورے ویت نام میں
حق پرستوں پہ الزام اُن کے بھی تھے

تم میں اور اُن میں فرق تو نہیں
رائفلیں، وردیاں، نام اُن کے بھی تھے

آج تم نے سرحد سے پنجاب ومہران تک
یہ مقتل سجائے ہیں کیوں 'غازیو'؟

اتنی غارت گری کس کی ایما پہ ہے
کس کے آگے ہو تم سرنگوں 'غازیو'؟

کس شہنشاہِ عالی کا فرمان ہے؟
کس کی خاطر ہے یہ کشت وخوں 'غازیو'؟

راولپنڈی میں بنائی جانے والی ''یادگار شہدا'' بھی ایک مضحکہ خیز کاوش ہے...... کوئی بتائے کہ یہ کیسے اور کس راہ کے ''شہید'' ہیں کہ جن کی ''یادگار'' پر آ کر صلیبیوں کے سردار بھی حاضری دیتے ہیں!!!۔ ۳۱ اکتوبر ۲۰۰۹ کو امریکی وزیر خارجہ خارجہ ہیلری کلنٹن نے دورہ پاکستان کے دوران ''یادگار شہدا'' پر پھولوں کی چادر چڑھائی۔ ۲۲ جنوری ۲۰۱۰ کو امریکی وزیر خارجہ رابرٹ گیٹس نے پاکستان کے دورے کے دوران ''یادگار شہدا'' پر چادر چڑھائی۔ کوئی ہے آنکھیں، عقل اور دماغ رکھنے والا کہ دیکھے، سوچے اور سمجھے!!!

حدیث کا مفہوم ہے کہ ایک شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد کے بارے میں پوچھا اور کہنے لگا ایک شخص اپنا بہادری دکھانے کے لیے لڑتا ہے اور ایک شخص [قومی] غیرت کی وجہ سے لڑتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف سر مبارک اٹھایا کیونکہ وہ کھڑا ہوا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اس لیے لڑے تا کہ اللہ تعالی کا کلمہ بلند ہو جائے بس وہی اللہ کے راستے میں ہے (صحیح مسلم)۔ اب جو شخص ایسے ''جہاد'' کی نذر ہو گیا کہ جو سراسر امت مسلمہ پر صلیبی یلغار کا حصّہ ہے تو ایسا شخص مردار ہونے کے بعد کس ''زمرۂ شہدا'' میں جائے گا؟ اس کے بارے میں ہر صاحب عقل فیصلہ کر سکتا ہے۔

یہود ونصاریٰ کے لشکروں کے لیے ''فرنٹ لائن اتحادی'' کا کردار نبھانے والے، امت کے خلاف صلیبی جنگ میں ''صف اول کے اتحادی''، کس قدر بے شرمی اور بے غیرتی سے ''شہید شہید'' اور ''یوم شہدا'' کا راگ الاپ رہے ہیں۔ یوٹیوب پر موجود میجر افضال ''شہید''

کی ویڈیو اِن کمینہ صفت فوجیوں کی ''شہادت'' کو پردہ چاک کیے دے رہی ہے۔ میجر افضال سوات میں مجاہدین کے ہاتھوں مردار ہوا۔اس ویڈیو میں اُس کی ماں کہتی ہے'' وہ ایک احمدی ماں کا احمدی بیٹا تھا،اور مجھے اُس کی شہادت پر فخر ہے''۔اُس کی بہن کہتی ہے'' ایسی شہادتیں تو احمدیت کے سر کا تاج ہیں''۔یہ ہے ناپاک فوج کی ''شہادتوں'' کی حقیقت!!!

موجودہ صلیبی جنگ میں مجاہدین کے ہاتھوں پاکستانی فوج کے افسروں و سپاہیوں کی ہلاکتوں کو چھپانے کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے۔ان ہلاکتوں کے بارے میں اصل صورت حال کا اندازہ صرف اس ایک خبر سے لگایا جا سکتا ہے''ضلع چکوال کے ہر گاؤں کے قبرستان میں کم از کم ایک قبر پاکستانی فوج کے ہلاک ہونے والے فوجی کی ہے۔ چیف ایڈمنسٹریٹر چکوال طارق بخشی کے مطابق ضلع چکوال میں فوجیوں کی قبروں کا کل رقبہ ۶.۵۲۴ مربع کلومیٹر بنتا ہے''(روزنامہ نوائے وقت :۱۹ مئی ۲۰۱۰)۔یاد رہے کہ یہ صرف ایک ضلع کے احوال ہیں......

یوم منانا موجودہ دور کی روایات میں سے ایک ہے۔ یوم کسی نہ کسی معرکہ، کارنامے اور تاریخی حوالے کی یاد میں منائے جاتے ہیں تاکہ اگلی نسلوں تک یہ کارنامے منتقل ہو سکیں اور ان کی یاد ہمیشہ تازہ ہوتی رہے۔لیکن یہ یوم شہداء کون سا دن ہے جس میں غیرت، حمیت، ایمان ہر بات کا سودا کر کے اپنی جان، مال، عزت و آبرو تک کو بیچ ڈالا گیا ہے۔اپنے صلیبی آقاؤں کے مفادات کے لیے جانیں گنوانے والے اللہ کی نظر میں کس صف میں کھڑے ہیں؟اس کا جواب سورۃ النساء کی ۷۶ آیت کے علاوہ غزوۂ احد میں ہونے والے اس مکالمہ سے بھی ملتا ہے جس میں ابوسفیان (جو اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے) نے حضرت عمر فاروقؓ سے یہ کہہ کر کیا تھا کہ آج کی جنگ میں غزوہ بدر کا بدلہ لیا گیا ہے اور ہم اور تم آج برابر ہو گئے ہیں۔ابوسفیان کے مطابق لڑائی ڈول ہے۔جس پر حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ ''برابر نہیں، ہمارے مقتولین جنت میں اور تمہارے مقتولین جہنّم میں''۔تاریک راہوں میں مارے جانے والے یہ افراد کس کا ساتھ دیتے ہوئے جہنّم کا سودا کر رہے ہیں، یہ سوال جواب طلب ہے۔کیوں کہ ابھی معرکہ انجام تک نہیں پہنچا ہے۔اگر صلیبیوں کے لشکروں کا ساتھ دینے والوں کا مسلمان ہونے کی وجہ سے تمغۂ شہادت دیا جا رہا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ صلیبی لشکروں میں مرنے والوں کو بھی اسی اعزاز سے نواز دیا جائے آخر کو پڑوسی ملک بھارت بھی اپنے فوجیوں کو مرنے پر شہید کے اعزاز سے نوازتا ہے۔

اصل یوم شہداء تو یـوم یـقـوم الاشـهـاد ہوگا، جب سید الشہداء حضرت حمزہؓ کی پیروی کرنے والے اور شیطان کی فوجوں کا ساتھ دینے والے علیحدہ علیحدہ شناخت رکھتے ہوں گے۔فی الحال تو ان مجاہدین، مہاجرین، شہداء اور غازیوں کے لیے تعذیب ہے، عقوبت خانے ہیں، اذیتیں ہیں اور دہشت گردی کے طعنے ہیں اور یہی وہ تمغے ہیں جنھیں سجائے وہ روزِ آخر اللہ کے انعامات کے حق دار ہوں گے۔ یوم منانے سے اگر کسی کی ساکھ بہتر ہو سکتی ہے تو وہ ہر روز یوم منائے کیونکہ اب یوم منانے کے لیے ہماری تاریخ میں کارنامے و معرکے نہیں، جھوٹے وعدے، بے غیرتی، حب دنیا، ایمان کا سودا، حمیت کی نیلامی جیسے کارنامے ہیں۔ایسے تمام یوم منائیں اور ان کی مبارک بادیں بھی وصول کریں کیونکہ اصل میں ان کے دامن میں ذلت و رسوائیوں کے سوا کچھ نہیں، اجنبی، مہاجر، مسافر مجاہدین کو شہید کرنے والے، ان کو کفار کے حوالے کر کے اپنی جیبیں بھرنے والے مرتدین کو''یوم شہدائے صلیب'' مبارک ہو۔قیامت کے دن ہر شخص اس کے ساتھ اٹھے گا جس سے اس نے محبت کی ہوگی اور یہاں تو معاملہ محبت سے بھی آگے جا چکا ہے۔حزب اللہ اور حزب الشیطان کے لشکروں کے اپنے اپنے انجام ہیں۔ اللہ نے تو قرآن مجید میں صراحت سے فرمادیا ہے کہ'' مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کا اپنا دوست نہ بناؤ کیا تم اپنے اوپر خدا کا صریح الزام لینا چاہتے ہو؟''(سورہ النساء آیت ۱۴۴)

☆☆☆☆☆

بقیہ: شمالی وزیرستان آپریشن......امریکہ کا اپنے غلاموں سے ایک اور تقاضا

مجاہدین نے پیش بندی کے طور پر شمالی وزیرستان میں فوج کو متنبہ کرتے ہوئے دھمکی دی ہے کہ وہ صبح سات سے شام سات بجے تک علاقے میں نقل و حرکت بند کر دے۔ طالبان کی جانب سے جاری ایک بیان میں اس فیصلے کو فوج کی جانب سے گزشتہ دنوں قبائلیوں کو پمفلٹس کے ذریعے شدت پسندوں کی مدد سے باز رہنے کی مبینہ اپیل کا جواب قرار دیا گیا ہے تاہم فوج ایسے کسی دستی پیغام کی تقسیم سے انکار کرتی ہے۔طالبان کی جانب سے ذرائع ابلاغ کو بھیجے گئے ایک صفحے کے بیان میں کہا گیا ہے کہ'' گیارہ مئی سے صبح سات سے شام سات بجے تک فوج اور ملیشیا کے لیے کرفیو کا نفاذ رہے گا۔اس دوران کوئی بھی فوجی گاڑی یا فوجی اہلکار سڑک یا کسی بھی چیک پوسٹ پر نہیں آئے گا۔خلاف ورزی کرنے والے کی سزا موت ہوگی''۔

یہ تو ابتدا ہے، جب باقاعدہ میدان سجے گا تو صلیبیوں کے ''فرنٹ لائن سورماؤں'' کو اُن مجاہدینِ اسلام کا سامنا کرنا ہوگا جو افغانستان میں امریکہ و نیٹو اتحادیوں کے لیے لوہے کے چنے ثابت ہوئے ہیں۔اللہ کے جن بندوں کا مقابلہ ان غلاموں کے صلیبی آقا نہ کر سکے تو بھلا پھر یہ غلام فطرت، غیرت و ایمان سے عاری پاکستانی فوج اُن کے سامنے کیا حیثیت رکھتی ہے!!! مجاہدین اسلام اللہ عزوجل کی مدد سے یہود و نصاریٰ کے لشکروں کو بھی مات دے رہے ہیں اور سوات، جنوبی وزیرستان، باجوڑ، خیبر، اورکزئی، کرم، مہمند اور دیگر علاقوں میں پاکستانی فوج پر بھی کاری سے کاری ضربیں لگاتے رہیں گے۔ان مجاہدین کو زیر کرنے، شکست دینے اور ختم کر دینے کے دعوے کرنے والے عناصر اپنی ان شیطانی خواہشات اور حسرتوں سمیت نابود ہو جائیں گے۔ان شاء اللہ

☆☆☆☆☆

''روس اور امریکہ ہمیں کہتے ہیں کہ ہم انتہا پسند ہیں، حالانکہ ہم تو امتِ وسط ہیں اور اسلام ہمیں اعتدال کا درس دیتا ہے۔اسلام تو کسی افراط و تفریط کا قائل نہیں۔البتہ اعتدال کیا ہے، اس کا تعیّن وہی شخص کرے گا، جو دینِ اسلام کے احکامات کا علم رکھتا ہو۔ یہ کفار کون ہوتے ہیں ہمیں اعتدال کے معنی بتانے والے؟؟؟''

(امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ)

پاکستان کا نظام تعلیم اور امریکہ کی غیر معمولی دلچسپی

سید عمیر سلیمان

کسی بھی معاشرے کا تعلیمی نظام اُس معاشرے کی دینی، اخلاقی اور فکری تعمیر میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ تعلیمی نظام ہی نئی نسل کی ذہن سازی کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ۱۸۵۷ کی جنگ آزادی کے بعد جب انگریز کا برصغیر پر مکمل قبضہ ہو گیا تو انگریز نے اسلامی تعلیمی نظام کو مکمل طور پر ختم کر کے اپنا تعلیمی نظام رائج کیا۔ انگریز نے انتہائی سوچ سمجھ کر ایسا تعلیمی نظام مرتب کیا جو مسلمان قوم کو ذہنی طور پر ان کا غلام بنا دے۔ برصغیر کے علمائے اسلام نے انگریزی نظام تعلیم کی مخالفت کی اور انگریزی کو حرام قرار دیا۔ سر سید احمد خان مسلمانوں کی طرف سے پہلا لیڈر تھا جس نے نا صرف انگریزی زبان بلکہ پورے انگریزی نظام تعلیم کی حمایت کی اور صرف حمایت ہی نہیں کی بلکہ اس کو ہی مسلمانوں کی ترقی کا ذریعہ بتایا۔ علی گڑھ تحریک کا مقصد ہی مسلمانوں کو انگریزی نظام تعلیم میں شریک کرانا تھا۔ دوسری طرف انگریز نے بھی ایسے اقدامات کیے کہ برصغیر کے عوام انگریزی تعلیم حاصل کرنے پر مجبور ہو جائیں۔ سرکاری ملازمتوں کے لیے انگریزی ضروری قرار دے دی گئی۔ اسی طرح انگریز اور اس کے چند غلام مسلمانوں کی کوششوں سے برصغیر کے مسلمان آہستہ آہستہ انگریزی نظام تعلیم میں دھنستے چلے گئے اور مسلمانوں کی ہر نئی آنے والی نسل کی فکری غلامی میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔

۱۹۴۷ میں انگریز برصغیر سے خود تو چلا گیا لیکن اپنے پیچھے اپنا نظام چھوڑ گیا۔ نئے پاکستان کے نظام نے بھی ملک میں انگریزی نظام تعلیم کو ہی قائم رکھا۔ موجودہ نظام تعلیم کے بانی لارڈ میکالے نے یہ نظام مرتب کرتے وقت کہا تھا کہ میں ایسا نظام بناؤں گا کہ یہ لوگ نام کے تو مسلمان ہوں گے لیکن سوچ، فکر اور تمدن کے لحاظ سے مکمل طور پر ہمارے غلام ہوں گے۔ آج دیکھا جائے تو اس کی بات ہر لحاظ سے پوری ہوتی نظر آتی ہے۔ موجودہ تعلیمی نظام سے نکلنے والا ہر شخص مغرب سے مرعوب اور مادہ پرست ہو جاتا ہے اور ہر چیز کو اپنی عقل پر پرکھنا شروع کر دیتا ہے۔ اور یہی بنیادی خاصہ ہے اس نظام تعلیم کا کہ یہ وحی سے کُلی طور پر انکاری ہے اور ہر بات اور ہر کام کو تجربے اور مشاہدے کی بنا پر مانتا ہے جبکہ کوئی بھی شرعی تعلیمی نظام' نظام وحی کے سامنے عقل اور منطق کو سپر انداز کر دیتا ہے۔ ظلم تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وجود اور اسلامی احکامات کو بھی عقل اور سائنس سے ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ آج کل بڑے بڑے دینی جرائد میں نماز، وضو کے سائنسی فوائد بیان کیے جا رہے ہیں۔ گویا اب سائنس ثابت کرے گی کہ اسلام حق ہے یا نہیں!!!

رائج الوقت تعلیمی نظام کے مسلمانوں کی اخلاقی تباہی اور اسلامی سے دوری میں بنیادی کردار کے سبب دنیائے کفر امت مسلمہ میں اس نظام کی زیادہ سے زیادہ ترویج کے لیے کوشاں ہے۔ عالم کفر کا سردار امریکہ بھی اسی وجہ سے پاکستان میں تعلیم کو عام کرنے کے لیے ہر قسم کی امداد مہیا کر رہا ہے۔

امریکہ نے پاکستان کے قیام سے لے کر ۲۰۰۲ تک تعلیم کی مد میں پاکستان کو کل ۷.۹ ارب ڈالر دیے۔ اس کے علاوہ ۱۹۵۰ میں پشاور یونیورسٹی اور ۱۹۵۵ میں آئی بی اے کراچی بھی امریکہ کے تعاون سے قائم کیے گئے۔ ۲۰۰۱ میں افغانستان میں امریکی یلغار کے بعد امریکہ کی طرف سے پاکستان کو دی جانے والی امداد میں مزید اضافہ ہو گیا۔

اسلام آباد کے امریکی سفارت خانے کی ویب سائٹ کے مطابق امریکہ کی پاکستان کو دی جانے والی تعلیمی امداد مختصراً کچھ اس طرح ہے:

☆ سال ۲۰۰۲ میں امریکہ نے ایک ۵ سالہ منصوبہ پر دستخط کیے، جس کے تحت پاکستان کو تعلیم، صحت اور معاشی استحکام کے لیے ۱.۵ ارب ڈالر دیے گئے۔ ان میں سے ۸۳ ملین ڈالر ESRA یعنی Education system reform assistance کے لیے تھے، جو پاکستان کے تعلیمی نظام کو بہتر بنانے کے لیے استعمال کیے گئے۔

☆ ۲۶ مئی ۲۰۰۵ کو USAID نے پاکستان کو تعلیم اور صحت کے نظام کی بہتری کے لیے ۱۴۷.۶ ملین ڈالر دینے کا اعلان کیا۔ USAID کے افسران کا کہنا تھا کہ اُن کی زیادہ توجہ تعلیم کی طرف ہو گی۔

☆ ۲۴ جولائی ۲۰۰۶ کو امریکی اور پاکستانی حکومتوں کے درمیان ۶۲.۷ ملین ڈالر کے معاہدے پر دستخط ہوئے، جو کہ امریکہ پاکستان کے تعلیمی نظام کو بہتر بنانے کے لیے دے گا۔ ان میں سے ۴۰ ملین ڈالر فاٹا میں سکولوں کی تعمیر کے لیے مختص تھے۔

☆ ۲۰۰۶ میں USAID نے وادیٔ الائی میں زلزلہ زدگان کے لیے ۵۰ سکول تعمیر کرائے۔

☆ ۲۰۰۶ میں پاکستان اور امریکہ کے درمیان' پاکستان کی تعلیمی بہتری کے لیے ۱۰۰ ملین ڈالر کا معاہدہ ہوا۔

☆ ۳ مارچ ۲۰۰۷ کو UNESCO اور Federal Department of education (FBE) کے درمیان معاہدہ طے پایا۔ جس کے تحت پاکستان کو اساتذہ کی تربیت کے لیے ۳.۴ ملین ڈالر دیے گئے۔

☆ اپریل ۲۰۰۷ کو ٹوکیو میں ہونے والی ڈونرز کانفرنس میں پاکستان میں تعلیم کے لیے ۱ ارب ڈالر مختص کیے گئے۔

☆ جولائی ۲۰۰۷ کو امریکہ ایجنسی USAID اور سندھ وزارت تعلیم نے ایک یادداشت پر دستخط کیے، جس کے تحت USAID سندھ کے ۱۳۰۰۰۰ اساتذہ کی تربیت کے لیے ۹۰ ملین ڈالر دے گی۔ اس امداد کے ضابطے جنہیں ED-LINKS کا نام دیا

گیا، سندھ کے ۴۰۰۰ سکولوں میں لاگو کیے جائیں گے۔ اس سے پہلے ED-LINKS نے آغا خان یونیورسٹی کے مختلف شعبہ جات کے ۱۲۵ سربراہ اساتذہ کے ساتھ بھی رابطے کیے۔

☆ سال ۲۰۰۷ میں ۲۶۵ ملین ڈالر اساتذہ کی تربیت اور ۸ ہزار سکولوں کی تعمیر کے لیے مختص کیے گئے۔

☆ ۲۴ اپریل ۲۰۰۸ کو USAID اور وفاقی وزارت تعلیم نے ۹۰ ملین ڈالر کا ایک پروجیکٹ شروع کیا، جس کا مقصد پاکستان میں بنیادی تعلیمی نظام کو مضبوط بنانا تھا۔

☆ ۲۶ مارچ ۲۰۰۹ کو امریکی سفیر این ڈبلیو پیٹرسن نے پری کورس ٹیچر پروگرام کے تحت ۵۷ ملین ڈالر دینے کا اعلان کیا۔ اس رقم سے پاکستان کی ۱۵ یونیورسٹیوں اور ۵۷ کالجوں کے اساتذہ کو تربیت دی جائے گی۔

☆ ۷ اگست ۲۰۰۹ کو اسلام آباد میں USAID کی جانب سے منعقدہ ایک تقریب میں پاکستان کو اساتذہ کی تربیت کے لیے ۱.۲ ملین ڈالر دینے کا اعلان کیا گیا۔

☆ ۲۹ اکتوبر ۲۰۰۹ کو ہیلری کلنٹن نے جی سی یونیورسٹی لاہور میں تقریر کے دوران HEC کو ۴۵ ملین ڈالر دینے کا اعلان کیا۔ یہ امداد یونیورسٹی کی توسیع کے علاوہ خصوصی طور پر جنوبی پنجاب، سرحد اور فاٹا کے طلبہ کے لیے تھی۔

☆ پشاور کے ۱۸۷ سکولوں کو امریکی حکومت کی طرف سے امداد دی گئی۔

☆ تقریباً ۱۹۴۵ پاکستانی طلبہ فل برائٹ سکالرشپ کے تحت امریکہ سے تعلیم حاصل کر چکے ہیں۔

فل برائٹ سکالرشپ، جس کے تحت پاکستانی طلبہ امریکہ سے تعلیم حاصل کرتے ہیں، کے لیے جو خاص میرٹ ہوتا ہے، فاٹا کے طلبہ اُس سے مستثنیٰ ہیں۔ یعنی فاٹا کے طلبہ اگر اس میرٹ پر پورے نہ بھی اترتے ہوں تو اُنہیں امریکہ کا سکالرشپ دیا جاتا ہے۔

امریکہ موجودہ تعلیمی نظام کی ترویج اور استحکام کے ساتھ ساتھ وقتاً فوقتاً اس میں اپنی پسند کی ترامیم بھی کرتا ہے۔ اس مقصد کے لیے نصاب میں بعض بنیادی تبدیلیاں کی گئی ہیں۔ جیسے اسلامیات میں سے جہادی آیات اور اسباق نکال کر صلح حدیبیہ اور ''غیر مسلموں سے حسن سلوک'' وغیرہ کے مضامین زیادہ سے زیادہ ڈالے گئے ہیں۔ تاکہ نئی نسل میں کفار سے نفرت کی بجائے رواداری اور بھائی چارہ کے جذبات پیدا کیے جائیں۔ امریکہ نے مدارس کے تعلیمی نظام میں بھی مداخلت کی اور پاکستانی حکومت پر مدارس کے نصاب کو تبدیل کرنے کے لیے مسلسل دباؤ ڈالتا رہا۔

خواتین کی تعلیم پر بھی خصوصی توجہ دی گئی۔ خاص طور پر سوات اور قبائلی علاقوں میں ترجیحاً لڑکیوں کے سکول قائم کیے گئے۔ تاکہ وہاں بھی بے پردگی اور فحاشی کو فروغ دیا جا سکے۔ یہاں یہ بات واضح رہنی چاہیے کہ مسلمان خواتین کو گھر کی چار دیواری سے باہر نکالنے اور بے پردگی عام کرنے میں لڑکیوں کی تعلیم کا بنیادی کردار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لڑکیوں کے سکولوں کی تباہی پر ساری دنیا کا میڈیا ایک طوفان کھڑا کر دیتا ہے۔

امریکہ کی دوسرے ممالک کو امداد دینے والی ایجنسی USAID نے پاکستان میں تعلیمی نظام کے حوالے سے باقاعدہ ایک شعبہ قائم کر رکھا ہے۔ جس کا مقصد پاکستان کے تعلیمی نظام پر نظر رکھنا اور اُس میں حسب ضرورت تبدیلی کے لیے ضابطے وضع کرنا ہے۔ USAID نے پاکستان کی تعلیمی نظام کی ترقی کے لیے جو اقدامات کیے، وہ USAID کی ویب سائٹ پر کچھ اس طرح بیان کیے گئے ہیں:

☆ USAID کی کوششوں سے ۹۰۰۰۰۰ بچے سکول جانے کے قابل ہوئے۔

☆ ۳۰۰۰ تعلیمی سربراہان اور ۱۲۰۰۰ سے زاید اساتذہ کو تعلیمی معیار کو بہتر بنانے کے لیے تربیت دی گئی۔

☆ USAID نے مختلف سکول لائبریریوں کو ۱۰۰۰۰۰ سے زاید کتب، سکول بیگ، کمپیوٹر اور ٹیچنگ کٹس مہیا کیں۔

☆ ADULT LITERACY PROGRAMME (تعلیم بالغان پرگروام) کے تحت ۲۵۰۰ خواتین کو بنیادی حساب اور زبان سکھائی گئی۔

☆ USAID نے پاکستان میں مالی امداد کے ۶ دفاتر اور سکالرشپ پروگرام شروع کیے، جن سے ۱۵۰۰ طلبہ نے فائدہ اٹھایا۔ پاکستان کی ۳۴ یونی ورسٹیوں اور تحقیقاتی اداروں کو امداد دی گئی۔ جس سے ۱۴۰۰ تحقیق دانوں نے فائدہ اٹھایا، جن میں سے ۴۵ فیصد خواتین ہیں۔ اس کے علاوہ ۸۹ نئے تربیتی پروگرام شروع کیے گئے۔

☆ فل برائٹ سکالرشپ دیا گیا، جس سے ۱۸۲ طلبہ نے فائدہ اٹھایا، جن میں سے ۸۷ خواتین ہیں۔

☆ USAID نے جاپانی سفارت خانے کے ساتھ مل کر فاٹا میں ۱۳۰ سکول قائم کیے۔

ان اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ امریکہ پاکستان میں تعلیم کے پھیلاؤ کے لیے کس قدر کوشاں ہے۔ سوال یہ ہے کہ دنیائے کفر کا سردار مسلمانوں کی تعلیم کے بارے میں اس قدر فکر مند کیوں ہے؟؟؟ وجہ صاف ظاہر ہے کہ وہ مسلمانوں کی نئی نسل کو اپنے رنگ میں رنگنا چاہتا ہے۔ اسی سبب امریکہ کی امداد کے زیادہ تر منصوبے اساتذہ کی تربیت کے حوالے سے ہوتے ہیں۔ اساتذہ کو نا صرف تربیت دی جاتی ہے بلکہ پیسے بھی فراہم کیے جاتے ہیں اور امریکہ کے دورے بھی کرائے جاتے ہیں۔ ایسے اساتذہ امریکی نظام سے مرعوب اذہان لے کر واپس آتے ہیں اور نئی نسل کے اذہان میں بھی امریکی غلامی کے بیج بوتے ہیں۔ اس کے علاوہ امریکی تعلیمی منصوبوں میں سرحد اور قبائلی علاقوں کو خاص توجہ دی جاتی ہے کیونکہ ان علاقوں میں بسنے والوں کی دین کے ساتھ وابستگی مثالی ہے۔ دوسرا قبائلی علاقوں میں پاکستانی افواج آپریشن بھی کر رہی ہیں...... ایسے منصوبوں کا مقصد قبائلی نوجوانوں کو دین سے دور کرنا اور وہاں پر ہونے والے آپریشنوں کے لیے رائے ہموار کرنا ہے۔

☆☆☆☆☆

بجلی کا مصنوعی بحران اور اس کا حل

محمد نوید

عوام یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ آخر مارچ اپریل کے مہینوں میں ۱۸ گھنٹوں کی لوڈ شیڈنگ کی کیا تک ہے جبکہ انہوں نے ابھی تک اے سی کا استعمال بھی شروع نہیں کیا۔حکومت کے بقول اس سال بجلی کی طلب میں شدید اضافہ ہوگیا ہے اور وہ ۱۵ہزار میگاواٹ تک جا پہنچی ہے۔حیرت ہے کہ پچھلے سال جون کی شدید گرمی میں بھی یہ طلب زیادہ سے زیادہ ۱۵ہزار ۸ سو میگاواٹ تک پہنچ سکی تھی جب پورا پاکستان اے سی اور واٹر کولر چلا رہا تھا۔حد تو یہ ہے کہ شدید سردیوں کی راتوں میں بھی رات ایک بجے بجلی بند کر دی جاتی تھی جبکہ اس وقت تمام گھروں کی بتیاں، پنکھے ،دفاتر، مارکیٹیں اور کمرشل ادارے بند ہوتے تھے۔اسی طرح چھٹی کے دن بھی جب دفاتر، اکثر کارخانے، مارکیٹیں وغیرہ بند ہوتی ہیں بجلی کی لوڈ شیڈنگ میں کسی بھی قسم کی کمی نہیں کی جاتی۔اسی طرح شدید بجلی کے بحران کے دوران ٹی ٹوئنٹی کا فائنل دکھانے کے لیے وزیراعظم کے اسم اعظم کے نتیجے میں یکا یک بجلی تمام بڑے شہروں کے لیے پوری ہوگئی تھی۔ سوات میں درے مارے جانے والی ویڈیو کے نظر عام پر آتے ہی چند دنوں کے لیے لوڈ شیڈنگ کا خاتمہ ہوگیا تا کہ پوری قوم دن رات ٹی وی پر درے مارے جانے کے مناظر سے محظوظ ہوسکے۔اسی طرح شدید گرمی میں بھی رمضان کے مہینے میں بجلی کا بحران یک دم کم ہوجاتا ہے جبکہ عیدوں پر پورے پاکستان میں بجلی میں اس قدر برکت پیدا ہوجاتی ہے کہ پورا ملک جگمگا اٹھتا ہے۔ایسے میں واجبی سی عقل سمجھ رکھنے والا شہری بھی کم از کم اس نتیجے تک پہنچ جاتا ہے کہ'' دال میں کچھ کالا ہے''۔

حکومت اعداد وشمار کے ساتھ بھی بہت خوبصورتی سے کھیلتی ہے۔حکومتی دعووں کے مطابق اس سال مارچ میں طلب ۱۵ہزار میگاواٹ تک جا پہنچی ہے جبکہ پچھلے سال مارچ ہی میں یہ طلب محض ۱۲۰۳۰ ابتائی جارہی تھی۔سوچنے کی بات یہ ہے کہ اس سال آخر ایسی کیا تبدیلی رونما ہوئی ہے جس سے طلب میں تین ہزار میگاواٹ کا یکا یک اضافہ ہوگیا ہے جبکہ معیشت پچھلے سالوں کے مقابلے میں زوال پذیر ہے اور سیکڑوں کارخانے بند ہوچکے ہیں۔ نیز اب بھی موسم اس قدر گرم نہیں ہوا کہ عوام اے سی وغیرہ کا بے دریغ استعمال کر رہے ہوں۔ اسی طرح بجلی کی طلب اور رسد کی خلیج کو بڑھانے کے لیے حکومت نے پیداوار میں پچھلے سالوں کی نسبت خود ہی کمی کر دی ہے۔اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ پاکستان مارچ ۲۰۰۷ میں ۱۱۲۲۷ میگاواٹ بجلی پیدا کر رہا تھا جبکہ موجودہ سال اس کی پیداوار گھٹا کر ۹۱۵۰ میگاواٹ کر دی گئی ہے یعنی دو ہزار میگاواٹ کی خود ساختہ کمی جس کا کوئی حقیقی جواز نہیں ہے کیونکہ حکومت یہ دعویٰ کرتی ہے کہ اس نے گذشتہ دو سالوں کے دوران میں بجلی کی پیداوار میں رینٹل پاور پلانٹس اور دیگر ذرائع کی مدد سے اضافہ کیا ہے۔لہٰذا مارچ کے مہینے میں ۵۰۶۰ میگاواٹ کا شارٹ فال(inflated) یعنی اصل سے کہیں زیادہ بیان کیا جارہا ہے جس کا مقصد ہوشربا لوڈ شیڈنگ کے لیے حکومت کو جواز فراہم کرنا ہے۔

اب اگر حکومتی دعووں کو سچ سمجھ لیا جائے تب بھی لوڈ شیڈنگ کا دورانیہ بجلی کے سرکاری شارٹ فال کی نسبت کہیں زیادہ ہے۔سیدھی سی بات ہے کہ اگر بجلی کا شارٹ فال ۵۰ فیصد ہو تو لوڈ شیڈنگ زیادہ سے زیادہ بارہ گھنٹے کی ہونی چاہیے۔جبکہ سرکاری اعداد وشمار کے مطابق ابھی یہ شارٹ فال تقریباً ۳۵ فیصد ہے تو ایسے میں شہروں میں بارہ سے چودہ گھنٹے اور دیہاتوں میں اٹھارہ سے بیس گھنٹے کی لوڈ شیڈنگ کا کوئی عقلی جواز نہیں۔ یہ بھی واضح رہے کہ ۳۵ فیصد کا یہ شارٹ فال پورے دن پر محیط نہیں بلکہ محض شام چھ سے رات گیارہ بجے کے دوران میں ہوتا ہے۔جبکہ باقی اوقات میں یہ شارٹ فال سرکاری دعوے کے مطابق صرف ۲۳ فیصد ہے۔چنانچہ بجلی کی زیادہ کھپت کے دورانیہ یعنی(Peak-hours) میں زیادہ سے زیادہ لوڈ شیڈنگ کا دورانیہ پانچ گھنٹے سے زیادہ نہیں ہونا چاہیے۔چنانچہ بڑھا چڑھا کر بیان کیے گئے سرکاری اعداد وشمار کے مطابق بھی پورے پاکستان میں زیادہ سے زیادہ لوڈ شیڈنگ آٹھ گھنٹوں سے زاید نہیں ہوسکتی!!!

اس میں کوئی شک نہیں کہ بھارت کی طرف سے پانی چوری کے باعث کسی حد تک پانی اور بجلی کا بحران ہے لیکن یہ بحران اس قدر شدید نہیں جتنا کہ شدید بنا کر اسے پیش کیا جارہا ہے۔آخر اس کا مقصد کیا ہے؟ یہ امر قابل ذکر ہے کہ پاکستان میں یکا یک شدید لوڈ شیڈنگ کا سلسلہ تب شروع ہوا جب امریکہ نے عراق سے اپنی توجہ افغانستان پر دوبارہ مبذول کرنا شروع کی۔امریکہ عراق میں بھی اس قسم کی لوڈ شیڈنگ کے ذریعے عراقی عوام کو بے حال کر چکا تھا اور اس نے افغانستان اور فاٹا کا رخ کرتے ہی اسی پالیسی کو پاکستان میں بھی نافذ کرنا شروع کر دیا۔اسی سال امریکہ اس پالیسی کو بنگلہ دیش میں بھی لے گیا ہے جہاں ہو بہو پاکستان کی طرح کے ایجنٹ حکمران عوام کو اپنے مسائل میں اس حد تک الجھانا چاہتے ہیں کہ عوام امریکہ کی قبائلی علاقے میں جاری جنگ اور پاکستان پر امریکی ایجنسیوں اور پرائیویٹ فوج بلیک واٹر کے راج سے مکمل طور پر بے خبر ہوجائیں۔انہیں اس سے سروکار نہ رہے کہ بلیک واٹر کے اہل کار کیوں اسلام آباد، پشاور، لاہور اور تربت میں کالے شیشوں والی گاڑیوں میں اسلحہ سمیت دندناتے پھر رہے ہیں۔انہیں اس کا بھی پتا نہ چلے کہ درے مارنے والی فلم کس این جی او کے کہنے پر بنائی گئی اور اس کے لیے مارنے اور مار کھانے والی نے کتنے پیسے وصول کیے۔انہیں اس کا ادراک نہ رہے کہ آج اور کز ئی ایجنسی میں کتنے'' دہشت گرد'' مارے گئے اور کل پاکستانی فوج شمالی وزیرستان میں آپریشن کرنے والی ہے۔یہی وجہ ہے کہ اب یہ خبریں بھی آرہی ہیں کہ اگلے پانچ سال تک بجلی کا یہ بحران ختم نہیں کیا جاسکتا۔

(بقیہ صفحہ ۳۱ پر)

قسط اول

تاریخ، سرزمین ہجرت و جہاد: صومالیہ

محمد زبیر

براعظم افریقہ کے مشرقی ساحل پر واقع صومالیہ، دنیا کا واحد ملک ہے جس کی سو فیصد آبادی مسلمان ہے۔ ۶۳۷,۶۵۷ مربع کلومیٹر پر واقع اس ملک کی زیادہ تر زمین ہموار ہے جبکہ ملک کے شمالی علاقے نسبتاً بلند اور سطح مرتفع پر مشتمل ہیں۔ شمالی بلند علاقوں کے سوا سارے ملک میں موسم گرم رہتا ہے۔ شمال مغربی علاقے بارش اور دو دریاؤں جُوبا اور شبیلی کی وجہ سے قابل کاشت ہیں۔ اس وجہ سے یہ علاقے گنجان آباد ہیں۔ ملک کے باقی علاقوں میں زیادہ تر لوگ خانہ بدوشی کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ ملک کے زیادہ تر افراد کا معاش گلہ بانی سے وابستہ ہے۔ اور اسی وجہ سے ملک کو صومالیہ (مویشیوں کا دودھ دوہنا) کہا جاتا ہے۔ ملک کی ایک کروڑ سات لاکھ آبادی میں سے ۸۵ فیصد لوگ قبائلی ہیں۔ یہاں کے چار بڑے قبائل اسحاق، دارود، ہوایئے اور راہنوین ہیں۔

محل وقوع کے اعتبار سے دیکھا جائے تو صومالیہ کے شمال میں یمن اور خلیج عدن واقع ہیں، مشرق میں بحر ہند، شمال مغرب میں جبوتی، جنوب مغرب میں کینیا اور مغرب میں ایتھوپیا کے ممالک موجود ہیں۔ صومالی ساحل براعظم افریقہ کا طویل ترین بحری ساحل ہے۔ مقدیشو صومالیہ کا دارالحکومت ہے۔

صومالیہ عسکری اور تجارتی لحاظ سے دنیا کی اہم ترین بحری گزرگاہ ہے۔ جو یورپ اور مشرق وسطیٰ کو مشرق بعید سے ملاتی ہے۔ یعنی یورپ کو عرب، جنوبی ایشیا اور آسٹریلیا وغیرہ تک پہنچنے کے لیے اس گزرگاہ کا استعمال کرنا پڑتا ہے۔ صومالیہ کے ساحل کے قریب ہی بحیرہ احمر ایک تنگ بحری درّے "باب المندب" کے ذریعے بحیرہ عرب سے ملتا ہے جس پر قبضے کا مطلب عالمی تجارت پر تسلط ہے۔ اپنی اسی تزویراتی اہمیّت کے باعث صومالیہ آج کی طرح ماضی میں بھی صلیبی جنگوں کا مرکز رہا ہے۔

اس خطے کے لوگ فخر محسوس کرتے ہیں کہ اسلام کے پہلے دارالخلافہ مدینہ سے بھی پہلے اسلام کی کرنیں یہاں پہنچیں۔ سنہ 5 نبوی کو مشرکین مکہ کے مظالم سے تنگ آکر سولہ مسلمانوں کا قافلہ حضرت عثمان بن عفانؓ کی قیادت میں یہاں پہنچا، جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت رقیہ ؓ بھی تھیں (اس وقت حبشہ ایک بڑی ریاست تھی جس میں آج کا صومالیہ بھی شامل تھا)۔ یہاں کے بادشاہ نجاشی کے عدل کی وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو اس طرف ہجرت کا حکم دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد ہجرتِ حبشہ کا دوسرا واقعہ پیش آیا جس میں سو کے قریب مسلمان تھے۔ دین اسلام سے متاثر ہو کر بادشاہ نجاشی مسلمان ہو گیا اور یہاں کے لوگ بھی اسلام میں داخل ہونے لگے۔ بعد ازاں یہ اصحاب مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے کیونکہ وہاں پر اللہ تعالیٰ نے دین مبین پر پوری طرح عمل کی سبیل پیدا فرمادی تھی۔ علاوہ ازیں موذنِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بلال حبشیؓ کا تعلّق بھی اسی خطہ سے ہے۔ صومالیہ براعظم افریقہ، بالخصوص مشرقی اور شمالی افریقہ کے لیے باب الاسلام کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہاں کے مسلمان، عرب مجاہدین کے شانہ بشانہ شمالی افریقہ میں شریک جہاد بھی رہے۔

صحابہ کرامؓ کی مدینہ ہجرت کے بعد مسلمان تاجروں اور علما کے ذریعے یہاں اسلام کی اشاعت کا سلسلہ جاری رہا۔ بارہویں اور تیرہویں صدی عیسوی میں یمنی عالم دین شیخ دارود اسماعیل جبرتی ؒ اور عراقی عالم دین شیخ اسحاق بن احمدؒ کی یہاں آمد کے باعث اسلام کی اشاعت کا سلسلہ تیز ہو گیا، ان حضرات کی یہاں شادی کی وجہ سے صومالیہ کے دو بڑے قبیلوں دارود اور اسحاق کی بنیاد پڑی۔ سولہویں صدی تک حبشہ کی ۶۵ فیصد آبادی مسلمان ہو چکی تھی۔ حبشہ کی عیسائی بادشاہت اور چرچ اس صورت حال سے خائف ہو گئے۔ چرچ نے مسلمانوں کو خدا کا دشمن قرار دیتے ہوئے ان کے خلاف صلیبی جنگ چھیڑ دی۔

مسلمان، شیخ احمد بن ابراہیم الغازیؒ کی قیادت میں جہاد کے لیے صف بستہ ہو گئے۔ خلافت عثمانیہ اور عرب مسلمانوں نے یہاں کے مجاہدین کی مدد کی۔ مسلمانوں نے جلد ہی حبشہ کی نصف اراضی پر قبضہ کر کے وہاں "اسلامی امارت عدل" کے قیام کا اعلان کر دیا۔ اسی وقت اس خطہ کے لیے پہلی بار صومال کا لفظ استعمال کیا گیا۔ امارت اسلامی کے قائم ہوتے ہی اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہو گیا۔

عیسائیوں نے پرتگالیوں سے مدد طلب کی اس کے باوجود دو دہائیوں تک اسلامی فتوحات کا سلسلہ جاری رہا۔ احمد بن ابراہیمؒ پرتگالی فوج کے خلاف لڑتے ہوئے ۱۵۴۳ء میں شہید ہو گئے۔ ان کے بعد تحریک جہاد جاری رہی لیکن آہستہ آہستہ پرتگالی غالب آ گئے۔ امارت عدل کے سقوط کے فوراً بعد متعصب عیسائیوں نے لوگوں کو دوبارہ عیسائی بنانے کی تحریک شروع کی۔ لوگوں کو جبراً اسلام کی روشنی سے کفر کے اندھیروں میں دھکیلا جانے لگا، شخصی زندگی میں بھی اسلام پر عمل مشکل بنا دیا گیا، یہاں تک کہ لوگ نماز بھی گھروں میں چھپ کر ادا کرتے تھے۔ حج پر پابندی عائد کر دی گئی، ایتھوپیا میں تو یہ پابندی ۱۹۷۴ء تک جاری رہی۔

اس وقت یورپ میں خلافت عثمانیہ کی پرتگالیوں کے خلاف مہمات جاری تھیں اور مسلمان ویانا تک پہنچ گئے تھے۔ صومالیہ کی طرف نیا محاذ کھل گیا اور بحیرہ احمر بھی مجاہدین خلافت عثمانیہ کی پرتگالیوں کے خلاف جاں نثاری کے مناظر دیکھنے لگا۔

انیسویں صدی کے آخری نصف میں جب خلافت عثمانیہ داخلی وجوہات کی بنا پر مرکز کی جانب سکڑنے لگی تو بدطینت صلیبیوں کی رال پھر سے ٹپکی۔ حرص و ہوس کے پجاری ارض ہجرت پر اس طرح جھپٹے کہ آپس میں بھی دست و گریباں ہو گئے۔ برطانیہ صومالیہ کے

شمالی ساحلی علاقوں پر آ قابض ہوا جو زرعی لحاظ سے زرخیز اور مویشیوں کی افزائش کی وجہ سے مشہور ہیں۔ برطانیہ نے اپنے زیر قبضہ علاقے کو صومالی لینڈ کا نام دیا۔ جنوبی صومالیہ میں دوسری استعماری طاقت اٹلی نے پنجے گاڑ لیے۔ صلیبی تعصب سے پُر اور مال کی حرص میں اندھا فرانس بھی مصر سے نکالے جانے کے بعد جبوتی میں آ بیٹھا تا کہ اس اہم خطہ میں اپنی موجودگی برقرار رکھ سکے۔ بیسویں صدی کے اوائل میں برطانیہ نے صومالیہ کے کچھ علاقے ایتھوپیا اور کینیا کے ہاتھ فروخت کر دیئے۔ یوں یہ زمین پانچ صلیبی ممالک کے درمیان بٹ کر رہ گئی۔

صلیبیوں کے ساتھ ان کی حیا سوز تہذیب بھی اس ارض ہجرت میں آ دھمکی۔ اپنے قبضے کو مستحکم کرنے کے لیے مغربی ملحدانہ نظام تعلیم رائج کیا گیا۔ دینی تعلیم کے حصول کے مواقع مفقود ہو کر رہ گئے۔ دین بیزار افکار کی خوب ترویج ہوئی اس کے ساتھ ساتھ یہاں کے غریب مسلمانوں کو استعمار کی باہمی کشمکش کی آگ بھی سہنا پڑی، عرصہ تک یہ خطہ اٹلی اور برطانیہ کی باہمی جنگ کا میدان بنا رہا۔

مسلمانوں کے بگڑتے عقائد اور دگرگوں صورت حال نے مصر سے فارغ التحصیل عالم دین سید محمد عبداللہ حسنؒ کو پیچھے بیٹھنے نہ دیا۔ انہوں نے محسوس کیا کہ یورپی صلیبی مسلمانوں کے عقائد برباد کر رہے ہیں لہٰذا آزادی کے بغیر دین کی بقا ممکن نہیں۔ انہوں نے برطانوی مقبوضہ علاقے میں علم جہاد بلند کیا۔ ان کے متبعین درویش کہلاتے تھے۔ خلافت عثمانیہ سوڈان اور عرب ممالک نے درویش مزاحمتی تحریک کے ساتھ تعاون کیا۔ اللہ کے ان درویش صفت مجاہدین نے برطانیہ اور اس کے حامی قبائل کے خلاف جوانمردی کا مظاہرہ کیا۔ ۱۹۲۰ء میں برطانیہ نے ان مجاہدین کے خلاف ایک بڑے فوجی آپریشن کا آغاز کیا جس کی وجہ سے مجاہدین اٹلی کے مقبوضہ علاقے تک پھیل گئے۔ یوں یہاں بھی کارروائیوں کا آغاز ہوگیا۔ ۱۹۲۰ء ہی میں سید محمد عبداللہ حسن وفات پا گئے۔ اس کے بعد صومالی مسلمان برطانیہ اور اٹلی کی باہمی جنگ کا ایندھن بنتے رہے۔

جنگ عظیم دوم کے بعد یورپ کا نو آبادیاتی نظام کمزور پڑ گیا۔ جنگ سے شکستہ حال استعماری قوتوں کے لیے پرائے ملکوں پر قبضہ قائم رکھنا مزید ممکن نہ رہا۔ لہٰذا ملکوں کی آزادی کا ایک سلسلہ شروع ہوا۔ اب سوال یہ پیدا ہوا کہ کیا مسلمانوں کو بالکل آزاد چھوڑ دیا جائے کہ وہ اپنی زمینوں میں پھر سے اسلامی نظام حیات نافذ کر لیں؟ اس اندیشے سے نمٹنے کے لیے کفریہ نظام کے صدر دفتر اقوام متحدہ نے ایسی ''دیانت داری'' دکھائی کہ گورے تو ہر ملک سے چلے گئے لیکن اپنا نظام اور تہذیب پیچھے چھوڑ گئے۔ ۱۹۴۹ء میں جنوبی صومالیہ کو مزید ۱۰ سال اٹلی کے زیر سایہ رکھنے کی قرارداد منظور کی گئی اس کے بعد صومالیہ کی آزادی کا اعلان کیا جانا تھا۔ برطانیہ کو بھی کہا گیا کہ وہ دس سال بعد صومالیہ کو آزاد کر دے۔

صومالیہ کی آزادی کی امید بندھتے ہی نیا استعمار امریکہ میدان میں کود پڑا۔ امریکہ نے صومالیہ کو ایتھوپیا میں ضم کرنے کا مطالبہ کیا، اس طرح ایتھوپیا کی رسائی سمندر تک ہو جاتی اور بدلے میں ایتھوپیا امریکہ کو یہاں اپنا فوجی اڈا بنانے کی اجازت دیتا۔ تا کہ عالمی تجارت پر امریکی اجارہ داری قائم ہو سکے۔

بہر حال یکم جولائی ۱۹۶۰ء کو برطانوی اور اطالوی مقبوضہ صومالیہ کی آزادی کا اعلان کر دیا گیا۔ انگریز تو چلا گیا لیکن اپنے پیچھے فساد چھوڑ گیا۔ شمالی صومالیہ کے لوگ عرصہ دراز سے برطانوی نظام تعلیم کے تحت تربیت پا رہے تھے۔ ان کے ہاں قانون برطانوی تھا۔ جبکہ جنوبی صومالیہ پر اطالوی اثرات غالب آ چکے تھے۔ لہٰذا جن سیکولر عناصر کو انگریز نے اقتدار تھمایا وہ اس بات پر دست و گریباں ہو گئے کہ آیا ملک میں برطانوی قانون نافذ ہو گا یا اطالوی۔ یہ اختلاف بڑھتے بڑھتے خانہ جنگی میں تبدیل ہو گیا۔ اور مقدیشو کی گلیاں پھر سے خون آلود ہو گئیں۔

۱۹۶۹ء میں میجر جنرل صیاد برے نے اقتدار سنبھال لیا جو کمیونزم کی طرف مائل تھا۔ اس نے روس کے ساتھ تعلقات قائم کیے۔ یوں یہ خطہ امریکی سرمایہ دارانہ نظام اور روسی کمیونزم کی باہمی لڑائی کا اکھاڑا بن گیا۔ جو سرد جنگ ان دونوں ممالک کے درمیان عشروں جاری رہی اس کا خمیازہ ویت نام، صومالیہ وغیرہ جیسے غریب ممالک کی عوام کو تو بھگتنا پڑا لیکن کبھی بھی لڑائی ان دونوں ممالک کی ذاتی حدود تک نہ پہنچی۔ ۱۹۷۰ء سے صومالیہ کو روس کی فوجی امداد کا سلسلہ شروع ہوا۔ جس کی شہ پر ۱۹۷۷ء میں صومالیہ نے ایتھوپیا پر اپنے مقبوضہ علاقہ کی بازیابی کے لیے حملہ کر دیا۔ حیرت کی بات یہ کہ ایتھوپیا کو بھی اسلحہ کی فراہمی روس ہی کی طرف سے ہو رہی تھی۔ اس صورت حال سے نالاں جنرل صیاد نے روس کے ساتھ تعلقات منقطع کر دیئے۔ امریکہ نے موقع ملتے ہی صومالیہ کے لیے اپنی امداد کے دروازے کھول دیئے۔ ۱۹۸۰ء سے ۱۹۹۰ء کے دوران میں امریکہ نے ۴۰۳ ملین ڈالر کی فوجی امداد صومالیہ کو دی۔ سبحان اللہ! جس ملک کے عوام عشروں سے خانہ جنگی کی کیفیت میں مبتلا تھے، جہاں بھوک و افلاس ناچ رہی تھے وہاں کے لیے امن کے اس عالمی پیامبر نے دیا بھی تو کیا!! ۱۹۸۸ء میں داخلی بدامنی کے باعث قبائل اور حکومت کے درمیان جنگ چھڑ گئی۔ ۵۰ ہزار کے قریب لوگ مارے گئے ہزاروں مظلوم قحط کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔ لاکھوں کو کینیا، ایتھوپیا اور جبوتی میں پناہ گزین ہونا پڑا۔ بالآخر ۱۹۹۰ء میں صیاد مستعفی ہو گیا اور اس کے حامیوں کو ملک بدر کر دیا گیا۔ لیکن فروری ۱۹۹۱ء میں ہوایئے قبیلے سے تعلّق رکھنے والے علی مہدی محمد کی عبوری حکومت بنتے ہی فوجی سربراہ کیپٹن جنرل فرح عدید نے اس کی مخالفت کرتے ہوئے اپنی متوازی حکومت قائم کر لی۔ مقدیشو پھر سے جنگ کی چکی میں پسنے لگا۔ مارچ ۱۹۹۲ء تک ۱۴ ہزار افراد مارے گئے۔

موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے امریکہ خود صومالیہ آ دھمکا۔ دسمبر ۱۹۹۲ء کو امریکی صدر جارج بش نے اپنی قوم سے خطاب میں "آپریشن بحالیٔ اُمید" کا اعلان کیا۔ آپریشن کے مقاصد میں صومالی عوام کو خوراک کی فراہمی اور خطے کو ہتھیاروں سے پاک کرنا شامل تھا (یہ وہی ہتھیار تھے جو امریکہ اور روس نے اپنے ذاتی مفادات کے لیے فراہم کیے تھے)۔ اقوام متحدہ نے اس آپریشن کے لیے لائسنس جاری کیا اور کچھ عرصہ میں پاکستان سمیت ۲۴ ممالک کے ۲۸ ہزار فوجی امریکی سربراہی میں صومالیہ پہنچ گئے۔ غریب صومالی عوام کے ان مددگاروں کو "امن فوج" کا نام دیا گیا۔ صومالی لوگوں کو اُمید بندھی کہ شاید اب ان کے

بچے بھوک سے نہیں مریں گے، شاید قحط کا خاتمہ ہونے جا رہا ہے، شاید یہ فوجی ان کے بدن کے لیے لباس لے کر آئے ہیں۔لیکن صورت حال کچھ ہی عرصہ میں واضح ہوگئی۔قحط زدہ صومالیوں کی ساری اُمیدیں ختم ہو کر رہ گئیں اور وہ مقدیشو کی گلیوں میں خوراک نہ ملنے پر اقوام متحدہ کے خلاف سراپا احتجاج نظر آئے۔

دوسری طرف صومالیہ کے بعض افراد عرب ممالک سے علوم دینیہ کے حصول کے بعد واپس پہنچے تو انہوں نے ۱۹۷۰ء سے دروس قرآن کا سلسلہ شروع کیا۔سالہا سال سے چڑھے مغربی افکار کا زنگ دلوں سے اترنے لگا۔جنوبی علاقوں میں شیخ حسن ظاہر، شیخ عبداللہ علی حاشی اور شیخ عبدالقادر کی کاوشوں سے الجماعۃ الاسلامیہ قائم ہوئی۔جبکہ شمالی صومالیہ میں دورۃ الشباب الاسلامیہ نے کام شروع کیا۔جو طلبا اور اساتذہ میں کافی مقبول ہوئی۔۱۹۸۰ء میں یہ دونوں جماعتیں آپس میں ضم ہو گئیں۔اور الاتحاد الاسلامی وجود میں آئی۔

روس کے خلاف لڑے جانے والے جہاد افغانستان نے پوری اُمت مسلمہ کے دلوں میں غلبہ دین کی خواہش کو زندہ کر دیا۔لہٰذا ۱۹۹۰ء میں صیاد کے مستعفی ہونے کے بعد شمال مشرقی صومالیہ میں تحریک جہاد شروع ہوئی۔مجاہدین نے اقتدار پر قابض صومالی جمہوری سالویشن فرنٹ سے بہت سارے علاقے حاصل کر لیے۔مسلمانوں کی عسکری تربیت کے لیے مراکز قائم کیے گئے۔جمہوری سالویشن فرنٹ نے مجاہدین کے خلاف بڑے آپریشن کا آغاز کیا۔جس میں ۶۰۰ کے لگ بھگ مجاہدین شہید ہوئے۔باقی مجاہدین کو ایتھوپیا کے زیر تحت صومالی علاقوں کی طرف جانا پڑا جہاں ۱۹۹۲ء میں انہوں نے دوبارہ امارت اسلامی قائم کرنے کی کوشش کی اور دو سال تک ایتھوپیا کے صلیبیوں کے خلاف لڑتے رہے۔

۱۹۹۰ء میں حکومت کے مستعفی ہونے کے بعد علما نے مقامی سطح پر شرعی عدالتوں کا سلسلہ شروع کیا۔قتل و فساد کے اس دور میں یہ عدالتیں مظلوم صومالی مسلمانوں کی دادرسی کا بڑا ذریعہ ثابت ہوئیں۔آہستہ آہستہ ان عدالتوں نے تعلیم اور صحت کے میدان میں بھی خدمات کا آغاز کر دیا۔ساتھ ہی ساتھ پولیس کا شعبہ بھی قائم کیا گیا۔

۱۹۹۲ء میں امریکہ کی در اندازی کے بعد صومالیہ میں جذبۂ جہاد کی نئی لہر اٹھی۔غیرت دینی سے معمور قلوب صف جہاد میں آ کھڑے ہوئے اور "امن فوج" کے خلاف کارروائیوں کا آغاز کر دیا۔اس وقت شیخ اسامہ بن لادن حفظہ اللہ سوڈان ہجرت کر چکے تھے۔پوری دنیا سے مجاہدین امریکہ کے خلاف جہاد کی نیت سے القاعدہ کے جھنڈے تلے جمع ہو رہے تھے۔امریکہ کے صومالیہ میں داخل ہوتے ہی ان مجاہدین نے بھی صومالیہ کا رُخ کیا۔شیخ اسامہ حفظہ اللہ نے امریکہ کو سانپ کے سر سے تشبیہ دی جس کے کچلے جانے کا مطلب پورے عالم کفر کی موت ہے۔القاعدہ کے مجاہدین نے صومالی مسلمانوں کو عسکری تربیت دینے کے ساتھ ساتھ خود بھی امریکی طاغوت کے خلاف لڑائی لڑی۔

۳، ۴/ اکتوبر ۱۹۹۳ء کو امریکہ نے مجاہدین کے خلاف مقدیشو میں ایک بڑا آپریشن کیا جس میں امریکی زمینی فوج کو فضائی مدد حاصل تھی۔مجاہدین نے ہلکے ہتھیاروں سے اس "سپر پاور" کا منہ کالا کرتے ہوئے دو بلیک ہاک ہیلی کاپٹر گرا دیے۔امریکی فوج علاقہ میں پھنس کر رہ گئی۔لڑائی میں ۱۸ امریکی جہنم واصل ہوئے جبکہ ۷۳ زخمی۔بعد ازاں پاکستانی اور ملیشیائی فوج امریکیوں کو وہاں سے نکال کر لائی۔امریکی دو لاشیں پیچھے ہی چھوڑ گئے جنہیں صومالی عوام نے شہر کی گلیوں میں گھسیٹا۔اس کارروائی کے بعد کمزور دل امریکی عوام سراپا احتجاج بن گئی۔امریکی صدر کلنٹن نے ۳۱ مارچ ۱۹۹۴ء تک صومالیہ سے فوج کے مکمل انخلا کا اعلان کر دیا۔ہمدردی و غم گساری کے جذبے سے معمور اقوام متحدہ نے بھی امریکی اتباع میں یہ کہتے ہوئے آپریشن بحالیٔ اُمید کے اختتام کا اعلان کر دیا کہ "تمام اہداف حاصل کر لیے گئے ہیں"۔

غیر ملکی انخلا کے بعد اقتدار قبائل کے درمیان وجہ تنازعہ بنا رہا۔مقامی شرعی عدالتوں نے اپنا دائرہ کار وسیع کرنا شروع کر دیا۔عدالتوں کے درمیان تعاون قائم ہوا۔جس کے نتیجہ میں ۲۰۰۰ء میں اتحاد محاکم الاسلامیہ وجود میں آیا۔شیخ علی ظہیری اتحاد کے صدر نامزد ہوئے اور شیخ حسن ظاہر کو جنرل سیکرٹری بنایا گیا۔اقتدار کے پجاری قبائلی سردار جب نفاذ شریعت کی راہ میں دیوار بنے تو مجاہدین اسلام ان کے خلاف میدان میں اُتر آئے۔۲۰۰۳ء میں حرکت الشباب المجاہدین محاکم الاسلامیہ کے عسکری ونگ کے طور پر سامنے آئی۔عدن حاشی عیر و اس کے پہلے قائد بنے جو افغانستان میں مصروف جہاد رہ چکے تھے۔۲۰۰۴ء میں شرعی عدالتوں کی سپریم کونسل قائم کی گئی اور شیخ شریف کو اس کا سربراہ منتخب کیا گیا۔اس سپریم کونسل کے تحت شوریٰ کونسل اور ضلعی عدالتیں کام کرتی تھیں۔پورے ملک میں نفاذ شریعت کے واضح امکانات دیکھتے ہوئے ملک کے لادین طبقے تمام اختلافات بھلا کر جمع ہوئے اور ایک عبوری وفاقی حکومت کا اعلان کیا۔جس کا صدر عبداللہ یوسف کو بنایا گیا۔جولائی ۲۰۰۶ء میں محاکم الاسلامیہ نے مقدیشو کا کنٹرول سنبھال لیا۔جس کے فوراً بعد شیخ اسامہ بن لادن حفظہ اللہ نے محاکم الاسلامیہ کو شرعی نظام نافذ کرنے کی ہدایت کی۔محاکم الاسلامیہ نے اپنے زیر تحت علاقوں میں مکمل امن قائم کر دیا، قزاقوں کے خلاف آپریشن کیا گیا، ۱۹۹۶ء سے بند مقدیشو کی مشہور بندرگاہ اور ہوائی اڈے کھول دیے گئے۔نیز برائی کے مراکز سینما ہال وغیرہ بھی بند کر دیے گئے۔

امریکہ اس خطے میں اسلامی بیداری سے متفکر ہوا، نفاذ شریعت اور وہ بھی اتنی اہم بحری گزرگاہ پر!! سرمایہ دارانہ نظام پر دوہری چوٹ کے خوف سے اس نے صومالیہ کی پرانی استعماری طاقتوں برطانیہ اور اٹلی کے ساتھ مل کر ایک "کنٹیکٹ گروپ" (contact group) بنایا۔افریقی یونین نے "طالبان طرز" کی حکومت کے خاتمہ کے لیے فوجی بھیجنے کا اعلان کر دیا۔مسلمانوں کے خلاف صلیبی تعصب سے پُر ایتھوپیا اپنی غربت کے باوجود ان فوجوں کی کمان کے لیے آ حاضر ہوا۔بحرین میں مقیم امریکی بحری بیڑا صومالیہ کے ساحلوں کے قریب چکر لگانے لگا۔ہمسایہ ممالک نے "دہشت گردوں" کی آمد و رفت کو روکنے کے لیے اپنی سرحدیں بند کر دیں۔لہٰذا ایک بار پھر امریکی فضائی بمباری کے سائے میں افریقہ کی صلیبی افواج مقدیشو پر چڑھ آئیں۔صلیبیوں کے اس اتحاد کو "اتحاد برائے بحالیٔ امن و انسداد دہشت گردی" کا نام دیا گیا۔(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

امریکہ کیسا افغانستان چاہتا ہے؟

محمد لوط خراسانی

روسی افواج بے آبرو ہو کر جب دریائے آمو کے پار اتر گئیں تو عالم اسلام کے اہل بصیرت کی نگاہیں جس ہستی پر مرکوز ہو چکی تھیں وہ تھے جہاد افغانستان کے سرخیل شیخ عبداللہ عزامؒ جن کو امریکی سی۔آئی۔اے نے ایک بم دھماکے میں شہید کروا دیا۔ شیخ عزامؒ جہاد افغانستان اول کے دوران میں امریکہ اور بلاد اسلامیہ میں اس کے ایجنٹ حکمرانوں اور سرمایہ دارانہ جمہوری نظام پر کڑی تنقید کیا کرتے تھے۔ یہی چیز اگر مرئی صورت میں دنیا کے نقشے پر ابھر آتی تو امریکہ کے لیے ایک ڈراؤنا خواب تھی۔

روسی افواج تو واپس چلی گئیں لیکن افغان مجاہدین کے پاس اب چونکہ ایسا کوئی رہنما موجود نہیں تھا جو تمام جہادی رہنماؤں کے نزدیک ایسا محترم ہو کہ اس کی بات فیصلہ کن تصور کی جائے ۔لہٰذا عدم مرکزیت کی وجہ سے یہ جہادی رہنما اپنے آپ کو حکومت کا اہل اور حق دار سمجھتے ہوئے ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہو گئے۔ ان حالات کو فتنہ تصور کرتے ہوئے شیخ اسامہ بن لادن حفظہ اللہ اپنے ساتھیوں سمیت یہاں سے ہجرت کر گئے۔ اس سارے منظر نامے میں قندھار سے ایک نئی قیادت ابھری اور دیکھتے ہی دیکھتے افق پر چھا گئی۔

اب افغانستان کے اکثریتی علاقے پر طالبان کی اسلامی حکومت قائم ہو گئی تو انہوں نے اسلام اور مسلمانوں کے مصالح پر قدغنیں لگانے والے اقوام متحدہ کے منشور (Charter of United Nations) کے برخلاف پوری دنیا کے مہاجرین و مجاہدین کے لیے انصار بننے کی پیشکش کی اور عملاً ہوا بھی یہی کچھ۔ امریکہ کی سرکردگی میں مغربی طاقتوں نے پاکستان کو سمجھانا شروع کر دیا کہ وہ اس جدید ریاستی نظام کے ایک ذمہ دار رکن کی حیثیت سے اپنا فرض ادا کرے اور طالبان کے اس ''غیر مہذب'' اور ''ترقی دشمن'' طرز حکومت کو ختم کرے۔ یہ صلاح مشورے چلتے رہے اور انہی حالات میں جرمنی میں ہونے والے ایک اجلاس میں امریکہ نے اپنے اتحادیوں کو سال ۲۰۰۱ میں پہلی برف باری سے قبل افغانستان پر حملہ کرنے کے لیے اعتماد میں لے لیا۔ ان خبروں کے آنے پر مجاہدین نے سوچ بچار شروع کر دی کہ حملے کا انتظار کیا جائے یا اس یقینی حملے سے پیشتر ایک جارحانہ (Preemptive) حملہ کر کے امریکہ کو حیران کر دیا جائے۔ لہٰذا گیارہ ستمبر ۲۰۰۱ کو امریکہ پر حملہ کرنے اور متوقع صلیبی جنگ میں امریکہ کو شکست دینے کی حکمت عملی بنائی گئی۔

تاریخ سے سبق نہ سیکھنے کی غلطی کر کے بادشاہتوں کے قبرستان (Grave yard of Empires) افغانستان پر امریکہ، نیٹو اور اس کے نان نیٹو اتحادیوں کو حملہ آور ہوئے 9 سال ہونے کو ہیں لیکن کیفیت اس صحرائی مسافر کی سی ہے جو سراب کے پیچھے دوڑتا ہے اور بالآخر اسی بھاگ دوڑ میں جان کی بازی ہار جاتا ہے۔

زیر نظر مضمون کے عنوان میں قائم کیے گئے سوال کہ ''امریکہ کیسا افغانستان چاہتا ہے؟'' کا جائزہ لیا جائے تو اس کا مختصر جواب تو یہی ہے کہ ''ایک ایسا افغانستان جو اسلام کے بالمقابل دور جدید کے سرمایہ دارانہ جمہوری نظم حکومت اور اس کے جملہ لوازمات کو پورا کرتا ہو۔''

اس اجمال کی تفصیل مندرجہ ذیل سطور میں ملاحظہ فرمائیں۔

خلافت عثمانیہ کی کمزوری اور بالآخر سقوط کے بعد جب استعماری طاقتوں نے بلاد اسلامیہ پر اپنا قبضہ مستحکم کر لیا تو یہاں پر کفار نے اپنے قوانین نافذ کر کے صرف عائلی قوانین جیسے بعض قوانین باقی رہنے دیے۔ ازاں بعد وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ کمزور ہوتی استعماری طاقتیں جب اپنے غاصبانہ قبضے کو دیرپا نہ بنا سکیں تو انہوں نے مجازی لباس اوڑھنے کی سازش تیار کی۔ چنانچہ جاتے جاتے وہ جمہوری نظم حکومت اور ''اداروں کے استحکام'' کے گھن چکر میں پھنسا کر غیر اسلامی آئین و دساتیر کی بالادستی سے لے کر تعلیمی اور عدالتی نظام تک کا ''لنڈا'' بھی ہمیں عطیہ کر گئے، جسے اب تک ہم اسلامی بنائے سینے سے لگائے بیٹھے ہیں۔ المیہ یہ ہے کہ اس ''اُترن'' کو شرعی حوالوں کے ساتھ اتار پھینکنے کی بات کرنے والے ''اسلامی سلطنت'' کے باغی قرار پاتے ہیں۔ (المیہ ہی ہے کہ دور دراز پہاڑی علاقے میں بیٹھ کر ان عدالتوں کو غیر اسلامی کہنے والے صوفی محمد، آئین کے باغی اور پس زنداں دھکیل دیے جانے کے مستحق اور انہی عدالتوں کو ٹی۔وی پروگراموں میں پوری قوم کے سامنے غیر اسلامی کہنے والا جھوٹے نبی کا خلیفہ زید حامد، Geo Politics کا ماہر تجزیہ کار قرار پاتا ہے۔)

آج کے افغانستان کی منظر کشی بھی کچھ ایسی ہی ہے۔ طالبان نے اپنے دور حکومت میں اس اُترن کو اتار پھینکا تھا اور یہاں بیٹھے ابطال امت دوسرے بلاد اسلامیہ سے بھی ان غیر اسلامی چیزوں کو دیس نکالا دینا چاہتے تھے۔ اس سب کی روک تھام کے لیے امریکہ نے حملہ کیا اور امارت اسلامیہ کے سقوط کے بعد اپنے غلام حامد کرزئی کی سرکردگی میں اپنا وہی مغربی نظام نافذ کر دیا۔ چنانچہ پچھلی صدی کی استعماری طاقتوں کی طرح امریکہ، شکست پر منتج ہوتی اپنی رسوائی کے بعد افغانستان سے جاتے ہوئے اپنی تمنا کے مطابق افغانستان کو بنانے کے لیے مندرجہ ذیل اقدامات (یہی کچھ امریکہ نے عراق میں کیا ہے) کی کامیابی چاہتا ہے۔

میر جعفر اور میر صادق کی تلاش:

امارت اسلامی کے سقوط کے بعد حرص و ہوس کے پجاریوں نے اپنی خدمات کی منڈیاں سجا لیں اور غاصب حکمرانوں کی صورت میں آنے والے بیوپاریوں کے ساتھ اپنے دین و ایمان کا سودا کر لیا۔ دو ستم ایسے ازلی بکاؤ مال کے ساتھ اب کی دریافت حامد کرزئی تھا، بعض لوگوں کا خیال ہے کہ کرزئی کی یہ دریافت اچانک نہیں تھی بلکہ وہ اس سے قبل بھی طالبان دور میں امریکی خفیہ ایجنسی (CIA) کے لیے خفیہ اطلاعات کی فراہمی کو یقینی بنانے کا نیٹ ورک چلاتا تھا۔ کرزئی کی ''عوام'' میں مقبولیت کی کمی کی وجہ سے امریکہ اب کوئی نیا مہرا تلاش کرنا چاہتا ہے، بلکہ یہ تو امریکہ کا پرانا اصول ہے کہ وہ کچھ عرصے کے بعد اپنے غلاموں کا چہرہ بدل لیتا ہے تاکہ عوامی اضطراب کو ٹھنڈا کیا جا سکے۔ اس مقصد کے لیے وہ بہت ہاتھ پاؤں مار رہا ہے۔ دولت کی ریل پیل سے طالبان کی صفوں میں سے بھی لوگوں کو خریدنے کی کوشش کی جا رہی ہے لیکن تا حال میڈیا پر تمام تر

پروپیگنڈے (کہ تمام طالبان امیر المومنین، ملا عمر، نصرہ اللہ کو اپنا امیر نہیں مانتے، بہت سے طالبان ہتھیار ڈالنا چاہتے ہیں، جو طالبان القاعدہ سے تعلّق توڑ لیں ان سے بات ہوسکتی ہے وغیرہ) کے باوجود وہ طالبان کی صفوں میں سے کسی کو اپنے ساتھ دکھانے میں ناکام رہا ہے۔ دوسری طرف جمہوریت پر ایمان رکھنے والے گروہوں نے بھی مذاکرات شروع کر دیے ہیں، گو آرا کے اختلاف کی وجہ سے اونٹ ابھی کسی کروٹ بیٹھتا نظر نہیں آتا۔

مقامی گروہوں کو مقابلے کے لیے کھڑا کرنا:

غداروں کی تلاش کے بعد اگلا مرحلہ دائمی استعماری ہتھکنڈوں، تقسیم اور حکومت (Divide and Rule) کے ذریعے معاشرے کے اندر نفوذ اور اپنائیت رکھنے والی قوت کے خلاف اسی معاشرے کے اندر سے ایسے گروہ تشکیل دینا تھا جو غاصب حملہ آوروں کے ہراول کا کام دے سکیں۔ اس مرحلے پر وہی صورت حال پیدا ہوئی جو انگریزی استعمار نے برصغیر آمد کے بعد بنائی تھی کہ مناسب معاشرتی ساکھ رکھنے والے افراد کے ذمہ لگایا کہ، تم اپنے علاقے میں بغاوت اور مزاحمت (جہاد) کو قابو کرلو تو وہ تمام علاقہ تمہاری جاگیر اور تم اس کے نواب (ان میں سے کئی نواب پاکستان کی آنے والی نسلوں کو ہیرو بنا کر دکھائے گئے جو حقیقت میں اسلام کے غدار تھے) چنانچہ یہاں بھی ان قبائلی سرداروں کی سرکردگی میں طالبان مخالف مقامی لشکر تشکیل دیے گئے اور ان سرداروں کو حکومت میں عہدے اور وزارتیں دی گئیں۔ ان لشکروں سے طالبان کی مخبری اور جاسوسی سمیت ہر کام لیا گیا۔

جمہوریت کا قیام:

مذہبِ سرمایہ داری (Capitalism) کے سیاسی نظام، جمہوریت کے قیام کے امریکی نعرے سے دنیا کا امن خطرے میں ہے بلکہ عقل سلیم کی حامل اقدار "تباہی" کے دہانے پر کھڑی ہیں۔ چنانچہ خواہش نفس کے تابع اس نظام کے علم برداروں کو افغانستان میں شرعی اسلامی نظام حکومت کیسے منظور ہوسکتا تھا جو وسائل و اسباب کے اعتبار سے تہی دامن ہونے کے باوجود ان باطل اور غالب قوتوں کی بالادستی کا نہ صرف انکاری تھا بلکہ ان کو پست اور ذلیل کر دینے کا عزم لیے ہوئے تھا۔

چنانچہ اس نظام کو ختم کرنے کے لیے اس کی ضد جمہوریت کا قیام ہی واحد کارگر ہتھیار تھا۔ لہٰذا اس مقصد کے حصول کے لیے امریکہ نے نظم حکومت کا نقشہ اپنی نگرانی میں تشکیل دیا۔ اس نقشے میں پارٹیوں کی تشکیل بھی اپنی مرضی سے کی کہ جیت ہو یا ہار دونوں صورتوں میں اپنے مفادات کو پورا کرنے والے ہی حکومت میں آئیں۔ چنانچہ پہلے سے طے شدہ نتائج کے حصول کے لیے انتخابات کا ڈھونگ رچا کر اپنے مہروں کو ایک جمہوری طریقے سے سامنے لایا گیا اور دین و امت کے ان غداروں کو "عوام کے منتخب نمائندوں" کے معتبر نام کے ساتھ بساط پر بچھا دیا گیا۔

مغربی اور مخلوط نظام تعلیم:

طالبان نے اپنے دورِ حکومت میں ایسا نظام حکومت رائج کیا تھا جو انسان کو عبدیت کے دائرے میں رکھتا ہے۔ اس کے برعکس اہل مغرب کا پورا نظام چونکہ خواہش نفس کے تابع اور حیا سے عاری ہے لہٰذا امریکہ چاہتا ہے کہ یہاں بھی ایسا نظام تعلیم ہو جس میں طالبان علم، خواہ لڑکا ہو یا لڑکی، شرم و حیا اور عفت و عصمت کو ترقی کی راہ میں رکاوٹ سمجھیں اور اس نظام کے تحت تعلیم حاصل کرنے والے لوگ اس غلط نظام کو بدلنے کی سوچ ہی سے عاری ہو جائیں۔ پیسے کے حصول کی دوڑ میں لگا دینے والے مضامین یہاں رائج کر دیے جائیں اور اسلامی علوم اور مدارس کے نظام تعلیم کو یہاں سے رخصت کر دیا جائے کیونکہ بقول اقبالؒ

افغانیوں کی غیرت دیں کا ہے یہ علاج
ملا کو اس کے کوہ و دمن سے نکال دو

ایسا ہو جائے تب ہی یہ قوم تہی دامن ہونے کے باوجود اپنے دین، عزت اور زمین کے تحفظ کی خاطر ہر حملہ آور سپر پاور کے گریبان پر ہاتھ ڈالنے سے باز رہ سکتی ہے۔

معاشی نظام:

انسان الٰہی رشد و ہدایت کو پس پشت ڈال کر جب بھی سوچے گا، اس کی سوچ معاش کے تابع ہوگی۔ چنانچہ غاصب قوتوں کی خواہش ہے کہ افغانستان میں بھی وہی سودی نظام رائج ہو جس نے دنیا بھر کی معیشت کو اپنی گرفت میں لیا ہوا ہے۔ اس جال میں سرمائے کا تمام بہاؤ امریکہ کی طرف ہوتا ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے اس نے اپنے سودی معاشی نظام کے آلۂ کار بینکوں کا ایک جال افغانستان میں بچھا دیا۔ کاروبار اور خرید و فروخت کے اصول بھی اسی مغربی نظام کے تحت طے کیے گئے۔ اس معاشی نظام کو نافذ کر کے امریکہ چاہتا ہے کہ مذکورہ بالا نظام تعلیم کے ذریعے جو مقاصد، خدا سے دوری، حرص و ہوس کی پوجا، پیسے کی لامتناہی دوڑ، حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے وہ اپنی عملی صورت میں آ جائے گی۔ یہ بھی اقبالؒ کی زبان سے ہی سن لیں،

عصر حاضر ملک الموت ہے تیرا، جس نے
قبض کی روح تیری، دے کے تجھے فکر معاش!

☆☆☆☆☆

بقیہ: بجلی کا مصنوعی بحران اور اس کا حل

عوام کو اپنے مسائل میں الجھانے کا ایک اور طریقہ روزمرہ استعمال کی اشیا کا مارکیٹوں سے ناپید ہونا اور قیمتوں میں ہوشربا اضافہ ہے۔ اسی لیے ہم نے دیکھا کہ گندم کی بمپر فصل ہونے کے باوجود عوام نے آٹے کے لیے قطاروں میں کھڑے ہو کر ماریں کھائیں۔ چینی موجود تھی لیکن صارف تک نہ پہنچ سکی۔ یوں جب تک امریکہ اس خطے میں کارروائی کرتا رہے گا' وہ مسلمانوں کو مطیع کرنے اور ان کی عزت نفس کو ختم کرنے کے لیے ایسے مصنوعی بحران پیدا کرتا رہے گا تاکہ وہ امریکہ کو خطے سے نکالنے تو کجا اس کو پنجے گاڑنے سے روکنے کے لیے مزاحمت کا تصور بھی نہ کر سکیں۔

اس جمہوری حکومت نے بھی اصل مسئلے یعنی امریکہ کی خطے میں موجودگی اور اس کی دہشت گردی پر مبنی جنگ سے توجہ ہٹانے میں بنیادی کردار ادا کیا۔ اس میں حکمران اور اپوزیشن برابر کے شریک رہے ہیں۔ صوبہ سرحد جل رہا تھا اور یہ 'نیرو' سیاست دان اس جلتے ہوئے صوبے کے نام پر لڑ رہے تھے۔ وقت آ گیا ہے کہ اس سرمایہ دارانہ کفریہ نظام سے جان چھڑائی جائے جو ایسے غدار حکمرانوں کو جنم دیتا ہے جو ملک کو داؤ پر لگا کر اپنی کرسیاں بچاتے ہیں۔ صرف خلافت کا نظام ہی وہ نظام ہے جو استعمار کے ساتھ ساز باز کرنا تو کجا اس کے ساتھ سفارتی تعلقات تک رکھنے کی اجازت نہیں دیتا۔

☆☆☆☆☆

افغانستان میں صلیبیوں کو آخری دھچکے!

سیف الاسلام

طالبان کی تلاش میں ہلکان، اُن کے وجود کو ختم کرنے کی مذموم خواہش میں غلطاں نفسیاتی عوارض میں مبتلا فوج پر مشتمل صلیبی لشکر کو ایک نئی شکست کے لیے تازہ دم کیا جارہا ہے۔ یہ نئی شکست قندھار میں اُس کی منتظر ہے۔ موجودہ افغان جنگ کی تاریخ میں سب سے بڑے قرار دیے جانے والے اس آپریشن میں امریکی خواہشات کے مطابق طالبان کا مکمل خاتمہ کر دیا جائے گا اور افغانستان میں ان کی مرضی کے مطابق نظام حکومت قائم کیا جا سکے گا۔ آج سے ٹھیک چار ماہ قبل ماہ فروری میں آپریشن مشترک شروع کیا گیا تھا جو کہ افغان صوبے ہلمند کے قصبے مرجہ کو طالبان کا گڑھ قرار دے کر ان کی کمر توڑنے کی غرض سے کیا گیا تھا۔ آپریشن مرجہ میں جس ناکامی کا سامنا امریکی فوج کو کرنا پڑا ہے اس کا اعتراف خود مغربی میڈیا بھی کر رہا ہے۔

برطانوی اخبار ''ٹایمز آن لائن'' کے مطابق مرجہ میں طالبان کی پوزیشن پہلے سے زیادہ مضبوط ہے اور انھیں اس آپریشن سے کوئی فرق نہیں پڑا ہے۔ جنگی حکمت عملی کے تحت علاقہ چھوڑ کر جانے والے طالبان واپس موجود ہیں اور اس کا ثبوت روزانہ کی بنیادوں پر ہونے والے حملے ہیں جو کہ اتحادی و امریکی افواج پر اور افغان فوجیوں پر کیے جاتے ہیں جن میں بھاری جانی و مالی نقصان ہوتا ہے۔ لہٰذا اس آپریشن میں امریکہ اپنا بنیادی ہدف ہی حاصل نہیں کر سکا ہے کہ علاقے میں طالبان کی نقل و حرکت آزاد نہ ہونے کا اعتراف خود عالمی مغربی میڈیا کر رہا ہے۔ مرجہ کے آپریشن میں پانچ ہزار اتحادی افواج کو تعینات کرنے کے باوجود بھی حالات اتحادی افواج کے حق میں نہیں۔ آپریشن مرجہ کے بارے میں برطانوی اخبار ''ٹائمز آن لائن، جریدے ''ڈیلی میل'' میں کیے جانے والے تجزیوں کے مطابق صورتحال واضح طور سے صلیبی لشکروں کے حق میں معاون نظر نہیں آتی ہے۔ یہ پچھلے آپریشن کی وہ ناکامیاں ہیں جن کو مغربی پریس باوجود کوشش کے چھپانے میں ناکام ثابت ہوا ہے۔ اس آپریشن میں ناکامی کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپریشن کے فوراً بعد اوباما نے پچھلے مہینے اپنی کابینہ کے اجلاس میں طالبان سے فوری طور پر بات چیت شروع کرنے کی ضرورت کا اظہار کیا تھا۔ کامیاب آپریشن کے بعد مذاکرات کی خواہش امریکی کامیابیوں کے دعووں کی قلعی اتارنے کے لیے کافی ہے۔

افغانستان سے انخلا کا باعزت راستہ تلاش کرنے کی تگ و دو میں مصروف امریکیوں کو اپنی ہر تدبیر الٹی پڑ رہی ہے۔ اپنی گرتی ساکھ کو سہارا دینے اور اپنی عوام کو مطمئن کرنے کے لیے ایک ہی حربہ تھا اور وہ یہ کہ آپریشن کے ذریعے کچھ چھوٹی موٹی کامیابیوں کا حصول ہو سکے۔ لہٰذا ابھی ایک آپریشن میں ذلت آمیز تجربات ہونے کے باوجود دوسرے آپریشن کا اعلان کر دیا گیا جو طالبان کے مضبوط گڑھ قندھار میں کیا جائے گا۔ قندھار آپریشن کے مقاصد بھی تقریباً وہی ہیں جو کہ آپریشن مرجہ کے تھے۔ امریکی حلقے اس آپریشن کو موجودہ افغان جنگ کا سب سے بڑا آپریشن قرار دے رہے ہیں۔ امریکی قندھار آپریشن کو فیصلہ کن قرار دے رہے ہیں لیکن ابھی تک جو کچھ سامنے ہے اس میں سارے ہی فیصلے اتحادی افواج کے خلاف اور ان کی مزید بربادیوں کے ہیں۔ قندھار آپریشن سے وابستہ امیدیں صرف امریکی عوام کو مطمئن کرنے کی کوشش ہے جو کہ تازہ ترین حالات میں تابوتوں کے تحفے وصول کرتے کرتے تھک چکی ہے۔ خود امریکی افواج کا یہ عالم ہے کہ خودکشی، پاگل پن اور نفسیاتی دوروں کا شکار تھکی ہاری فوج کسی نئے محاذ پر بھیجے جانے کے قابل نہیں رہی ہے۔

نیویارک ٹایمز کے مطابق افغانستان میں فوجی رسد میں ڈرگز کی تعداد میں قابل تشویش اضافہ ہوا ہے اور ایک سروے کے مطابق ہر چھٹا امریکی فوجی ذہنی و نفسیاتی مریض بن چکا ہے۔ اس کے علاوہ مکمل پاگل ہونے والے فوجیوں کی تعداد ۲۱۴۷ تک پہنچ چکی ہے۔ امریکی فوج میں خودکشی کے رجحان کے خلاف کام کرنے والی ٹاسک فورس کے عہدیدار جنرل کرسٹوفرنل بریک کے مطابق ۲۰۰۹ میں مجموعی طور پر ۱۶۰ امریکی فوجیوں نے خودکشی کی تھی جو ماضی کے مقابلے میں بہت زیادہ ہے۔ جنرل کرسٹوفرنل کے مطابق گزشتہ سال خودکشیوں کے حوالے سے انتہائی مایوس کن رہا اور خودکشی کرنے والوں میں سے ایک تہائی تعداد ان فوجیوں کی تھی جو افغان و عراق کے محاذوں پر بھیجے گئے تھے۔

پاگل ہونے والے فوجیوں میں ۲۰۰۰ سے زائد وہ تعداد ہے جو کہ میدان جنگ میں زخمی ہو گئے تھے اور ان میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جن کو جب یہ علم ہوا کہ ان کی تعیناتی افغانستان یا عراق میں کر دی گئی ہے تو خوف سے دماغی امراض کا شکار ہو گئے۔ یہ انکشافات امریکی دفاعی جریدے دی نیوی ٹائمز نے اپنی ایک رپورٹ میں کیے ہیں۔ ایک دوسرے جریدے ملٹری ٹائمز کے مطابق شعبہ نفسیاتی امراض کے سربراہ بریگیڈیر جنرل لوری سٹن نے امریکی کانگریس کو بتایا ہے کہ ڈیوٹی پر تعینات ۱۹ فیصد فوجی افیون کا نشہ کرتے ہیں اور ۱۷ فیصد باقاعدہ ذہنی مریض بن چکے ہیں۔ دی ٹائمز نے ڈیفنس لاجسٹک ایجنسی کی طرف سے حاصل کردہ ریکارڈ کی بنیاد پر یہ انکشاف کیا ہے کہ امریکی محکمہ دفاع کو فوجیوں کی نفسیاتی بیماریوں اور مسلسل سردرد کی کیفیات کے علاج کے لیے سالانہ ایک بلین ڈالر سے زیادہ رقم صرف کرنی پڑ رہی ہے اور نفسیاتی ادویات میں ۷۶ فیصد اضافہ نوٹ کیا گیا ہے۔

یہ تو ہے اس فوج کا حال جو اپنے نفسیاتی امراض کے ہاتھوں ہی ختم ہو چکی ہے چہ جائیکہ اسے کسی نئے عسکری آپریشن کے قابل سمجھا جائے۔ دنیا کی سپر پاور کی حالت صرف نو سال میں اتنی پتلی ہو چکی ہے کہ اب اس میں کسی اور جنگ کا تو دم خم تو کیا اپنے موجودہ محاذ پر بھی ڈٹے رہنے کی سکت نہیں ہے۔ ادھر مجاہدین صرف اللہ کی مدد کے بل بوتے پر زمین کا چپہ

چپہ کفار سے خالی کرانے کا عزم رکھتے ہیں ان کے حوصلے بھی جوان ہیں اوران کی حکمت عملیاں بھی ایسی ہیں کی مادی وسائل سے لیس قوت ہونے کے باوجود دشمن شکست کے دھانے پر کھڑا ہے جہاں سے اس کو اپنی واپسی کا راستہ بھی نہیں مل پا رہا۔

مجاہدین کی جانب سے قندھار کا محاذ کھلنے سے پہلے ہی پورے افغانستان میں فیصلہ کن معرکوں کا آغاز کر دیا گیا ہے اور مجاہدین نے اپنے آپریشن کا نام الفتح رکھا ہے۔ امارت اسلامیہ کی ویب سائٹ پر جاری ہونے والی تفصیلات کے مطابق یہ آپریشن ان شاء اللہ مجاہدین کی فتح و نصرت کا آپریشن ہوگا' جس میں اسلام کا بول بالا ہوگا۔ یہ آپریشن بلا تفریق تمام اتحادی فوج اور ان کے مزدور سپاہیوں، کرزئی حکومت اور ان کے معاونین، بیرونی جاسوس، سفارت کاروں، اراکین پارلیمنٹ، سرکاری و پرائیوٹ جاسوسی ادارے، خفیہ ایجنسیوں، قابض فوجیوں کو سپلائی فراہم کرنے والے ادارے اور ان کے ٹھیکے داروں کے خلاف کیا جائے گا جو کہ کسی بھی نوعیت کا تعاون کرنے میں ملوث ہیں نیز بیرونی قابضین کے مددگار ہیں۔ آپریشن الفتح کے ساتھ ہی طالبان کی کارروائیوں میں بہت تیزی آئی ہے۔ نیٹو فوجیوں کا آئے دن ہلاک ہونا اور فوجی ہیلی کاپٹروں کا تباہ ہونا تو اب مجاہدین کے لیے عام سی خبریں ہیں۔

یہاں کفار کو مجاہدین کے ہاتھوں پہنچنے والی ان ہزیمتوں کا بھی تذکرہ ضروری ہے جو کہ اُنہیں گذشتہ ۵ ماہ یعنی جنوری ۲۰۱۰ تا مئی ۲۰۱۰ کے دوران میں اٹھانی پڑی ہیں۔ ان معرکوں اور کارروائیوں کی اصل تفصیل طالبان ترجمان ذبیح اللہ مجاہد اور قاری یوسف احمدی کی طرف سے جاری کردہ اعداد و شمار سے معلوم کی جا سکتی ہے جو کہ امارت اسلامیہ افغانستان کی ویب سائٹ پر موجود ہیں۔ ہم یہاں مختصر طور پر مجاہدین کی اُن کارروائیوں اور صلیبی نقصانات کا تذکرہ کریں گے۔ ان اعداد و شمار کے مطابق پچھلے ۵ ماہ میں ۹۴۹ بار کمین (گھات لگا کر) حملے کیے گئے، ۵۵۶ بارودی سرنگ (ریموٹ کنٹرول بم) حملے کیے گئے، ۲۷۵۲ صلیبی فوجی مردار ہوئے، ۲۹ فدائی حملے کیے گئے، صلیبی و افغان افواج کے مراکز و چیک پوسٹوں پر ۱۲۲ حملے، ۵۲۷ ٹینک و بکتر بند تباہ ہوئے، ۹ جاسوس طیارے اور ۹ ہیلی کاپٹر و جہاز مار گرائے گئے۔

اس کے علاوہ زخمی و معذور ہونے والوں کا کوئی شمار نہیں، پاگل ہونے والے اور خودکشی کرنے والے اس کے علاوہ ہیں۔ اپریل ۲۰۱۰ میں امریکی افواج افغان صوبہ کنٹر بھی خالی کر کے بھاگ گئے ہیں کنٹر کی وادی کورنگل کو امریکی فوج نے خود ہی موت کی وادی (valley of death) کا نام دیا رکھا ہے۔ یہاں امریکی فوج کے بے شمار سپاہی بے کسی کی حالت میں مارے گئے تھے۔ اپنی بحری افواج کے ایک حصّے کو'' سمندری شیر'' Navy Seals کا نام دے رکھا ہے۔ ۲۰۰۵ میں یہ کئی'' شیر'' ایک ساتھ مارے گئے، ان کی لاشیں اور باقی جاں بہ لب'' شیروں'' کو سنبھالا دینے کے لیے آنے والی سپیشل فورسز کے ہیلی کاپٹر کو بھی اللہ کے شیروں نے مار گرایا تھا جس میں امریکی تاریخ میں پہلی بار انتہائی اعلیٰ تربیت یافتہ ۱۶ کمانڈوز ایک ساتھ ہلاک ہوئے تھے، جس کے بعد امریکی اس جگہ کو موت کی وادی کے نام سے پکارنے لگے۔ کنٹر کی وادی کورنگل کو امریکیوں نے اس سال اپریل میں اس حال میں خالی کیا ہے کہ انہیں اپنا سامان، اسلحہ بلکہ گولہ بارود تک اٹھانے کی مہلت نہ مل سکی۔

الجزیرہ ٹی وی نے افغان مجاہدوں کو کورنگل کے کیمپ میں امریکی ساز و سامان، گولہ بارود کے ساتھ آزادانہ گھومتے ہوئے اور نعرہ تکبیر بلند کرتے ہو دکھایا تو امریکیوں کی سٹی گم ہوگئی۔ افغانستان میں موجود امریکی کمانڈروں نے اس کی تردیدیں بھی جاری کی ہیں لیکن ان شاء اللہ ان کی بیان بازیاں بہت جلد ہی ختم ہونے والی ہیں۔

یہ تو صلیبیوں کی ہزیمتوں کا سرسری سا نقشہ ہے اصل حقیت تو یہ ہے کہ افغانستان امریکہ کے لیے ایک ایسی دلدل ثابت ہوا ہے جس میں وہ گردن تک پھنس چکا ہے، بدحواسی کے عالم میں کی جانی والی بمباریوں، عام شہریوں کا قتل عام، جنازوں، شادی بیاہ کی تقریبات پر میزائل حملے اور ڈرونز ٹیکنالوجی کے استعمال تک ہر حربہ آزما لنے کے باوجود مجاہدین اسی استقامت و بہادری سے ڈٹے ہوئے ہیں اور خود صلیبیوں کی حالت پتلی ہے، ذہنی، نفسیاتی عوارض کے علاوہ خود امریکی معیشت کا جہاز ڈوب رہا ہے سال ۲۰۰۹ کے دوران میں امریکا کے ۴۵ ہزار ادارے دیوالیہ ہو چکے ہیں جن میں وہ ادارے بھی شامل ہیں جو سو سال پرانے اور مستحکم تھے۔ امریکہ کی 34 ریاستیں بے روزگاری کی لپیٹ میں ہیں۔ امریکی عوام کی طرف سے جنگ کے خاتمہ کا مطالبہ زور پکڑتا جا رہا ہے دنیا کی مضبوط ترین طاقت کا صرف نو برس میں یہ حال افغانوں کی قوت ایمانی کا منہ بولتا ثبوت ہے جو کہ گذشتہ ۳۰ سالوں سے کفریہ طاقتوں کا مقابلہ کر رہے ہیں۔

قندھار میں فیصلہ کن رن پڑنے والا ہے جس کی تیاری دونوں فریق کر رہے ہیں تاہم قندھار آپریشن امریکہ کی ایسی غلطی ہوگی کہ اس کے بعد امریکہ بند گلی میں ہوگا، جہاں سے نکلنے کے لیے مذاکرات کی میز بھی اس کو میسر نہ ہوگی۔ خود امریکا کی سینٹرل کمانڈ کے سربراہ جنرل ڈیوڈ پیٹریاس کا کہنا ہے کہ آنے والے دن انتہائی سخت ہوں گے اور قندھار میں کیا جانے والا آپریشن روایتی نہیں ہوگا۔ ٹیلی گراف اپنی تازہ ترین رپورٹ میں کہتا ہے کہ ہلمند میں ناکام ہونے کے بعد اتحادی فوجوں کا رخ قندھار کی جانب ہے، وہاں بھی ناکامی ان کا مقدر بنے گی۔ قندھار کے شہری نو برس سے ان آپریشنز کا سامنا کر رہے ہیں لیکن کسی آپریشن میں بھی صلیبیوں کو اپنے اہداف میں کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔ نیٹو کے اہم ترین فوجی کمانڈر جنرل اسٹینلے میک کرسٹل نے بھی قندھار کو دفاعی لحاظ سے خطرناک علاقہ قرار دیا ہے اور بڑے پیانے پر اتحادی افواج کی ہلاکتوں کا خدشہ ظاہر کیا ہے یہ وہ نوشتہ دیوار ہے جو ہر ایک پڑھ سکتا ہے۔ افغانستان میں امریکہ کی ہر چال اور ہر مکر اب صرف شکست و فرار کی طرف جا رہا ہے۔ ان شاء اللہ اس آپریشن کے نتیجے میں صلیبیوں کی کمر ٹوٹ کر رہ جائے گی اور ان میں باعزت انخلا کی بھی سکت نہیں رہے گی۔

☆☆☆☆☆

افغان جنگ امریکی معیشت کو لے ڈوبے گی!

شیروڈ روس

امریکہ افغانستان اور دنیا بھر میں صلیبی جنگ لڑ رہا ہے۔ اس جنگ کے نتیجے میں اُس کی معیشت کا بھرکس نکل گیا ہے۔ جس کی وجہ سے امریکی عوام چیخ اٹھی ہے، زیرِ نظر تحریر اس احساس کی آئینہ دار ہے۔

کیا عراق میں جنگ چھیڑ کر جارج واکر بش نے امریکہ کو برباد کرنے میں کوئی کسر چھوڑی تھی جسے اب بارک اوباما پورا کرنا چاہتا ہے؟ انتخابی مہم کے دوران میں بارک اوباما نے افغانستان اور عراق میں جاری لاحاصل جنگ کو تنقید کا نشانہ بنایا تھا اور وعدہ کیا تھا کہ صدر بننے پر وہ اس جنگ کو ختم کرنے پر توجہ دے گا۔ مگر اب اُس نے افغانستان میں متعین امریکی فوجیوں کی تعداد میں اضافے کا اعلان کر دیا ہے۔ عراق میں بڑے پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیار تلاش کرنے کے نام پر امریکہ کو کیا مل گیا جو اب افغانستان سے مل پائے گا؟ چند سوطالبان کا تعاقب کرنے کے لیے امریکی حکومت ٹیکس ادا کرنے والوں کی جیب سے اربوں ڈالر نکالنا چاہتی ہے۔ اگر افغانستان میں فوجی کارروائی کا دائرہ وسیع کیا گیا تو عالمی منڈی میں تیل کی قیمتیں پھر بڑھ جائیں گی اور اس کے نتیجے میں امریکی عوام کے لیے مزید مشکلات پیدا ہوں گی۔ تیل کی قیمتوں میں اضافے سے عالمی معیشت کے نمو پانے کی رفتار متاثر ہوگی۔ اس کے نتیجے میں امریکہ کے پارٹنر کم مال خریدنے کی پوزیشن میں ہوں گے۔ جب امریکی مصنوعات اور خدمات کی طلب کم ہوگی تو بے روزگاری بڑھے گی۔ حقیقت یہ ہے کہ اربوں ڈالر پیداواری عمل سے نکال کر جنگ کی بھٹی میں جھونکے جا رہے ہیں۔

نوبل انعام یافتہ ماہر معاشیات جوزف اسٹگلز اور ہارورڈ یونیورسٹی میں سرکاری مالیات سے متعلق امور کی ماہر لنڈا بلمز نے اپنی کتاب ''دی تھری ٹریلین ڈالر وار۔ دی ٹرو کاسٹ آف دی عراق کونفلکٹ'' (Three million dollar war. The true cost of the Iraq conflict) میں لکھا ہے کہ '' آج کوئی بھی سنجیدہ ماہر معاشیات اس نظریے کی حمایت نہیں کرسکتا کہ جنگ سے معیشت کو فروغ ملتا ہے۔ بنیادی سوال یہ نہیں ہے کہ جنگ سے معیشت کو نقصان پہنچتا ہے یا نہیں بلکہ یہ ہے کہ جنگ سے معیشت کو دراصل کس حد تک نقصان پہنچتا ہے۔ امریکہ نے عراق میں جنگ چھیڑی تو عالمی منڈی میں تیل کی قیمت بڑھتی ہی چلی گئی اور اس کے نتیجے میں عالمی معیشت ہل کر رہ گئی''۔

''عراق میں جنگ چھڑنے کے بعد تیل برآمد کرنے والے ممالک رسد کم کر کے طلب بڑھانے کی راہ پر گامزن ہوئے۔ انہوں نے اس وقت کا انتظار کرنا شروع کیا جب ان کی لاٹری نکلنے والی تھی۔ جب دنیا بھر کی معیشتیں مشکلات سے دوچار ہوئیں تو تیل کی طلب میں غیر معمولی اضافہ ہوا اور اس مصنوعی اضافی طلب نے مختلف ممالک اور خطوں کو متاثر کیا۔ دو سال قبل ابھرنے والے تیل کے بحران نے تیل برآمد کرنے والے ممالک کو مجموعی طور پر ۱۶۰۰ ارب ڈالر کا فائدہ پہنچایا۔ اس صورت حال نے صرف انفرادی سطح پر خرابی پیدا نہیں کی۔ ایسا نہیں تھا کہ لوگ انفرادی طور پر پٹرولیم مصنوعات کی اضافی قیمت دینے پر مجبور ہوئے بلکہ تلخ تر حقیقت یہ ہے کہ قومی اور مقامی سطح پر بہبودِ عامہ کے ہزاروں منصوبے ترک کیے گئے۔ حکومتوں کے پاس بہبودِ عامہ کے منصوبوں پر نظرِ ثانی کے سوا چارہ نہ تھا۔ پٹرولیم مصنوعات کا درآمدی بل ادا کرنا متعدد حکومتوں کے لیے حقیقتاً دردِ سر ثابت ہوا۔ کئی حکومتوں کے لیے اپنا وجود برقرار رکھنا ممکن نہ ہو سکا''۔

''عراق میں جو کچھ امریکہ نے خرچ کیا اس سے قومی معیشت کو کچھ بھی فائدہ نہ پہنچا۔ اگر یہ رقم ملک میں خرچ ہوئی ہوتی تو نتائج یکسر مختلف ہوتے۔ اگر عراق میں جنگ کی فنڈنگ غلط نتائج پیدا کرنے کا باعث بنی تو افغانستان اور پاکستان کے لیے مثبت نتائج کی توقع کیسے کی جا سکتی ہے؟ عراق میں امریکہ اگر کسی نیپالی ورکر کی خدمات حاصل کر کے اسے ماہانہ ایک ہزار ڈالر ادا کر رہا ہے تو اس سے امریکی معیشت کو بھلا کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ یہی رقم اگر امریکہ میں مثبت تحقیق پر خرچ کی جائے تو کتنوں کا بھلا ہوگا! تحقیق کی صورت میں امریکہ میں ان چیزوں کی تیاری میں مدد ملے گی جن کی امریکہ کو شدید ضرورت ہے۔ امریکہ کو مواصلات اور تعلیم کے نظام کی بہتری کے لیے رقوم درکار ہیں۔ اس نوعیت کی فنڈنگ سے معیشت کو بہت کچھ ملتا ہے۔ امریکیوں کو بہتر طبی سہولتیں درکار ہیں۔ عراق، افغانستان اور پاکستان میں لڑی جانے والی جنگ سے انہیں کیا غرض؟ سینٹر فار ڈیفنس انفارمیشن نے بتایا کہ افغانستان میں جاری جنگ پر اب تک ۳۹۷ ارب ڈالر اور عراق میں جاری جنگ پر ۲۳۰۰ ارب ڈالر خرچ ہو چکے ہیں۔ یہ فنڈنگ امریکہ پر ہوئی ہوتی تو کس قدر فرق پڑتا!''۔

۲۰۰۹ میں امریکی حکومت نے مزید ۹۰۰ ارب ڈالر کے قرضے لیے۔ صرف جنگی اخراجات کی مد میں لیے جانے والے قرضوں کی مالیت اب ۲ ہزار ارب ڈالر سے تجاوز کر چکی ہے۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ امریکہ عالمی معیشت میں جسے اپنا سب سے بڑا حریف سمجھتا ہے اسی سے (یعنی چین سے) قرضے لینے پر مجبور ہے۔ دوسری طرف امریکی آجر ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں۔ پیداواری شعبہ کمزور سے کمزور تر ہوتا جا رہا ہے۔

امریکہ کو چند عشروں کے دوران میں اپنی ناقص اور غیر حقیقت پسندانہ پالیسیوں سے کم و بیش پانچ ہزار ارب ڈالر کا نقصان پہنچ چکا ہے۔ سب سے زیادہ نقصان پیداواری شعبے کو پہنچا ہے۔ امریکہ میں صنعتوں کا ڈھانچہ بری طرح متاثر ہوا ہے۔

امریکی محکمہ دفاع نے مزید ستم یہ ڈھایا ہے کہ اہم ترین ٹھیکے دس من پسند کمپنیوں کو دیے جاتے ہیں۔ اربوں ڈالر کے یہ ٹھیکے ٹینڈر وصول کیے بغیر، بولی لگائے بغیر دیے جاتے ہیں۔ معیشت کے ماہر یہ جاننے سے قاصر ہیں کہ معیشت کو فروغ دینے کا یہ کون سا طریقہ ہے؟

(بقیہ صفحہ ۴۱ پر)

اللہ کی تدبیر

ام حسن

مسلمانوں کی ظاہری صورتِ حال دیکھ کر بہت سے ظاہر پرست، ''زمینی حقائق'' کو ماننے والے اور تشکیک زدہ ذہن مایوسی کا شکار ہو جاتے ہیں اور یہ سوال کرنے لگتے ہیں کہ اگر اسلام دین برحق ہے تو اس کے ماننے والوں پر دنیا بھر میں ہر جگہ قہر و غضب کیوں نازل ہو رہا ہے؟ پھر وہ مسلمانوں کی زبوں حالی اور کفر یہ طاقتوں کی ظاہری ترقی اور کامیابی کے اسباب دیکھنا اور گننا شروع کر دیتے ہیں۔ ایسے میں اگر کوئی انہیں امید کی کرن دکھا کر کہے کہ ان قوتوں کا زوال اب قریب ہے۔ اللہ ان ظالموں کو گھیرے میں لیے ہوئے ہیں اور بصیرت والوں کو ان کا انجام بدصاف نظر آ رہا ہے، تو یہ عقل و دانش والے لوگ ایسے فرد کو قابلِ ترس اور خوش فہم سمجھ کر افسوس کرتے ہیں۔ ان کا خیال یہ ہے کہ امریکہ اور یورپ کی آسمان کو چھوتی سائنسی اور معاشی ترقی، جنگی ساز و سامان اور ٹیکنالوجی، علم و دانش (حقیقت میں جہالت) کی خیرہ کن چمک اور سیاسی استحکام کے ہوتے ہوئے ان قوموں کے زوال کی بات کرنا احمقوں کی جنت میں رہنے کے مترادف ہے۔ ظاہر بین نگاہوں کے مطابق تو ان کا یہ دعویٰ بالکل ٹھیک ہے مگر کیا کیا جائے کہ کائنات میں قضا و قدر کے امور اور قوموں کے عروج و زوال کے فیصلے جس ہستی کے ہاتھ میں ہیں وہ ''زمینی حقائق'' کے ساتھ ساتھ ''اخلاقی پیمانے'' بھی مدنظر رکھتی ہے۔

اس کی کائنات کا بنیادی وصف 'عدل' (میزان) ہے اور اس نے صاف صاف متنبہ کر دیا تھا کہ ''اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيزَانِ'' (سورہ الرحمٰن) یعنی انسان کو خبردار کیا گیا کہ اس میزان (عدل) میں خلل نہ ڈالنا، مگر یہی وہ انسان ہے جسے اللہ تعالیٰ نے خود ''ظلوماً جھولا'' یعنی ظالم اور جاہل کہا ہے۔ اس انسان کو اپنے ہی ابنائے نوع پر ظلم ڈھانے کا بڑا شوق ہے اور یہ شوق ہے کہ اسی جیسے انسان اسے ''سپر'' (super) مان لیں۔ ناقابلِ تسخیر مان لیں اور خدا مان لیں'' فقال انا ربکم الاعلیٰ '' (النّٰزعت) یعنی ''اس نے کہا کہ میں ہی تمہارا رب اعلیٰ ہوں'' (وہی سپر پاور!!!)۔ اسی طرح سپر پاور بن کر اسے اپنی ہی جنس کے افراد کو چیرنے پھاڑنے اور ستم ڈھانے کے اختیارات مل جاتے ہیں۔ یہ اختیارات بظاہر لامحدود نظر آتے ہیں مگر ایک طاقت ور ہاتھ ہوتا ہے جو انہیں محدود کر رہا ہوتا ہے اور مقررہ وقت پر انہیں چھین بھی لیتا ہے۔

تاریخ کا قبرستان ایسے افراد اور ایسی قوموں کی قبروں سے بھرا پڑا ہے مگر افسوس ناک امر یہ ہے کہ انسان سبق حاصل نہیں کرتا۔ بہرحال ''ظلم پھر ظلم ہے بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے''، ظلم کی حکومتیں زیادہ دیر چل نہیں سکتیں۔ ایسی حکومتیں اور قومیں خواہ نمرود بن جائیں یا فرعون یا ذرا قریب کے زمانوں میں روم کی سپر پاور ہو یا ایران کی سپر پاور، اللہ تعالیٰ جب ان کی ظلم سے بھری کشتی ڈبوتا ہے تو اس کی بربادی پر ایک آنکھ بھی آنسو بہانے والی نہیں ہوتی۔ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ وَمَا كَانُوا مُنْظَرِينَ (سورہ الدخان: ۲۹)

''ان پر نہ آسمان رویا، نہ زمین اور نہ ہی انہیں مہلت دی گئی''۔

ان ظالموں کی پکڑ کے آثار عین ان کے عروج میں ظاہر ہونا شروع ہو جاتے ہیں لیکن تکبر اور رعونت اور جہالت کے سبب وہ اسے سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں۔

(واللہ محیط بالکفرین)

''اللہ تعالیٰ ان کافروں کو گھیرے میں لیے ہوئے ہے''۔

گزشتہ صدیاں مختلف قوموں کے گوناگوں ظلم و ستم سے بھری ہوئی ہیں۔ بالکل قریبی مثال یو ایس ایس آر (یونائیٹڈ سٹیٹس آف سوویت رشیا) کی ہے۔ ۷۰ سال تک بدترین اور وحشیانہ مظالم ڈھانے اور نسلوں کی نسلیں (بالخصوص مسلمانوں کو) تہہ تیغ کر دینے اور اپنے تئیں ''خدا کو دیس نکالا'' دینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس خوفناک عفریت کو بے سروسامان اور کمزور افغان مجاہدین کے ہاتھوں پٹوا دیا۔ اس ریچھ کے ٹکڑے اڑنے پر نہ آسمان رویا نہ زمین روئی۔ اس ریچھ کی موت کے بعد امریکہ واحد ''سپر طاقت'' بن گیا۔ امریکہ کی سمجھ میں نہ آئے کہ دشمن کے بغیر اسکی وحشی جبلت کی تسکین کیسے ہوگی؟ ادھر ادھر نظر دوڑائیں، اسے سب اپنے مقابلے میں پست کمزور اور چوہے نظر آئے۔ پھر اس کی نظر اپنے دیرینہ دشمن 'اسلام' پر پڑی۔ اس نے 'تہذیبوں کے تصادم' کا نظریہ تراشا اور علی الاعلان یہ کہا کہ اب اس کے مقابلے میں واحد تہذیب، جو اس کے سامنے خم ٹھونک کر کھڑی ہو سکتی ہے، وہ اسلام ہے۔ اور اب پوری دنیائے کفر کو متحدہ قوت کے ساتھ اسلام مٹانے کی مہم کا ساتھ دینا چاہیے۔ انہوں نے مسلمانوں کو سویا ہوا شیر سمجھا۔ اور یہ جانا کہ یہ کسی بھی وقت بیدار ہو کر انہیں ختم کر سکتا ہے۔ عقل مندی یہی ہے کہ یا تو اسی صورت میں ہی ابدی نیند سلا دیا جائے یا پھر ایسی گہری نیند سلا دیا جائے کہ یہ کبھی نہ جاگے مگر إِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًا O وَأَكِيدُ

مظلوموں کی آہیں عرش کو ہلا رہی ہیں۔ شہدا کا خون مہک دینے لگا ہے۔ امریکہ، پاکستان، افغانستان اور عراق کے عقوبت خانوں میں بند اسیران فی سبیل اللہ کا ایک ایک زخم اور ان پر ڈھائے گئے ایک ایک ظلم کا انجام قریب آ رہا ہے۔ ظالم کی آنکھوں پر تکبر، رعونت اور ذلیل مقاصد کی پٹی بندھی ہوئی ہے۔ اس لیے اسے نہ قدرت کا انتقام نظر آ رہا ہے نہ وہ ذلت آمیز انجام جس کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے عاجز و درماندہ بندوں کے ہاتھوں قریب لا رہا ہے۔

كَيْدًا (سورہ الطارق:۱۵۔۱۶)

''وہ اپنی چال چل رہے ہیں اور میں بھی ایک چال چل رہا ہوں''۔

اللہ کی تدبیروں کو بھلا کون سمجھ سکتا ہے۔اس نے اس ''مہا سپر طاقت'' کا مقابلہ کرنے کے لیے پھر وہی فاقہ کش، بے سروسامان، دربدر مارے مارے پھرتے اور زمانے بھر کے لیے اجنبی افغان اٹھا کھڑے کیے۔کل تک امریکہ اور نیٹو (۴۴ ممالک کی متحدہ فوج) کی افواج قاہرہ کے قاہرانہ اور تباہ کن حملوں اور کارپٹ بم باری کو دیکھ کر کسی کو بھی افغانستان کی مکمل تباہی و بربادی میں شک نہ رہا تھا (سوائے چند سر پھرے دیوانوں کے) مگر آج ساری دنیا دہائی دے رہی ہے، خود امریکہ گلی گلی پکارتا پھر رہا ہے کہ وہ یہ جنگ نہیں جیت سکتے (فاللہ الحمد)۔ ہر دوسرے دن کسی نہ کسی جنرل یا سیاست دان کا واویلا اخبارات کی زینت ہوتا ہے کہ ۴۴ ممالک کی لاکھوں کی افواج، جدید ترین اور ہلاکت خیز اسلحہ اور ساز وسامان کے باوجود، چند ہزار مجاہدین کو زیر نہیں کرسکتی۔وہ کہتے ہیں مقابلہ سخت ہے، مزاحمت سخت تر ہوتی جا رہی ہے۔۹۰ فیصد علاقے پر طالبان کا کنٹرول ہے۔وہ ان کے ہاتھ نہیں آتے (باوجود اس کے کہ جارح فوجوں کو سٹیلائٹ نگرانی اور زمینی جاسوسی کی تمام تر سہولتیں حاصل ہیں اور وہ زمین پر چلنے والی چیونٹی تک دیکھ لینے کا دعویٰ کرتے ہیں)۔یہ جھنجھلا کر جو بم باریاں کرتے ہیں، ان میں عامۃ المسلمین ہی اللہ کو پیارے ہوتے ہیں۔خود نیٹو فورسز کی ہلاکتوں کا اوسط ہر ماہ کم وبیش ایک ہزار ہے۔افغان فوجی اس کے علاوہ ہیں۔مگر یہ ہلاکتیں میڈیا پر نہیں آنے دی جاتیں۔کچھ اس لیے بھی تعداد کم نظر آتی ہے کہ امریکہ کی باقاعدہ فوج تو کم بھیجی گئی ہے مگر پرائیویٹ فوج زیادہ ہے، جس میں عموماً ہسپانوی یا افریقی میرینز ہوتے ہیں۔ چنانچہ جب ہلاکتیں ہوتی ہیں تو صرف اول الذکر بطور امریکی فوجی ڈکلیئر ہوتے ہیں اور موخر الذکر کا ذکر گول ہوجاتا ہے۔

اس جنگ کے بھاری بھرکم اخراجات نے امریکہ کی کمر توڑ کے رکھ دی ہے۔قدرت ظالموں کا انجام قریب تر لا رہی ہے۔عالمی کساد بازاری نے پورے امریکہ اور پورے یورپ کو لپیٹ میں لے رکھا ہے۔عارضی ٹیکے انہیں وقتی سہارا دے رہے ہیں مگر کسی بھی وقت یہ معیشت دھڑام سے گرنے والی ہے۔کچھ دن پہلے آئس لینڈ میں آتش فشاں پھٹ گیا اور اس کے نتیجے میں یورپ بھر کی فضا کو جس گردوغبار (جس میں گندھک، سلیکون اور نہ جانے کیا کچھ شامل تھا) نے ڈھانپ لیا، وہ کینیڈا تک پہنچا اور اس کے نتیجے میں ہزاروں پروازیں منسوخ ہوئیں۔ایئرپورٹ بند ہوگئے، لاکھوں مسافر ایئرپورٹس پر کئی کئی دنوں کے لیے پھنس گئے۔یہاں تک کہ ایئر لائن انڈسٹری گروپ (آیاٹا) کو فریاد کرنا پڑی کہ کچھ کرو!!! اندازہ ہے کہ پروازوں کی منسوخی سے ایئر لائن انڈسٹری کو روزانہ ۲۵۰ ملین ڈالر کا نقصان ہو رہا ہے۔وہ کہتے ہیں کہ یہ نقصان نائن الیون سے ہونے والے نقصان سے بھی تجاوز کرسکتا ہے (نوائے وقت۔۲۱اپریل)۔یہ آتش فشاں دوبارہ لاوا اگلنے لگا۔ایئرپورٹ دوبارہ بند کرنے پڑے۔انہوں نے پھر سے اپیل کی کہ ''اس قسم کا بحران تباہ کن ہے اور اب فضائی کمپنیوں کی مالی مدد کی جانی چاہیے'' (نوائے وقت، ۲۳اپریل)۔

إِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًاO وَأَكِيْدُ كَيْدًا اللہ ان ظالموں کو بتدریج تباہی کی طرف لے جا رہا ہے۔مظلوموں کی آہیں عرش کو ہلا رہی ہیں۔شہدا کا خون مہک دینے لگا ہے۔ امریکہ، پاکستان، افغانستان اور عراق کے عقوبت خانوں میں بند اسیران فی سبیل اللہ کا ایک ایک زخم اور ان پر ڈھائے گئے ایک ایک ظلم کا انجام قریب آ رہا ہے۔ظالم کی آنکھوں پر تکبر، رعونت اور ذلیل مقاصد کی پٹی بندھی ہوئی ہے۔اس لیے اسے نہ قدرت کا انتقام نظر آ رہا ہے نہ وہ ذلت آمیز انجام جس کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے عاجز و درماندہ بندوں کے ہاتھوں قریب لا رہا ہے۔قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِأَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ O وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ (التوبۃ: ۱۴۔۱۵)

''ان سے قتال کرو (جنگ لڑو) اللہ تمہارے ہاتھوں سے ان کو سزا دلوائے گا اور انہیں ذلیل وخوار کرے گا اور ان کے مقابلے میں تمہاری مدد کرے گا اور بہت سے مومنوں کے دل ٹھنڈے کرے گا اور ان کے قلوب کی جلن مٹائے گا''۔

افسوس کہ ان ظالموں اور جابروں کا ساتھ دینے والے نام نہاد مسلمان حکمرانوں کی آنکھوں پر بھی اپنے پست مقاصد کی پٹی بندھی ہوئی ہے ورنہ ان کو بھی یہ نظر آ جاتا کہ یہ جہاز تو اب ڈوبنے والا ہے۔اس میں جو بھی سوار ہوگا وہ اسی انجام سے دوچار ہوگا۔اگر یہ عاقبت نااندیش اور خودغرض حکمران ذرا بھی بصیرت رکھتے تو اس گرتی ہوئی دیوار کو ایک دھکا اور دے کر اپنا نام تاریخ میں امر کر لیتے......خیر ان کا نعرہ یہ ہے کہ ''بدنام نہ ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا''۔پس ان حکمرانوں اور دانش وروں کے نام بھی تاریخ کے صفحات کی زینت ضرور ہوں گے مگر غداروں، خیانت کاروں، بزدلوں اور عاقبت نااندیشوں کی فہرست میں! واللہ غالب علی امرہ ولکن اکثر الناس لایعلمون

☆☆☆☆☆

بقیہ: جانشین زرقاویؒ ابوعمر البغدادی اور ابوحمزہ المہاجر کی شہادت

عراق کی جہادی تنظیموں جماعت انصار الاسلام کی قیادت اور جیش الاسلام کے علاوہ تنظیم القاعدہ مغرب الاسلامی (الجزائر) نے اپنے پیغام میں انہی جذبات اور عزائم کا اظہار کیا۔ صومالیہ کے حرکۃ الشباب المجاہدین کے دو فدائی مجاہدین نے صلیبیوں کے عسکری مرکز پر ٹرک سے فدائی حملہ کیا اور اس مہم کا نام ''ابوعمر البغدادی اور ابوحمزہ المہاجر کا انتقام'' رکھا۔امیر حرکۃ الشباب شیخ مختار ابوزبیر نے ایک طویل آڈیو بیان ''دولۃ الاسلام قائم رہے گی'' کے عنوان سے دیا۔اس بیان میں انہوں نے ان راہ نماؤں کی منقبت بیان کرتے ہوئے کہا کہ ''جو لوگ مسجد اقصیٰ کو حاصل کرنا چاہتے ہیں، یہ دونوں راہ نما ان کے لیے خط اول کی حیثیت رکھتے تھے''۔ان شہید راہ نماؤں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ ''آپ ملاء اعلیٰ میں اپنے دوستوں اور قائدین ابومصعب الزرقاویؒ اور ابوانس شامیؒ (اللہ ان کی شہادت قبول فرمائے) کے پاس چلے گئے ہیں۔میادین جنگ جانتے ہیں کہ تم کیسے دلیر اور بہادر تھے، تم کتنے عظیم اور اہم تھے اور تم ہمیشہ دین کے دشمنوں کو تہہ تیغ کرنے میں پیش پیش رہتے تھے''۔

☆☆☆☆☆

عافیہ... کیا اسیری ہے کیا رہائی ہے!

عامرہ احسان

پوری دنیا کے مسلمان ہی اس وقت قیدی ہیں! کچھ وہ جو جیلوں، عقوبت خانوں، زندانوں میں اپنے ایمان کی قیمت چکا رہے ہیں۔ فی سبیل اللہ قیدی! اور باقی وہ سب جو خواہشات کے قیدی ہیں نفس کے اسیر ہیں، حب دنیا کی زنجیریں ان کے قدم جکڑے ہوئے ہیں، گردنوں میں طوق ہیں، کبر و نخوت کے، وطنی، قومی، مسلکی، گروہی، جماعتی، سیاسی عصبیتوں کے، آنکھوں پر دنیاوی مفادات نے پٹیاں باندھ رکھی ہیں، پردے ڈال رکھے ہیں کنٹوپ چڑھا دیے ہیں۔ کانوں میں گرانی ہے، زبانوں پر تالے ہیں۔ خوف نے پہرے بٹھا رکھے ہیں۔ ادھر خوف ہے ایمان کا جسے وہ سینے سے لگائے، بچائے ہر قیمت چکانے پر تیار ہیں۔ اِدھر خوف ہے دنیا چھن جانے کا، عافیت کھو جانے کا، کمائے ہوئے مال، محبُوب گھر، تجارتیں، نوکریاں داؤ پر لگ جانے کا۔ یہ اسیری بھی بہت بھاری اسیری ہے جس کے مظاہر چہار جانب اپنے پورے گلیمر کے ساتھ مسلمان کو اپنی گرفت میں لیے ہوئے ہیں۔ یہ وہی گرفتاری ہے جس کی تشخیص اقبالؒ کر گئے تھے

؎ مجھے تہذیب حاضر نے عطا کی ہے وہ آزادی
کہ ظاہر میں تو آزادی ہے باطن میں گرفتاری

سوا ارب کی امت (الا ماشاءاللہ) ظاہراً آزاد ہے لیکن باطن میں کوئی اسیری سی اسیری ہے۔ نا قابل بیان، قابل رحم، وجہ وہی ہے جو بلک کر اقبالؒ ہی نے بیان بھی کر دی تھی

؎ مری دانش ہے افرنگی
مرا ایمان ہے زناری!

ان دو قسم کے قیدیوں کے بعد آزاد بندے اصلاً صرف وہی ہیں جو اللہ کی پکار، بانگ لِا تخف پر لبیک کہہ کر مثل کلیم معرکہ آرا ہیں! وقت کے فراعنہ کے لیے غرقابی کا پیغام لیے، نمرود کے دماغ کا مچھر بنے۔ 21 ویں صدی کی آخری صلیبی جنگ کے اس عظیم معرکے میں ہلاکت خیزی کے سامانوں سے لدی پھندی عالمی طاقتیں مچھر کے خوف سے راتوں کو بلبلا کر اٹھ بیٹھتی ہیں۔ پکڑو، مارو، کاٹ کھائے گا، ناک میں گھس جائے گا کا دماغی دورہ دورِ حاضر کے نمرود کو اپنی زرعی کھاد سے بم بنا کر سپر پاور کو زیر کرنے والے آزاد بندوں کے سبب ہی ہے!!!

نفس کے قیدیوں، خواہشات کے اسیروں کے لیے بدترین مثال پرویز مشرف کی ہے جو سرخیل ہے 59 اسیر مسلم ممالک کے کرزئیوں کا! وہی مشرف جو کفر کی آنکھ کا تارہ تھا، جو بش اور بلیئر کے کندھے سے کندھا جوڑ کر اپنا قد اونچا (ہمارا قد چھوٹا) کیا کرتا تھا! وہ مال و دولت جو قوم اور اس کے بیٹے، حتیٰ کہ عافیہ جیسی بیٹی کو بیچ کر اکٹھی کی، جس سے وہ فارم ہاؤس کے نام پر کروڑوں کی مالیت کا محل تعمیر ہوا جس کے چوکیدار اور خصوصیّت سے بنائی گئی شاندار سڑکیں آج سونی پڑی اس کی راہ تک رہی ہیں۔ وہ خود کہاں ہے، کس حال میں ہے؟ واپسی کا ڈھلوانی سفر شروع ہے۔ (Down the hill) پروٹوکول واپس لیا جا چکا ہے۔ سکیورٹی ہٹ چکی ہے (وہ یوں بھی بے معنی تھی کہ گدھ کے شکار میں کسے دلچسپی ہو سکتی ہے) نیویارک ایئرپورٹ پر بیلٹ اور جوتے اتروائے گئے، بیگم صاحبہ کی چوڑیاں زیورات اتروائے گئے! قصہ مختصر

؎ پھرتے ہیں میر خوار کوئی پوچھتا نہیں۔

میر کو تو صرف پوچھے نہ جانے کا شکوہ تھا لیکن یہاں ستم بالائے ستم یہ ہے کہ ان معنوں میں تو پوچھتے ہی نہیں اور جب پوچھتے ہیں تو بیلٹ، جوتے اتروا کر پوچھتے ہیں۔ 9/11 کے بعد امریکہ کے آگے ہاں کرتے ہوئے موصوف شاہ ایران کو کیونکر بھول گئے تھے؟ شاہ سے بڑھ کر وہ امریکہ کے وفادار نہیں ہو سکتے تھے لیکن بیچارے شاہ ایران کو تو امریکہ نے دو کوڑی کا نہ چھوڑا دو گز زمین بھی نہ ملی کوئے یار میں۔ یعنی ایران میں تو تدفین کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا اسے امریکی یاروں نے امریکہ میں مرنے، دفن ہونے کی اجازت دینے سے بھی انکار کر دیا اس خوف سے کہ امریکہ، ایرانی عوام کے غیض و غضب کا نشانہ نہ بن جائے! اسکی روشنی میں پرویز مشرف اور ہمارے ہاں کے موجودہ شاہوں کے لیے کافی سامان عبرت موجود ہے! یعنی امریکہ سے دوستی دو دھاری تلوار ہے۔ پکار اٹھتی ہے، امریکہ کا جو یار ہے غدار ہے غدار ہے۔ بلکہ وہ خوار ہے وہ زار ہے! یہ ہے نتیجہ نفس کی بدترین قید میں چند برس ضائع کر دینے کا۔ اس سے بھی المناک خوفناک پہلو یہ ہے

؎ اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

آیئے اب دوسرے قیدیوں کی طرف لوٹیے۔ یہ قیدی فی سبیل اللہ قیدی۔ یہ رازِ زندگی سے آگاہ قیدی! ان کی سرخیل ڈاکٹر عافیہ صدیقی ہے۔ جو بظاہر قید ہے لیکن واللہ وہ ہم سے زیادہ آزاد اور ہم اس سے زیادہ قید ہیں، بندھے پڑے ہیں! وہ آزاد روح، خوشبو کی طرح ہے جس کو کوئی قید نہیں کر سکتا۔ اقبالؒ نے اس بلند فطرت اسیرہ کی بابت ہی تو لکھا ہے اور وہ بے شمار ان گنت بھی جو اسی کی طرح اہلِ کفر یا ان کے نوکروں چاکروں کی قید میں ہیں

؎ ہے اسیری اعتبار افزا جو ہو فطرت بلند
قطرہ نیساں ہے زندانِ صدف سے ارجمند
مشکِ اذفر چیز کیا ہے اک لہو کی بوند ہے
مشک بن جاتی ہے ہو کر نافۂ آہو میں بند

(بقیہ صفحہ ۳۹ پر)

ہائے! ظلم کی شب اور یہ پیہم آنسو......

طیبہ اسلم

اندھیری راتوں کی سیاہی بڑھتی جارہی ہے......میرے کانوں میں گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز مسلسل گونج رہی ہے......ایک......دو......تین نہیں ہزاروں...... پے در پے چلے آنے والے قافلے......!!

یہ قافلے صدیوں سے چلے آرہے تھے......منزلوں کی تلاش میں پر پیچ راستوں اور خطرناک گھاٹیوں کو عبور کرتے......دریاؤں...... پہاڑوں اور سمندروں کو عبور کرتے...... حوا کی بیٹیوں کی عصمت وعفت کے تحفظ کی خاطر ان کا سفر جاوداں ہے......آنکھیں موند کر میں نے ان قافلوں کی شبیہہ سوچنا چاہی ہے......مگر......جلتی سلگتی آنکھیں بند ہونے کا نام ہی نہیں لے رہیں...... میں نے چاہا ہے کہ میں قافلۂ حق کی خوشبو محسوس کرسکوں......ان کے تصور کو اپنے ذہن میں جگہ دے کر ان کی پاکیزگی کے نغمے بیان کرسکوں......مگر میرے تصور کی آنکھ ظلم کی سختیوں سے نڈھال اور سرد چہرے پر آکر رک سی جاتی ہے......اور......گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز دور ہوتے ہوتے چند کرب ناک چیخیں میری سماعت سے ٹکرانے لگتی ہیں...... میں چاہتی ہوں کہ قافلۂ حق کے سرفروشوں کی چمک دار پرعزم آنکھوں کا قصیدہ لکھوں مگر...... نجانے کیوں......بجھی بجھی، جھکی ہوئی نیم بند آنکھیں مجھے نوحہ لکھنے پر مجبور کررہی ہیں......

میں نے چاہا ہے کہ اپنے دل میں ممتا کی چنگاری سے مجبور ہوکر اسلام کی سربلندی کے لیے قربان ہوجانے والے بیٹوں کا ذکر کرڈالوں مگر......وہ نیم جاں وجود جس کی ممتا کے آنگن میں تین پھول کھلے تھے......اس کے پھولوں کی بکھری پتیاں...... مجھے تڑپائے دے رہی ہیں۔

میں نے سوچا تھا کہ میں اس عفت وعصمت کے پیکر پر کبھی کچھ نہیں لکھوں گی کہ میرا قلم نہ اس کے مقام کو پہچان سکتا ہے اور نہ میرے الفاظ اس کی ہمت کی داستان لکھ سکتے ہیں......وہ سرفروش بن کر میدانِ عمل میں ہے اور ہم بیڈ رومز میں بیٹھے چند الفاظ کہہ کر حق ادا تو نہیں کرسکتے......کیا میرا قلم میری تلوار سے زیادہ کارگر ہوسکتا ہے؟ صرف میرا ہی نہیں آپ کا بھی!

کیا الفاظ......عملی قربانیوں کے برابر ہوسکتے ہیں......؟ یا دکھ کی وہ لہر جو میرے سینے سے اٹھ کر ذہن میں ارتعاش پیدا کرتی ہے اور پھر تھوڑی دیر کے بعد ڈھیروں مسائلِ زندگی میں گم ہوکر رہ جاتی ہے، بھلا اس جذبے کے برابر کبھی ہوسکتی ہے جو میدانوں میں لے جاتا ہے اور آبلہ پا ہوکر بھی سفر در سفر پر مجبور رکھتا ہے۔ میں نے سوچ رکھا تھا کہ اب میرا قلم کبھی ان مردہ دلوں کو جھنجھوڑنے کے لیے نہیں اٹھے گا جن کے چند آنسو گالوں سے ڈھلک کر صفحوں پر نشان ضرور ڈالتے ہیں مگر باپ، بھائی اور بیٹوں، شوہروں کو راہِ حق کا مسافر بننے پر مجبور نہیں کرپاتے......اور......جن کے لبوں سے آہ تو نکلتی ہے مگر پھر جلد ہی بے باک قہقہوں میں گم ہوجاتی ہے۔

مگر میری سوچ کے دھارے آج پھر عفت وعصمت کے پیکر کے چہرے پر پھیلی ظلم کی سیاہی کے نقوش دیکھ کر بہہ نکلے ہیں!! واللہ! کیا اسلام لاوارث ہوگیا ہے؟؟

کیا دخترانِ اسلام کے دلوں سے وہ جذبے مٹ گئے ہیں، جو صرفِ حنا کا رنگ ہی نہیں......لہو کا رنگ بھی پسند کرتے ہیں......!! ہاتھ صرف مہندی لگانے اور کلائیاں صرف چوڑیاں پہننے کے لیے ہی تو نہیں؟؟...... پھول صرف گلاب کے ہی نہیں ہوتے...... بلکہ کچھ پھول لہو رنگ میدانوں میں کھلتے ہیں اور جنت کی خوشبو ان میں رچ بس سی جاتی ہے۔ ذرا سوچیے......!!

کیا ان پر بپا یا جانے والا ظلم بھی ہمیں یہ شعور نہیں دیتا کہ اب تو گھروں کے کواڑ کھول دینے کا وقت آگیا ہے......میدان سجا ہے......وہ صرف ہمارے ہی باپوں، بھائیوں، بیٹوں اور شوہروں کا منتظر ہے......اور ان جذبوں کا بھی جو صرف آنکھوں سے آنسو ہی نہیں بلکہ دشمن کے سینے سے لہو بھی نکالتے ہیں......!

ساڑھے سات برس ظلم وہزیمت کی چکی میں پستی ہوئی عافیہ صدیقی کی حمایت میں قراردادیں پاس کرنے والے...... جلسے جلوس اور مظاہرے کرنے والے اگر یہ سمجھتے ہیں کہ وہ حق ادا کررہے ہیں تو وہ غلطی پر ہیں...... اور یہ وہ فاش غلطی ہے جسے ایک بار نہیں سینکڑوں بار دہرایا جاچکا ہے......اب بھی وقت ہے کہ ہم غلطیوں سے سبق سیکھ کر ظلم کی اس تاریک شب کو ایک خوشنما روشن سحر میں بدل دیں......صرف اک ذرا سے حوصلے کی ضرورت ہے......کہ اللہ ظلم کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے والوں کا مددگار ہوتا ہے......

میں نے آنکھیں بند کرلی ہیں......ایک بار پھر میرے کانوں میں گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز گونجنے لگی ہے۔ میں نے پلٹ کر قافلۂ حق کے سرفروشوں کو دیکھنا چاہا مگر گھوڑوں کے سموں سے اٹھنے والی گرد کے پیچھے کچھ دکھائی نہیں دے رہا......بس وہ قریب آرہے ہیں......اے ہواؤ! اے فضاؤ!...... ہر عقوبت خانے کے دروازے پر نوید فتح سنادو......انہیں بتادو کہ اسلام کی بیٹیوں کی جذبے ابھی مردہ نہیں ہوئے...... یہ کیوں کر ممکن ہے؟؟ اللہ کا حکم سن کر بھی ان کے جیتے جی......مرد گھروں میں مقیم ہوجائیں......وہ دیکھو......وہ نکل پڑے ہیں......!!

عافیہ صدیقی پر لکھے جانے والے ہزاروں کالمز، مضامین، تحاریر، ڈھیروں الفاظ......بیش بہا جذبوں میں ڈوبے ہوئے الفاظ......کیا یہ سب عافیہ صدیقی پر اٹھنے والے ایک بھی ہاتھ کو روک سکے ہیں......؟؟ جواب دیجیے!!

عراق کی نور فاطمہ کی آواز آج بھی ہمارے دلوں کو لہولہو کیے دیتی ہے......فلسطین

کی ہزاروں بیٹیاں آج بھی اسرائیل کے کیمپوں میں تڑپتی سسکتی رہتی ہیں...... اور کہیں دور اب عافیہ صدیقی کا تاعمر قید کا پروانہ بھی شاید جاری ہو چکا ہو...... اور ان اَن گنت پاکیزہ گم نام دختران کا تذکرہ تو میرا قلم کر ہی نہیں سکتا جن کی آہیں کبھی عقوبت خانوں سے باہر آ ہی نہیں سکیں...... ان سب کے جسم فولاد کے تو نہیں ہیں؟ ان کے بھی بھائی، بہن، بچے، خاندان سبھی کچھ تو ہے......!! ان کا دل بھی اپنے پیاروں سے ملنے کو تڑپتا اور ظلم کی اس آماجگاہ سے بھاگ جانے کو چاہتا ہے۔

جن کے دلوں میں ممتا کا جذبہ ہے وہ صرف ایک لمحے کو خنساءؓ کی قربانی سوچیں اور پھر بتائیں کہ ہم روز یہ ظلم کی داستانیں پڑھتے ہیں اور صرف اسی لیے آنسو بہا کر خاموش نہیں ہو جاتے کہ ہمارے دلوں سے وہ جذبہ عنقا ہے......؟ فک العانی کا حکم کیا اسی امت پر نہیں اترا......؟ اور ذرا دیکھیے تو...... کیا ہم اسی امت کے ایک فرد نہیں......؟ اگر یہ امت...... امتِ توحید ہے تو کیا اس کے بیٹے آپ کے بھائی نہیں اور اس کی بیٹیاں آپ کی بہنیں نہیں......؟؟ ایک ابو غریب...... کیوبا...... بگرام کو چھوڑیے...... ہزاروں ابو غریب کیوبا ہیں جو آپ ہی کے ملک میں ناموں کے فرق سے موجود ہیں...... اور سب کچھ چھوڑیے...... یہ بناتِ جامعہ حفصہ تو آپ کی وہ بہنیں ہیں جنہیں آپ جانتے...... دیکھتے اور...... پہچانتے بھی ہیں......!!

میں نے آنکھیں کھول کر دیکھنا چاہا ہے......مگر آنسوؤں کے پردے بیچ میں حائل ہو گئے ہیں......لیکن مجھے امید ہے کہ وہ اک دن ضرور ان قفلوں کو توڑنے پہنچ جائیں گے جن کے پیچھے ہمارے دل کے ٹکڑے بند ہیں...... اک دن ضرور......!!!

راستے منزلوں میں بدل جائیں گے
فاصلے جس قدر ہیں سمٹ آئیں گے!
یہ خزاں کی جو بدلی ہے، چھٹ جائے گی
بے قراری کو چین آخر آ جائے گا
غم میں رونے کی عادت بھی گھٹ جائے گی
روح تک کی تھکاوٹ اتر جائے گی
ٹہنیاں موسموں کا ثمر پائیں گی
بھیج کر غازیوں کو جو محمل میں ہیں
اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا وہ کر پائیں گی
دل پگھل جائیں گے، آنکھ کھل جائے گی
خواب منظرِ حقیقت میں ڈھل جائیں گے
کارواں جو لٹے تھے سنبھل جائیں گے
راستے منزلوں میں بدل جائیں گے
رب نے چاہا تو سب ٹھیک ہو جائے گا
ہاں! مگر ہم سفر...... جانِ جاں......راز داں!
پُر مشقت اداؤں سے پہلے ذرا
رحمتوں کی گھٹاؤں سے پہلے ذرا
کچھ دعاؤں میں بھی تو اثر چاہیے!!!

☆☆☆☆☆

بقیہ: عافیہ... کیا اسیری ہے کیا رہائی ہے!

مزید اس کی وضاحت آگے یہ فرماتے ہیں کہ کوے چیلوں کی یہ کہانی نہیں یہ سعادت تو ''قسمتِ شہباز و شاہین'' ہے۔ آج سارے شہباز و شاہین عقوبت خانوں میں ہیں یا میدان ہائے کارزار میں۔ ہمارے افق چیل کووں نے سیاہ کر رکھے ہیں۔ ملحمۃ الکبریٰ کے لیے مومن لشکری گوہر نایاب، گوہر تابدار اور مشک اذفر بننے کو زندانوں میں سنوارے جا رہے ہیں۔ گوانتاموکے اسیروں کو مبشرات میں حضرت عیسیٰؑ آمد کی خوشخبری دے چکے ہیں۔ پوری کب ہوگی؟ ہم نہیں جانتے۔ ہمیں تو اپنے حصّے کا کام اسی لشکر کا حصّہ بن کر کرتے رہنا ہے۔ پھر ان شاء اللہ اس کے بعد کی دنیا کا ہر منظر سہانا ہے۔ یہاں بھی، وہاں بھی۔

مسند احمد میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ارشاد فرمودہ کہانی ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرعون کی بیٹی اور اس کی اولاد کی کنگھی کرنے والی مومنہ کے حوالے سے سنائی ہے جس کی خوشبو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کے موقع پر محسوس کی تو حضرت جبرئیلؑ نے فرعون کے ظلم کے مقابل ثابت قدم رہنے والی اس مومنہ صالحہ کے بارے میں بتایا۔ ایمان کی پاداش میں اس خاتون کو اس کے بچوں سمیت شہید کر دیا گیا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نہایت اعلیٰ اور پاکیزہ خوشبو کی بابت اسے بیان فرمایا۔ جو اس کے گویا ایمان اور عمل مقبول کی خوشبو تھی! عافیہ کو اللہ تعالیٰ سلامتی عطا فرمائے۔ وہ خوشبو امریکہ کی جیل میں آہستہ آہستہ پھیل رہی ہے اس کی استقامت نے کئی لوگوں کو ایمان کی راہ دکھائی ہے۔

عافیہ کی والدہ اور بہن کے مطابق اسے بچپن میں ہی سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے خواب میں کتابیں دی تھیں۔ شاید یہ ایمان کی شان وہیں سے حاصل کردہ ہے۔ امریکہ جانے سے پیشتر بھی اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عائشہؓ کی زیارت ہوئی جن میں سے ایک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عافیہ کو اپنی بیٹی کہہ کر پکارا اور آج بھی قید خانے کی تنہائیوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بار بار زیارت اسے سہارا دیے ہوئے ہے جب پوری امت اس بچی کو چھوڑے بیٹھی ہے اسی پر بس نہیں ان کے مطابق کئی لوگوں نے پریشان ہو کر یہ بھی بتایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں تشریف لائے اور ناراض ہیں کہ تم نے عافیہ کے لیے کچھ نہیں کیا۔ فکر اور پشیمانی کے ساتھ یہ افراد بے قرار ہو کر اپنی خدمات اموال پیش کر رہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہیں۔

شعیب اور ثانیہ بخار جس میں قوم پھنک رہی تھی ختم ہو گیا ہو تو ذرا آنکھ کھول کر دیکھیے۔ عافیہ کا فیصلہ آیا چاہتا ہے سمجھ میں نہیں آتا کس قیدی کی رہائی کی دعا زیادہ کی جائے۔ عافیہ کی جو آزاد ہے مگر قید ہے یا ہم جو آزاد ہیں لیکن گرفتار ہیں! (معاصر روزنامے میں شائع شدہ)

☆☆☆☆

ورنہ پورا پاکستان وزیرستان بن جائے گا!

سلیم صافی

سلیم صافی کا تعلّق ذرائع ابلاغ میں طاغوتی فکر کی ترویج میں مشغول ایک ادارے سے ہے۔اسی سیاق وسباق کو ذہن میں رکھتے ہوئے اس تحریر کا مطالعہ کیا جانا چاہیے لیکن اس بات کا ادراک ان ان حلقوں کو بھی ہو چکا ہے کہ مجاہدین کے اہداف اور مقاصد کیا ہیں؟؟؟اور تمام مجاہدین آپس میں ایک ہی ہیں۔

کسی نے کہا تھا کہ ''تم ساری دنیا کو کچھ وقت کے لیے اور کچھ لوگوں کو عمر بھر کے لیے بے وقوف بنا سکتے ہو لیکن ساری دنیا کو ساری عمر کے لیے بے وقوف بنانا ممکن نہیں''۔لیکن ہم ہیں جو ایک عرصے سے اس ناممکن کو ممکن بنانے میں مگن ہیں۔ہم تزویراتی،گروہی،مسلکی، سیاسی،صحافتی اور''قومی'' مفاد کی خاطر عسکریت پسندی سے متعلّق غلط بیانیوں کے ذریعے دنیا بھر کو عمر بھر کے لیے بے وقوف بنانے کی کوشش کر رہے ہیں اور اس کوشش میں خود کو بے وقوف بنا ڈالا۔ہم سمجھ رہے تھے کہ ہم امریکہ،بھارت اور دنیا سے کھیل رہے ہیں لیکن کھیل ہمارے ساتھ ہو رہا ہے(لگتا ہے مضمون نگار احوال سے ناواقف ہے:ادارہ)۔نائن الیون کے بعد سے لے کر تادم تحریر امریکہ میں دہشت گردی کا کوئی واقعہ رونما نہیں ہوا۔مقبوضہ کشمیر میں حریت پسندوں کی مزاحمت دم توڑ رہی ہے۔ممبئی واقعہ کو ہندوستان نے جس طرح کیش کیا اور ہم نے اس کی جو قیمت ادا کی،اس کے بعد ہندوستان بھی اسی طرح کی کاروائیوں سے محفوظ ہوتا نظر آ رہا ہے۔جبکہ اس کے برعکس پاکستان،دہشتستان بنتا جا رہا ہے۔عام آدمی اور سیاسی لیڈر تو کب سے نشانہ پر تھے،اب جی ایچ کیو بھی محفوظ نہیں رہا۔مذہبی لیڈروں کے بعد اب ان لوگوں کی بھی باری آتی نظر آ رہی ہے جو عسکریت پسندی کے خالق تھے اور جو اپنے آپ کو عسکریت پسندوں کے استاد قرار دیتے تھے۔

المیہ یہ ہے کہ جو جس قدر زیادہ باخبر ہے،وہ اس قدر زیادہ جھوٹ بول اور کنفیوژن پھیلا رہا ہے۔جن لوگوں کی عرب مجاہدین سے جتنی زیادہ قربت رہی اور جو جتنے زیادہ شیخ اسامہ کے قریب تھے،وہ اس قدر جھوٹ بولتے اور کنفیوژن پھیلاتے،القاعدہ کے وجود اور قوت کا انکار کر رہے ہیں۔ان لوگوں کے مفروضوں پر یقین کر کے اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ نائن الیون یہودیوں کا کیا دھرا ہے اور اس دعوے کو بھی درست مان لیا جائے کہ سینکڑوں کی تعداد میں ویڈیو سی ڈیز بھی جعلی ہیں اور ہزاروں کی تعداد میں تقسیم ہونے والے پمفلٹس اور کتابیں بھی سازش کے تحت تیار ہو کر تقسیم ہو رہی ہیں تو پھر سوال یہ ہے کہ نائن الیون سے بہت پہلے خوست میں پاکستانی صحافیوں کے سامنے اسامہ بن لادن کی پریس کانفرنس اور امریکہ کے خلاف اعلان جنگ بھی کیا یہودیوں کا ڈرامہ تھا؟آخر ملا محمد عمر اخوند نے کن لوگوں کی خاطر اپنے اقتدار کی قربانی دے دی؟کینیا اور تنزانیہ بم دھماکوں کے بعد کیا میڈرڈ،بالی،لندن یا کابل کے سرینا اور اسلام آباد کے میریٹ بم دھماکوں کے منصوبے بھی کیا واشنگٹن میں تیار ہوئے؟۔

طریق کار اور ترجیحات کا فرق تو ایک جماعت کے مختلف افراد کے درمیان بھی نظر آتا ہے۔یقین نہ آئے تو پیپلز پارٹی کے اعتزاز احسن اور بابر اعوان کے طریق کار اور ترجیحات کا فرق ملاحظہ کر لیجیے۔اسی نوع کا فرق اسامہ بن لادن،ملا محمد عمر اور حکیم اللہ محسود وغیرہ کے طریق کار اور ترجیحات میں بھی موجود ہے۔مقامی حالات کا اثر قومی سیاسی اور مذہبی جماعتیں بھی لیتی ہیں۔ہماری قومی اور مذہبی جماعتیں بھی سندھ میں کالا باغ ڈیم کی مخالف اور پنجاب میں حمایت کرتی رہتی ہیں اور یہی فرق ہمیں القاعدہ،افغان طالبان اور پاکستانی طالبان کی سرگرمیوں میں بھی دیکھنے کو ملتا ہے۔لیکن نہ صرف نظریہ،تصور جہاد اور تصور شریعت سب کا ایک ہے بلکہ دشمن بھی سب کا مشترک ہے۔فرق صرف یہ ہے کہ القاعدہ کی ترجیح یہ رہی کہ عالمی سطح پر امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو ٹارگٹ کیا جائے۔افغان طالبان اپنی سرگرمیوں کو افغانستان کی سرحدوں کے اندر تک محدود رکھنے کی پالیسی پر عمل پیرا ہیں جبکہ پاکستانی طالبان کی اکثریت نے شروع دن سے''سب سے پہلے پاکستان'' کا نعرہ بلند کیا ہوا ہے۔القاعدہ افغانستان میں افغان طالبان اور پاکستان میں پاکستانی طالبان کی محتاج ہے۔ان کو پناہ گاہ اور افرادی قوت یہاں سے ملتی ہے لیکن دوسری طرف یہی دونوں القاعدہ کے محتاج ہیں کیونکہ سوچ اور ٹیکنالوجی اس کی فراہم کردہ ہے۔

فدائی حملے جو کہ افغان اور پاکستانی طالبان دونوں کا سب سے موثر ہتھیار رہے،کی ٹیکنالوجی القاعدہ ہی نے افغان اور پاکستانی طالبان کو منتقل کی۔افغان طالبان پہلے تصویر اور ویڈیو کو حرام سمجھتے تھے لیکن اب ویڈیو سی ڈیز ان کی پیغام رسانی کا اہم ذریعہ ہے۔اسی طرح انٹرنیٹ بھی ان دنوں افغان اور پاکستانی طالبان کا موثر ہتھیار ہے اور یہ سب کچھ القاعدہ کی تربیت کی مرہون منت ہیں۔یوں ڈرائیونگ سیٹ پر القاعدہ بیٹھی ہوئی ہے اور اس لیے میرا اصرار ہے کہ القاعدہ کو نظر انداز کر کے عسکریت پسندی کے مسئلے کو حل کیا جا سکتا ہے اور نہ عسکریت پسندوں سے مفاہمت ممکن ہے۔

القاعدہ اور پاکستانی طالبان'امریکہ کی طرح اس کے مسلمان اتحادیوں سے لڑنا بھی فرض سمجھتے ہیں۔ان کی سوچ یہ ہے کہ اگر سوویت یونین کے حامی مسلمان ببرک کارمل یا ڈاکٹر نجیب اور ان کے ساتھی مسلمان افغانیوں سے لڑنا جہاد تھا تو اب امریکہ کے اتحادی حامد کرزئی،شاہ عبداللہ،آصف زرداری اور ان کی فوج یا پولیس سے لڑنا بھی فرض ہے۔اب تو یہ سوچ بھی غلبہ پا رہی ہے کہ امریکہ سے بھی پہلے عرب ممالک اور پاکستان کا علاج ہونا چاہیے۔ان کے اس اپروچ کے ساتھ اب ان کے ہاں انتقام کا عنصر بھی غالب آ رہا ہے۔وہ سمجھ رہے ہیں کہ انہیں امریکہ،عرب ممالک اور پاکستانی اسٹیبلشمنٹ نے استعمال کر کے پھینک دیا۔پہلے انہیں شاباش دی جاتی رہی اور اب ان کے لیے جینا مشکل کر دیا گیا ہے۔پاکستانی ریاست کو وہ

منافقت کا بھی الزام دے رہے ہیں۔ افغان طالبان کی طرح پاکستان میں بھی بعض عسکریت پسند پاکستان کے اندر لڑنے کے روادار نہیں لیکن ایک بڑی تعداد ان لوگوں کی ہے جو القاعدہ جیسی سوچ کے حامل ہیں۔محسود گروپ کے علاوہ پاکستان کی جہادی اور فرقہ وارانہ تنظیموں کے وہ لوگ (پنجابی طالبان) جو قبائلی علاقوں میں منتقل ہو گئے تھے اور اب واپس اپنے علاقوں کا رخ کر رہے ہیں، زیادہ تر اسی سوچ کے حامل ہیں اور یہ افغان طالبان کے مقابلے میں القاعدہ کے زیادہ زیر اثر ہیں۔سوال یہ ہے کہ ہم کب تک دنیا کو بے وقوف بنانے کی کوشش میں اپنے آپ کو بے وقوف بناتے رہیں گے۔ پہلے دعویٰ کیا جاتا رہا کہ قبائلی علاقوں میں کوئی غیر ملکی موجود نہیں ہے لیکن اب جبکہ وہاں پر عربوں اور ازبکوں کی موجودگی سے ہر کوئی باخبر ہو گیا تو دوسری طرح کے دلائل تراشے جانے لگے۔

پہلے یہ جھوٹا پروپیگنڈا ہوتا رہا کہ بیت اللہ محسود امریکی ایجنٹ ہیں لیکن جب انہیں امریکی ڈرون سے نشانہ بنایا گیا تو آئیں بائیں شائیں کا سہارا لیا جانے لگا۔ پاکستانی طالبان اگر امریکی ایجنٹ ہیں تو پھر کرنل امام کی بجائے خالد خواجہ کو کیوں مار دیتے ہیں؟ اب تحریک طالبان پاکستان اور حکیم اللہ محسود سے متعلّق کنفیوژن پھیلائی جارہی ہے۔ ان کی دھمکیوں کو بڑھک قرار دیا جارہا ہے۔ان کی صلاحیت سے متعلّق سوال اٹھائے جارہے ہیں۔ خوست میں امریکی بیس کے اندر واقع سی آئی اے کے مرکز میں عرب فدائی ابودجانہ کے ذریعے امریکیوں کو ذلیل کروانے کے بعد بھی کیا ان لوگوں کی صلاحیت کے بارے میں کسی غلط فہمی کی گنجائش ہے؟ سوال یہ ہے کہ جی ایچ کیو کے اندر کارروائی مشکل ہے یا پھر کسی مغربی ملک کے کسی شہر میں؟ خوست کے سی آئی اے کے مرکز میں فدائی حملہ کرنے والے ابودجانہ کی کارروائی سے قبل حکیم اللہ محسود کے ساتھ ویڈیو فلم کی تیاری، القاعدہ اور پاکستانی طالبان کی قربت اور کوآرڈینیشن کا بین ثبوت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ القاعدہ کی قوت ، پاکستانی عسکریت پسندوں کی قوت میں شامل ہے اور پاکستانی عسکریت پسندوں کی قوت القاعدہ کی قوت کا حصّہ ہے جبکہ افغانستان کے اندر یہی رشتہ القاعدہ اور افغان طالبان کا استوار ہے۔ یوں جو بھی معاملہ کرنا ہو، سب کے ساتھ یکساں کرنا ہوگا۔ القاعدہ کے خلاف طاقت استعمال ہوگی تو طالبان سے مفاہمت نہیں ہو سکے گی۔ افغان طالبان کی کامیابی کی آرزوؤں کے ساتھ پاکستانی طالبان کو زیر نہیں کیا جا سکتا۔تبھی تو ہمہ وقت گذارش کرتا رہتا ہوں کہ مسئلے کا حل فوجی آپریشن نہیں۔ یہ ہمہ جہت مسئلہ ہے اور حل کے لیے ہمہ پہلو سٹریٹجی بنانی ہوگی۔ یہ معاملہ مذہبی بھی ہے، سٹریٹیجک بھی ہے، سیاسی بھی ہے، معاشی بھی ہے اور معاشرتی بھی۔ اس لیے فوجی آپریشنوں کے بجائے ان سب پہلوؤں کا احاطہ کرنے والا سیاسی اور مفاہمتی عمل تلاش کرنا ہوگا۔ ایک علاقے میں آپریشن اور دوسرے میں مفاہمت ، ایک کے ساتھ جنگ اور دوسرے کے ساتھ صلح، اس پالیسی کے نتیجے میں تباہی کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔ خارجہ اور داخلہ پالیسیوں کے بنیادی خدوخال بدل کر ہمہ پہلو سیاسی حل نکالنا ہوگا۔ ورنہ تو پورے پاکستان کے وزیرستان بن جانے کے لیے تیار ہو جائیے!!!

☆☆☆☆☆

بقیہ: افغان جنگ امریکی معیشت کو لے ڈوبے گی!

عراق میں جنگ چھیڑنے کے بعد سے اب تک امریکی سٹاک مارکیٹ کو مجموعی طور پر ۴ ہزار ارب ڈالر کا نقصان پہنچ چکا ہے۔عراق جنگ نے اسٹاکس اور مالیات کی صورت حال کو مزید سنگین کر دیا ہے۔ جنگ کے باعث غیر یقینی صورت حال پیدا ہوئی۔مشرق وسطیٰ میں کشیدگی پھیلی اور تیل کی قیمتیں چڑھ گئیں۔ دوسری طرف امریکہ میں کارپوریٹ سیکٹر کی آمدنی میں زبردست کمی واقع ہوئی۔اس کا واضح مطلب یہ تھا کہ امریکی معیشت کمزور پڑتی جارہی تھی۔ ۲۰۰۷ میں امریکی کانگریس کے ڈیموکریٹ ارکان نے جوائنٹ اکنامک کمیٹی میں ۲۰۰۲ سے ۲۰۰۸ تک افغانستان اور عراق میں جنگ پر ہونے والے اخراجات کا تخمینہ ۱۶۰۰ ارب ڈالر لگایا۔ عام امریکی گھرانے کو اس دوران میں کم و بیش ۲۰ ہزار ۲۰۰ ڈالر کا نقصان برداشت کرنا پڑا۔ سچ تو یہ ہے کہ امریکی معیشت کو افغانستان اور عراق میں جنگ سے پہنچنے والا نقصان اس سے کہیں بڑھ کر ہے۔

افغانستان میں جاری جنگ کو پاکستان میں داخل کرنے سے جنوبی ایشیا، وسطی ایشیا اور مشرق وسطیٰ میں صورت حال مزید خراب ہوگی، کشیدگی بڑھے گی اور اس کے نتیجے میں مزید خون خرابہ ہوگا۔ اس صورت حال کی ذمہ داری مکمل طور پر امریکہ ہی پر عاید ہوگی۔ جنگ کا دائرہ وسیع کرنے کے اخراجات قومی خزانے سے ادا کرنے ہوں گے۔قومی خزانہ جنگ کی بھٹی میں جھونکنے سے امریکی معیشت مزید کمزور ہوگی۔ امریکی حکومت نے ملٹری انڈسٹریل کمپلیکس کی بنیاد پر معاشی فروغ کا جو نظریہ اپنایا ہے وہ کسی بھی اعتبار سے قابل اعتبار نہیں۔ کسی زمانے میں آئزن ہاور نے اس سے ہمیں خبردار کیا تھا۔ اب پھر کسی ایسے ہی انتباہ کی ضرورت ہے۔

(بحوالہ: www.globalresearch.com)

☆☆☆☆☆

سانحۂ ارتحال حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب ۲۰ جمادی الاول ۱۴۳۱ھ (۵ مئی ۲۰۱۰) کو مغرب اور عشا کے درمیان' ملتان میں معبودِ حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خواجہ خان محمد صاحبؒ کی ولادت موضع ڈنگ ضلع میانوالی میں ۱۹۲۰ میں ہوئی۔ آپؒ نے ابتدائی تعلیم جامعہ اسلامیہ ڈابھیل سے حاصل کی۔ ۱۹۴۳ میں دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے اور تفسیر وحدیث کی تعلیم مکمل کی۔ ۱۹۵۳ کی تحریک ختم نبوت میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔

مولانا یوسف بنوریؒ کی وفات کے بعد حضرت مولانا خان محمدؒ کو عالمی مجلس تحفظ نبوت' جو کہ تمام اہل سنت کا متفقہ پلیٹ فارم ہے' کا چھٹا امیر مقرر کیا گیا۔ حضرت خواجہ خان محمدؒ، حضرت مولانا عبداللہ لدھیانویؒ کے خلیفہ تھے جو کہ نقشبندی سلسلہ کے معروف بزرگ تھے۔

حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ طالبان اور مجاہدین سے دلی عقیدت رکھتے تھے اور ہمیشہ اُن کے لیے دعا گو رہتے تھے۔ ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُن کی خدمات کو قبول فرمائے اور اُن کے درجات کو بلند فرمائے۔ آمین

قسط اول

سید احمد شہیدؒ اور تحریکِ جہاد

اسد اللہ عثمان

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُم مَّن قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُم مَّن يَنتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلاً (الاحزاب:۲۳)

''ان ایمان والوں میں کچھ لوگ ایسے ہیں کہ انہوں نے جس بات کا اللہ سے عہد کیا تھا اسے سچ کر کے دکھایا پھر ان میں کچھ وہ ہیں جو اپنی نذر پوری کر چکے اور کچھ وہ ہیں جو شہادت کے مشتاق ہیں اور انہوں نے ذرا سا بھی بدل نہیں کیا''۔

مجدد سرہندیؒ اور مجدد دہلویؒ کے فضل و کمال اور مجاہدہ: یہ سادات حسنی کا خاندان تھا' جس میں مجدد الف ثانیؒ اور شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی تعلیمات کا فیض آ کر مل گیا تھا' اس خاندان کا آغاز شیخ الاسلام امیر کبیر قطب الدین مدنیؒ سے ہوا' جنہوں نے ساتویں صدی ہجری کی ابتدا میں ہندوستان آ کر جہاد کیا' اس خاندان کے آخری مورث سید علم اللہ ہیں جو عالمگیر کے زمانہ میں تھے اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مشہور خلیفہ اور جانشین حضرت سید آدم بنوریؒ کے فیض سے مستفید اور مشرق کے دیار میں ان کے خلیفہ خاص تھے' اس خاندان کے ممتاز افراد مجدد دہلوی شاہ ولی اللہؒ کے فیض درس اور فیض صحبت سے سیراب تھے' اس طرح اس خاندان میں حضرت مجدد الف ثانی سرہندیؒ اور مجدد شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی برکتیں اور سعادتیں جمع ہو گئیں۔ تیرھویں صدی کا آغاز تھا کہ اس خاندان میں چودھویں کا چاند طلوع ہوا۔ یعنی ۱۲۰۱ھ میں مجاہد کبیر حضرت سید احمد شاہ شہیدؒ کی پیدائش ہوئی۔ چند سال کے بعد یہ مجاہدہ و عرفان' نفس کشی اور خدا شناس کا آفتاب بن گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک غیر فانی معجزہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض کا چشمہ کبھی خشک نہیں ہونے پاتا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ آنکھوں سے کبھی اوجھل نہیں ہوتا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی ضرورتیں زیادہ دیر تک اٹکی نہیں رہتیں اور وہ اس طرح کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مشعل نور سے براہ راست مسلسل طریقے پر سیکڑوں مشعلیں روشن ہوتی رہی ہیں اور قیامت تک ہوتی رہیں گی۔ جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ اللہ کا کام بند نہیں ہوا' اللہ کا دین زندہ ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہر زمانے میں ممکن ہے اور انہیں کی وجہ سے خاتم النبیین کے بعد کسی نبی کی عملاً ضرورت نہیں۔ اسلام ایک دین ہے' اس کے لیے ایک خاص قسم کی اعتقادی' دینی' اخلاقی تربیت اور انقلاب کی ضرورت ہے۔ نیز بہت بڑے ایثار اور قربانی کی اور جان و مال کا ایثار بھی' اور اس کے خلاف ہر قسم کے خیالات ور جحانات اور ارادوں اور رخواہشوں کی قربانی بھی۔ اسلامی دعوت کے علمبرداروں کے لیے ضروری ہے کہ وہ قدیم وجدید تمام مخالف مؤثرات ماحول اور مخالف ذہنی تربیت کے اثرات سے آزاد ہو چکے ہوں اور اس کے اصول و نظام پر پورا ایمان لا چکے ہوں اور ذہنی و عملی طور پر اس کے حلقہ بگوش ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان میں اللہ تعالیٰ دو شخصوں کو پیدا نہ کرتا اور ان سے دین کی دستگیری نہ فرماتا تو ہندوستان سے دین کا نام و نشان مٹ جاتا (یوں تو اللہ تعالیٰ اپنے دین کا نگہبان ہے۔ لیکن بظاہر ہندوستان کے مسلمانوں کے جلیل القدر محسن اور اسلام کے عظیم الشان پیشوا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ، شیخ احمد سرہندیؒ اور شیخ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ ہیں۔ احیائے اسلام اور خدمت شرع کے تذکرے میں ان نائبانِ رسول اللہ اور درویشوں کے ساتھ ایک دین دار بادشاہ محی الدین اورنگ زیب عالم گیرؒ کا نام بھی زبان پر آتا ہے۔'' ذلک فضل الله يؤتيه من يشاء'' یہ بڑائی اللہ کی ہے دیتا ہے جس کو چاہے۔

سید احمد شہیدؒ کے ابتدائی حالات:

آپ کی ولادت ۶/صفر ۱۲۰۱ھ-۱۷۸۶ کو ہوئی۔

سلسلۂ نسب:

سید احمد بن سید محمد عرفان بن سید محمد نور بن سید محمد ہدی بن سید علم اللہ بن سید محمد فضیل بن سید محمد معظم بن سید احمد بن قاضی سید محمد بن سید علاؤ الدین بن سید قطب الدین محمد ثانی بن سید صدر الدین ثانی بن سید زید الدین بن سید احمد بن سید علی بن سید قیام الدین بن سید صدر الدین بن قاضی سید رکن الدین بن امیر سید نظام الدین بن امیر کبیر سید قطب الدین محمد الحسنی الحسینی المدنی الکڑوی بن سید رشید الدین احمد مدنی بن سید یوسف بن سید عیسیٰ بن سید حسن بن سید ابی الحسن علی بن ابی جعفر محمد بن قاسم بن ابی محمد عبداللہ بن سید حسن الاعور الجواد نقیب کوفہ بن سید محمد ثانی بن ابی محمد عبداللہ الاشتر بن سید محمد صاحب النفس الزکیہ بن عبدالمحض بن حسن مثنی بن حسنؓ بن امیر المؤمنین علیؓ ابن ابی طالب۔ حسن مثنی کی شادی اپنے عم نامدار شہید کربلا کی صاحبزادی فاطمہ صغریٰ سے ہوئی تھی اس لیے اس خاندان کو حسنی حسینی کہا جاتا ہے۔

تعلیم:

جب آپ کی عمر چار سال کی ہوئی تو شرفا کے دستور کے مطابق آپ مکتب میں بٹھائے گئے لیکن لوگوں نے تعجب سے دیکھا کہ آپ کی طبیعت خاندان کے اور لڑکوں اور اپنے ہم عمروں کے برخلاف علم کی طرف راغب نہیں' تین سال مکتب میں گذر گئے صرف قرآن مجید کی چند سورتیں یاد ہو سکیں اور مفرد و مرکب الفاظ لکھنا سیکھ سکے۔

آپ کے مشاغل:

آپ کو بچپن میں کھیل کا بڑا شوق تھا' خصوصاً مردانہ اور سپاہیانہ کھیلوں کا۔ کبڈی بڑے شوق سے کھیلتے۔ اکثر لڑکوں کو دو گروہوں میں تقسیم کر دیتے اور ایک گروہ دوسرے گروہ کے قلعہ پر حملہ کرتا اور فتح کرتا' اس طرح نادانستہ آپ کی جسمانی و فوجی تربیت کی جا رہی تھی۔

آپ کی ورزش:

اللہ تعالیٰ جس سے جو کام لینا چاہتا ہے' اس کے لیے اس کا سامان اور اس کا شوق

پیدا کر دیتا ہے اور اس قسم کی تربیت فرماتا ہے۔ سید صاحب سے اللہ تعالیٰ نے جو کام لینا تھا' اس کے لیے جسمانی قوت و تربیت کی ضرورت تھی' چنانچہ آپ کو ابتدا سے بہت زیادہ توجہ اسی طرف تھی اور آپ کے بچپن کے کھیلوں میں بھی یہ چیز نمایاں تھی' سید عبدالرحمٰن مرحوم سپہ سالار افواج نواب وزیرالدولہ مرحوم سید صاحب کے چھوٹے بھانجے تھے۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ آپ کی عادت تھی کہ سورج نکلنے کے گھنٹوں بعد تک ورزش اور کشتی میں مشغول رہتے۔ میں بچہ تھا' آپ کے بدن پر مٹی ملتا' یہاں تک کہ وہ مٹی خشک ہو کر جھڑ جاتی' پیروں پر مجھے کھڑا کر کے پانچ سو ڈنٹ لگاتے پھر کچھ دیر ٹھہر کر پانچ سو اور لگاتے۔

خدمت خلق:

جب آپ سن بلوغ کو پہنچے تو آپ کو خدمت خلق کا ایسا ذوق پیدا ہوا کہ اچھے اچھے بزرگ اور خدا پرست انگشت بدنداں رہ گئے۔ ضعیفوں' اپاہجوں اور بیواؤں کے گھروں پر دونوں ہی وقت جاتے' ان کا حال پوچھتے اور کہتے: اگر لکڑی' پانی' آگ وغیرہ کی ضرورت ہو تو لے آؤں؟ وہ لوگ آپ ہی کے بزرگوں کے مرید اور خادم تھے۔ کہتے: ''میاں! کیوں گناہ گار کرتے ہیں' ہم تو آپ اور آپ کے باپ دادا کے غلام ہیں' ہماری مجال ہے کہ ہم آپ سے کام لیں''۔ آپ ان کو خدمت گزاری اور اعانت کی فضیلت اس طرح سناتے کہ وہ زار و قطار روتے۔ اور باصرار ان کی ضرورتیں معلوم کر کے پوری کرتے' بازار سے ان کے لیے سودا سلف لاتے' لکڑی لاد کر اور پانی بھر کر لاتے اور ان کی دعائیں لیتے اور کسی طرح سے اس کام سے سیری نہ ہوتی۔

عبادات:

اسی کے ساتھ آپ کو عبادت و ذکر الٰہی کا بے حد ذوق تھا' رات کو تہجد گزاری اور دن کو خدمت گزاری اور تلاوت' دعا اور مناجات میں مشغول رہتے' قرآن مجید میں تدبر فرماتے رہتے اور یہی آپ کا مشغلہ تھا۔

دہلی کا قیام اور حضرت شاہ عبدالعزیز سے ملاقات:

آپ جوان ہو چکے تھے' والد کا انتقال ہو چکا تھا' حالات کا اقتضا تھا کہ آپ ذمہ دارانہ زندگی میں قدم رکھیں اور تحصیل معاش کی فکر کریں۔ آپ کی عمر ۱۷'۱۸ سال کی تھی کہ ۱۲۱۸ھ یا ۱۲۱۹ھ میں اپنے سات عزیزوں کے ساتھ لکھنؤ چلے گئے' لکھنؤ رائے بریلی سے انچاس میل کی مسافت پر ہے۔ لکھنؤ پہنچ کر سب ساتھی روزگار کی تلاش میں اِدھر اُدھر پھرنے لگے' دن بھر دوڑ دھوپ کرتے مگر بے کار رہتا۔ خرچ بھی ختم ہو رہا تھا اور اب دو وقت کھانے کے بھی لالے پڑ رہے تھے' سوائے سید صاحب کے ہر شخص پریشان اور متفکر تھا' سید صاحب اپنے عزیزوں کو سمجھاتے رہے اور فرماتے۔ عزیزو! اس تلاش و جستجو اور اس تکلیف و مصیبت کے باوجود دنیا تمہیں نہیں ملتی' ایسی دنیا پر خاک ڈالو اور میرے ساتھ دہلی چلو اور شاہ عبدالعزیز کا وجود غنیمت سمجھو۔ لیکن آپ کے ساتھی دوسرے عالم میں تھے' یہ بات ان کی سمجھ میں نہیں آتی تھی' بلکہ ہنستے تھے۔ سید صاحب لکھنؤ سے دہلی پہنچ کر شاہ عبدالعزیز کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شاہ صاحبؒ نے مصافحہ و معانقہ فرمایا اور اپنے برابر بٹھایا اور دریافت کیا: کہاں سے تشریف لائے؟ آپ نے فرمایا: رائے بریلی سے' فرمایا: کس خاندان سے؟ کہا: وہاں کے سادات میں شمار ہے۔ فرمایا: سید ابوسعید صاحب اور سید نعمان صاحب سے واقف ہیں؟ سید صاحب نے فرمایا: سید ابوسعیدؒ میرا نانا اور سید نعمان صاحبؒ میرے حقیقی چچا ہیں۔ شاہ صاحب نے اٹھ کر دوبارہ مصافحہ و معانقہ کیا اور پوچھا: کس غرض کے لیے اس طویل سفر کی تکلیف برداشت کی۔ سید صاحب نے جواب دیا: آپ کی ذات مبارک کو غنیمت سمجھ کر اللہ تعالیٰ کی طلب کے لیے یہاں پہنچا۔ شاہ صاحب نے فرمایا: اللہ کا فضل اگر شامل حال ہے تو اپنے ''ددھیال اور ننھیال'' کی میراث تم کو مل جائے گی۔ اس وقت آپ نے ایک خادم کی طرف اشارہ فرمایا اور کہا: سید صاحب کو بھائی مولوی عبدالقادر صاحب کے ہاں پہنچا دو اور آپ کا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دے کر کہنا کہ اس عزیز مہمان کی قدر کریں اور ان کی خدمت میں کوتاہی نہ کریں۔ ان کا مفصل حال ملاقات کے وقت بیان کروں گا۔ چنانچہ سید صاحبؒ شاہ عبدالقادر صاحبؒ کی خدمت میں اکبرآبادی مسجد میں رہنے لگے۔ یہ بھی حسین اتفاق ہے کہ آپؒ کو اس مبارک خاندان کے دونوں بزرگوں سے استفادے کا موقعہ ملا۔ شاہ صاحبؒ کو سید صاحبؒ سے بڑی محبت تھی اور ایک روایت کے مطابق انہوں نے سید صاحبؒ کی بعض ادائیں دیکھ کر شاہ عبدالعزیزؒ سے مانگ لیا تھا۔ آپ نے شاہ عبدالقادرؒ سے کچھ پڑھنا بھی شروع کر دیا تھا۔ ہر دو ممتاز علما مولانا شاہ اسماعیل شہیدؒ اور مولانا عبدالحی صاحبؒ کو لے کر حضرت سید صاحب ۱۸۲۰ میں مشرقی اور جنوبی صوبہ جات کے دورہ پر روانہ ہو گئے' انگریز ڈبلیو ہنٹر لکھتا ہے کہ:

''۱۸۲۰ میں اس مجاہد نے آہستہ آہستہ اپنا سفر جنوب کی طرف شروع کیا اور ان کے مرید ان کی روحانی فضیلت کو تسلیم کرتے ہوئے ان کے ادنیٰ ادنیٰ کام کو بخوبی سرانجام دیتے تھے اور صاحب جاہ اور علما کے لیے عام خدمت گاروں کی طرح ان کی پالکی کے ساتھ ننگے پاؤں دوڑنا اپنے لیے فخر سمجھتے تھے۔ پٹنہ میں ایک مستقل مرکز قائم کرنے کے بعد انہوں نے دریائے گنگا کے ساتھ ساتھ کلکتہ کی طرف کوچ کیا' راستے میں لوگوں کو سلسلۂ مریدی میں داخل کرتے جاتے تھے۔ کلکتہ میں ان کے ارد گرد اس قدر ہجوم ہو گیا تھا کہ لوگوں کو مرید کرتے وقت اپنے ہاتھ پر بیعت کرانا ان کے لیے مشکل تھا۔ بالآخر انہیں پگڑی کھول کر یہ اعلان کرنا پڑا کہ ہر وہ شخص جو اس کے کسی حصّے کو چھو لے گا ان کا مرید ہو جائے گا''۔ (ہمارے ہندوستانی مسلمان ص: ۱۴-۱۵ ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر)

حج کا عزم اور اس کی تبلیغ:

اس سفر سے ہزاروں بلکہ لاکھوں بندگانِ خدا کی اصلاح ہوئی' ان کے اخلاق' اعمال اور عقائد درست ہوئے' جہاد کی تلقین اور دعوت کے لیے زمین تیار ہو گئی۔ پنجاب سے برابر خبریں' مظالم کی آ رہی تھیں' انگریز بھی مطمئن ہو کر اپنے مظالم کی کڑیاں اس زنجیر میں جس میں ہندوستانیوں کو باندھ رکھا تھا' بڑھاتا جا رہا تھا۔ مگر چونکہ ہندوستان کے اہلِ ثروت فریضۂ حج ادا کرنا چھوڑے ہوئے تھے

(باقی صفحہ ۴۵ پر)

جن سے وعدہ ہے مر کر بھی جو نہ مریں

موت کو موت کی وادیوں میں سدا سر پہ باندھے کفن ڈھونڈتے ہم رہے

دو شہداء، مہاجر بھائی اور طاہر بھائی کی ہمشیرہ کے احساسات

سردیوں کی سرد ترین رات کے 10:00 بج چکے تھے ابو، بھیا کو باہر ڈھونڈ رہے تھے اور امی گھر میں تلاش کر رہی تھیں یہاں تک کہ پوری رات بیت گئی امی کی ساری رات جائے نماز پر اور ابو کی جاگتے ہوئے گزر گئی۔ رات جیسے تیسے گزری صبح صادق کے وقت جب اللہ اکبر کی صدائیں گونجیں، والدِ محترم نماز کے لیے محلے کی مسجد گئے جہاں ابو کی ملاقات بھیا سے ہوئی ہم سب بھی نماز سے فارغ ہو کر دعاؤں میں مشغول تھے، اچانک بھیا ابو کے ساتھ گھر میں داخل ہوئے تمام ماجرہ سننے کے بعد ہنسے اور کہنے لگے کہ میں جانتا ہوں کہ رات بھر کون کیا کر رہا تھا اور کون کیا۔ امی جان رات بھر ٹارچ ہاتھ میں لیے کبھی چھت پر جاتیں تو کبھی گھر کے کمروں کے چکر کاٹتیں فلاں یہ کرتا اور فلاں یہ.......... ہم نے بھیا سے پوچھا کہ آپ کو ان تمام باتوں کا کس طرح علم ہوا تو انہوں نے بڑی آرام سے کہا کہ میں تو رات بھر کوٹھری (جو گھر کے اندر خرگوشوں کا مسکن تھا) میں بیٹھا یہ سارا نظارہ دیکھ رہا تھا۔ یہ واقعہ آٹھویں کے طالب علم میرے پیارے بھیا مہاجر کا ہے۔

یہ اور اس طرح کے چند اور واقعات ہمارے گھر میں آج بھی یاد کیے جاتے ہیں۔ چونکہ بھیا کو چھوٹی عمر ہی سے جہاد فی سبیل اللہ پر جانے کا جنون کی حد تک شوق تھا لہٰذا بھیا اِس طرح کی حرکتیں کر کے والدہ محترمہ اور ابا حضور کو مجبور کرتے تھے کہ وہ بھیا کو اس راستے کی طرف جانے دیں کہ جس راستے کی موت کو پانے کے لیے ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے کئی بار دعائیں مانگیں۔ بھیا کی والدین سے اکثر تکرار ہوتی، امی ان سے کہتیں کہ ابھی تمہاری عمر کم ہے اور تم میٹرک کر لو گے تو میں وعدہ کرتی ہوں کہ تمہیں خود اس عظیم راستے کی طرف رخصت کروں گی، جس راستے کے لیے حضرتِ خنساء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے چار لختِ جگروں کو کٹوایا۔

واقعی میری عظیم ماں نے حضرت خنساء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سنت کو تازہ کیا اور اپنے دو لختِ جگر بیٹوں کو اس راستے کی طرف صرف روانہ ہی نہ کیا بلکہ جب ان کی شہادت کی خبر آئی تو دو رکعت نوافل پڑھ کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اپنا باقی بھی سب کچھ اس راستے پر قربان کرنے کا عہد کیا۔ کہنے والے سچ کہتے ہیں کہ جس قوم کی ایسی مائیں ہوں اس قوم کو کوئی بھی مائی کا لال زیر نہیں کر سکتا۔ میری عظیم ماں کا حوصلہ پہاڑ کی مانند پختہ ہے، میں یہاں اپنی پیاری امی جان کا ذکر کرنا لازم سمجھتی ہوں کیوں کہ ہم سب انہی کی مرہونِ منت ہیں اور میں ایسی ماؤں پر فخر کرتی ہوں اور اللہ رب العزت کا شکر ادا کرتی ہوں کہ میں ایسی ہی ایک ماں کی بیٹی ہوں۔ میں وثوق کے ساتھ کہتی ہوں کہ اگر میری والدہ پر کچھ لکھا جائے تو کتابیں بھی کم پڑ جائیں

پال کر جواں بیٹوں کو سر پر کفن دیتی ہیں

اے بیٹوں والی ماؤں سن لو ایسی مائیں بھی زندہ ہیں!!!

بات بھیا کی ہو رہی تھی رشتے داروں، اساتذہ، اسکول کے ساتھیوں اور دیگر دوست واحباب کا کہنا تھا کہ اس کی زبان پر جہاد کے علاوہ اور کوئی بات ہی نہیں آخر کار بھیا اس عظیم کاروان میں شامل ہو گئے کہ جس کے خواب انہوں نے اپنی آنکھوں میں سجا رکھے تھے اور چھوٹی سی عمر میں اس وقت افغانستان کا رخ کیا کہ جب اس وقت کی دنیاوی جھوٹی سپر پاور اپنے پورے گھمنڈ کے ساتھ ان لوگوں کے سامنے آ کھڑی ہوئی کہ جن کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ وہ اس راستے میں آتے ہی اس لیے ہیں کہ شہادت کی موت کو گلے لگانے کے لیے ایک دوسرے سے سبقت لے جائیں۔ بھیا جب افغانستان گئے تو آپ کی عمر بہت کم تھی لہٰذا بھیا کو واپس لایا گیا پھر بھیا نے میٹرک مکمل کرنے کے بعد والدین کی دعاؤں میں مقبوضہ کشمیر کی طرف رختِ سفر باندھا اور وہاں بھارتی درندوں کی پٹائی میں سات سال گزارنے کے بعد گھر واپس آئے۔

بھیا کی ایک خصوصیت تھی کہ انہوں نے کبھی ایمان کا سودا نہیں کیا اور کشمیر میں اتنا وقت گزارنے کے باوجود کبھی پاکستانی طاغوتی ایجنسیوں کے زیرِ اثر نہیں رہے۔ لہٰذا گھر پر دو ماہ گذارنے کے بعد جب بھیا کی بے چین روح کو قرار نہ آیا تو اس دفعہ آپ نے ارضِ خراسان کے گرم محاذوں کا رخ کیا۔ بھیا نے ایک دفعہ جہادِ کشمیر کی کارگزاری سناتے ہوئے ایک خواب کا تذکرہ کیا جو آپ نے وہاں رات میں پہرے کے دوران اُونگھ آنے پر دیکھا ایک بہت خوبصورت جگہ ہے جہاں دو حضرات کھڑے ہیں، جن میں سے ایک کے سر پر ایک چمکتا ہوا خَود ہے اور اس کی موتیوں کی لڑیاں لٹک رہی ہیں جو بہت روشن ہیں ان کے ساتھی فرماتے ہیں کہ! عمار (کشمیر میں بھیا کا جہادی نام تھا) میں ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو تمہیں تلوار دینے آئے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے ہوئے میان سے تلوار نکال کر میرے سامنے کرتے ہیں، وہ بہت چمک دار ہوتی ہے جس سے میری آنکھیں چندھیا جاتی ہیں اور پھر میری آنکھ کھل جاتی ہے۔

بھیا کو شعر و شاعری کا بہت شوق تھا اور اس سے بڑھ کر قرآن پاک کی تلاوت کا۔ آپ نے قرآن پاک اپنے سینے میں بھی سجا رکھا تھا آپ کی پسندیدہ آیت (یـــا ایھـــا الانسان ما غرک بربک الکریم) تھی۔ ''اے ربِ کریم مجھے دھوکے میں نہ ڈالنا اور مجھے شہادت کی موت دینا''، یہ الفاظ بھائی کی زبان پر ہر وقت جاری رہتے جس طرح آج کے دور میں یہ حدیث حرف بہ حرف سچ ثابت ہو رہی ہے کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ اسلام پر عمل کرنے والا ایسا ہو گا جیسے ہاتھ میں انگارہ پکڑنے والا۔ کفار کے ایجنٹوں نے بھیا کو مختلف طریقوں سے ستایا اور انہیں گھیرنے کے لیے شیطانی جال بچھائے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور ماں باپ کی دعاؤں نے ہمیشہ انہیں امن کی آغوش میں رکھا۔ ارضِ خراسان

کی پاک سرزمین پر آ کر بھیا کی شہادت کی تڑپ میں مزید اضافہ ہو گیا جب آپ کے عزیز دوست ذاکرؒ بھائی اور ہمارے چھوٹے بھائی طاہرؒ کی شہادت ہوئی تو اس شدت میں مزید اضافہ ہو گیا۔اب جب بھی خط لکھتے تو یہی لکھتے کہ" تقریباً بارہ سالوں سے اپنے پیاروں کی لاشیں اور ٹکڑے اٹھا اٹھا کر تھک چکا ہوں۔اب رب کریم اپنے پاس بلالے"۔یوں ان کی تڑپ،لگن اور اتنے عرصہ کی بھاگ دوڑ اللہ پاک کو پسند آ گئی اور ۲۷ مئی ۲۰۰۹ کو اللہ رب العزت نے بھیا کو ایسی عظیم شہادت دی' آپ کو نہ قبر ملی نہ کفن ملا اور نہ ہی جنازہ ہوا۔ ہمیں اپنے بھائی کی اس عظیم قربانی پر فخر ہے،آج ہمیں یقین ہے کہ حورِعین کا عاشق میرا بھائی اپنی منزل پا گیا اور وہ اس وقت اللہ تعالیٰ کے عرش تلے سبز قندیل میں ہمارا منتظر ہو گا ان شاءاللہ۔

یوں اللہ تعالیٰ نے میرے بھیا کی آرزو پوری کر کے اس کی تھکن اتار دی۔اللہ نے تو خود فرمایا ہے کہ:" جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو' وہ زندہ ہیں اور رب کریم سے رزق پا رہے ہیں"۔ بھیا کی شہادت کے چند دنوں بعد چھوٹے بھائی نے خواب دیکھا کہ آسمان سے کوئی چیز نیچے کی طرف آ رہی ہے،جب وہ نیچے آ گئی تو اس نے دیکھا کہ وہ ایک چارپائی ہے جس پر بھیا سوئے ہوئے ہیں اور بھیا کے پیروں کی طرف ایک نہایت ہی خوبصورت لڑکی بیٹھی بھیا کے پاؤں دبا رہی ہے۔میں نے بھیا کو آواز لگائی تو اس لڑکی نے مجھے چپ رہنے کو کہا اور بتایا کہ" یہ بہت تھکا ہوا آیا ہے اسے سونے دو"۔میرا بھائی اپنے پیاروں پر جان نچھاور کرنے والا،ان کی تکلیف پر تڑپ اٹھنے والا،خدمت گار وملنسار' جو بھیا سے ایک مرتبہ ملتا وہ دس بار ملنا چاہتا۔آپؒ کسی کو بھی معمولی سی بھی تکلیف دینا گوارا نہیں کرتے لیکن نہ جانے ہمیں اتنی بڑی جدائی کیسے دے گئے؟

جب بھیا کی شہادت کی اطلاع آئی تو لوگوں نے کہا جھوٹ ہے مگر جو لوگ انہیں قریب سے جانتے تھے ان کا کہنا تھا کہ اگر مہاجرؒ کو شہادت نہ ملتی تو ہمارے لیے یہ حیرت کی بات ہوتی۔شہادت سے تین دن قبل بھیا نے فون کیا بہت خوش تھے کہنے لگے میں نے خواب دیکھا ہے میرے ہاتھ میں دودھ کا جگ ہے اور سارا دودھ میں خود پی جاتا ہوں۔جب پیارے بھیا کا آخری خط آیا تو اس میں لکھا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آئے ہیں اور مجھ سے فرماتے ہیں" آؤ مہاجر میں نے تمہارا تعلق حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ سے جوڑا ہے"۔لکھتے ہیں کہ" میں نے اپنے اس خواب کی تعبیر جس سے بھی معلوم کرنا چاہی کسی نے بھی جواب نہیں دیا پھر جب میں نے کتاب کے ذریعے اس کی تعبیر ڈھونڈی تو معلوم ہوا کہ میں جلد اپنی منزل کو پا جاؤں گا"۔ بھیا کے ایک ساتھی نے ان کے بارے میں ایک خواب دیکھا جس میں ان کا شہیدؒ ساتھی ایوبؒ جن سے ان کی بڑی محبت تھی آیا ہے اور کہتا ہے میں مہاجر کا انتظار کر رہا ہوں............

اب اللہ تعالیٰ سے یہ دعا ہے کہ وہ ہمیں اس مشن کو آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے اور جہاد میں قبولیت کے ساتھ شمولیت کی توفیق عطا فرمائے اور پیارے بھیا جیسی عظیم شہادت سے ہمکنار کرے.........آمین

دونوں بھائیوں مہاجرؒ اور طاہرؒ کے نام:

اے میرے بھائیو......!
تمہیں یہ معلوم شاید ہو کہ نہ ہو
میرے دن اور میری راتیں تمہاری یادوں سے
جو ہر لمحہ سجی رہتی ہیں
میری سانسیں تمہارے ساتھ گزرے لمحوں کی یاد کی
خوشبوؤں میں بَسی رہتی ہیں
میری آنکھوں میں جو تمہارا سپنا سجا رہتا ہے
ہاں اے میرے بھائیو!
میرے اِس مضطرب دل میں
ہر گھڑی تمہارا عکس بَسا رہتا ہے
ہاں تمہیں معلوم شاید ہو کہ نہ ہو
تمہارے جانے کے بعد تمہارے ساتھ گزرے دن
تمہاری یادیں،تمہاری ادائیں
رلا جاتی ہیں کیسے کہیں!!!

☆☆☆☆☆

بقیہ: سید احمد شہیدؒ اور تحریکِ جہاد

کیونکہ خشکی کے راستہ سے مکہ معظّمہ جانا بہت ہی طویل مدت اور بہت زیادہ مشقت اور مصارف کا متقاضی اور طالب تھا۔مختلف ممالک' افغانستان، ایران،عراق اور نجد وغیرہ درمیان میں حائل تھے اور بحری راستہ سمندر کے تلاطم اور طوفان کی وجہ سے لوگوں کی ہمتوں کو پست کیے ہوئے تھا۔سید صاحبؒ نے ضروری سمجھا کہ فریضۂ حج کی ادائیگی میں جو خوف اور کم ہمتی لوگوں کے دلوں میں بیٹھی ہوئی ہے' اس کو نکالا جائے اور اس کی ہمت پیدا کی جائے۔ چنانچہ ۱۸۲۲ میں ایک بڑے قافلہ کے ساتھ آپ نے کلکتہ بندرگاہ سے عرب کا سفر کیا' شوال ۱۲۳۶ھ میں سفرِ حج کے لیے وطن سے روانگی ہوئی' راستہ میں مختلف مقامات پر جو گنگا کے کنارے پڑتے تھے ٹھہرتے اور تبلیغی خدمات انجام دیتے ہوئے کئی مہینہ کے بعد کلکتہ پہنچے۔ کلکتہ میں بھی تقریباً تین مہینے قیام کرنا پڑا' قافلۂ حجاج کی تعداد اس قدر زیادہ ہو گئی تھی کہ گیارہ جہاز کرایہ کے لیے گئے۔وطن سے روانہ ہو کر گیارہ مہینہ بعد یہ قافلہ بخیریت وعافیت مکہ معظّمہ پہنچا۔حج کرنے کے بعد مدینہ منورہ کو روانگی ہوئی اور وہاں تین ماہ سے کچھ زاید قیام کرنے کے بعد مکہ معظّمہ کو واپس ہوئے۔یکم ذیقعدہ ۱۲۳۸ھ مکہ معظّمہ سے واپس ہوئے۔حجاز میں کل قیام چودہ مہینہ رہا۔۲۹/شعبان ۱۲۳۹ھ کو ایک سال نو ماہ کے بعد وطن عزیز میں داخل ہوئے۔

(نقش حیات ص:۴۳۰-۴۳۳ مولانا سید حسین احمد مدنیؒ)

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

افسانہ (قسط دوم)

مسافرانِ نیم شب

ابوعندلیب

میرے علاوہ یونی ورسٹی انتظامیہ کو بھی زبیر اور اس کے ٹولے پر ہی شک گزرا چنانچہ حسب توقع فوراً مجلس شریراں کی تلاش شروع ہوئی، جو کہ تھوڑی دیر میں یونی ورسٹی کی مسجد میں امام صاحب کیساتھ فضائل اعمال کی تعلیم میں مصروف پائی گئی۔تحقیقات کی گئیں لیکن مجلس شریراں کے کسی بھی رکن کے اس واقعے میں ملوث ہونے کا کوئی سراغ نہ مل سکا۔یونی ورسٹی میں زبیر کے سرپرست کی حیثیت سے میری بھی طلبی ہوئی لیکن میں نے کسی بھی ثبوت کی عدم موجودگی کی بنیاد پر جان چھڑالی۔اساتذہ اور انتظامیہ کو تو میں نے مطمئن کر دیا لیکن خود میں دل ہی دل میں سخت پیچ وتاب کھاتا ہوا جب اپنے کمرے میں پہنچا تو مجلس شریراں کے جملہ اراکین نہایت خشوع وخضوع سے کتابیں کھولے بظاہر فائنل ٹرم کی تیاری میں مصروف نظر آئے۔ان سب کو اس قدر مطمئن دیکھ کر میرا دماغ کھول گیا۔

'دفع ہو جاؤ میرے کمرے سے تم چاروں' میں دھاڑا تو چاروں سہم جانے اور ڈرنے کی اداکاری کرتے ہوئے میری جانب متوجہ ہوئے، اپنی اپنی جگہ سے اٹھے اور جوتے پہن کر چہروں پر سعادت مندی اور مظلومیت طاری کیے کمرے سے باہر جانے لگے۔

اور میں ہمیشہ کی طرح ان کی اداکاری سے دھوکا کھا گیا، عثمان جو سب سے پیچھے تھا، کمرے سے نکلنے لگا تو میں نے پیچھے سے آواز دے کر چاروں کو واپس بلالیا اور وہ اسی خاموشی کے ساتھ واپس آکر بیٹھ گئے۔

'یہ کیا حرکت کی ہے تم لوگوں نے؟' کافی دیر کی خاموشی کے بعد بالآخر میں نے ہی سکوت توڑا ''بھائی جان، ہم نے تو کچھ نہیں کیا، لیکن ہوا کیا ہے؟'' عثمان نے اس قدر معصوم شکل بنا کر پوچھا کہ مجھے بے اختیار ہنسی آگئی۔

'تم لوگ نہیں سدھر سکتے......لیکن یہ تو بتاؤ کہ یہ سب تم لوگوں نے کیا کیسے؟؟؟'

'کوئی مشکل ہی نہیں تھی، بازار سے آتش بازی والے کریکر لے کر اکٹھے کر کے ٹائمر اور ڈیٹونیٹر کے ساتھ جوڑ دیے، احتیاطاً ان کو ریموٹ کنٹرول سے بھی منسلک کر دیا اور آڈیٹوریم کے سٹیج تک رسائی کے لیے حافظ عمران نے چوکیدار کو امر بالمعروف ونہی عن المنکر پر پندرہ منٹ کا درس دیا تو سب رستے ہی کھل گئے......' مجھے خوش گوار موڈ میں دیکھ کر زبیر مسکراتے ہوئے جوش میں پوری روداد بیان کر گیا۔

'شرم تو نہیں آتی۔۔۔' میں نے ہلکی سی سرزنش کی۔

'شرم کس بات کی، آپ کو تو ہمیں شاباش دینی چاہیے......' اس کا اعتماد قابل دید تھا......میں فقط مسکرا دیا......

'بزرگو! کدھر کھو گئے ہو، اتنی دیر سے اکیلے اکیلے مسکرائے جا رہے ہو، ہمیں بھی تو پتہ چلے......' مجھے احساس ہی نہیں ہوا کہ زبیر کافی دیر سے کھانا ختم کر کے مجھے خیالوں میں کھویا ہوا دیکھ کر محظوظ ہو رہا تھا......'تمہارے کارنامے یاد کر رہا تھا، لیکن اسے چھوڑو، یہ بتاؤ کہ کہاں تھے پچھلے چھ ماہ سے؟' میں نے اپنے اضطراب پر بمشکل قابو پاتے ہوئے نرمی سے اسے اپنے مطلوبہ موضوع پر لانے کے لیے پوچھا۔

'آپ کے دل میں، آپ کو نہیں پتا؟ حیرت ہے......' حسب توقع اس نے بات کو چٹکیوں میں اڑانے کی کوشش کی لیکن میرے صبر کا پیمانہ اب لبریز ہونے کو تھا چنانچہ میں انتہائی ترش لہجے میں اسے دوبارہ مخاطب کیا 'زبیر! میں اس وقت کسی مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں، تمہارے لیے یہ یقیناً مذاق کی بات ہوسکتی کیونکہ تمہیں کیا معلوم کہ یہ چھ ماہ ہم نے کس اذیت میں گذارے ہیں، تمہیں کیا معلوم کہ تمہاری بیوہ ماں پر کیا بیتی ہے اور اب وہ کس حال میں ہے؟ لیکن میں نے یہ سب دیکھا نہیں بھگتا ہے اس لیے میں بے حد سنجیدہ ہوں اور مجھے میرے سوال کا صاف اور واضح جواب چاہیے'

میری بات سن کر وہ چند ثانیے تک مجھے تکتا رہا اور پھر سر جھکا لیا، کافی دیر بعد سر اٹھایا تو اس کی آنکھوں کے کنارے بھیگے ہوئے تھے۔

'بھائی آپ سچ کہتے ہیں، مجھے واقعی آپ کی تکلیف کا ادراک نہیں ہے اور امی جان کی کیفیت کا بھی اندازہ نہیں ہے، لیکن میں کیا کروں مجھے غزہ میں بسنے والی اپنی ماؤں، فلوجہ وبغداد کی بہنوں اور قندھار والے کمسن بھائیوں کا دکھ ہی چین نہیں لینے دیتا......' اس کے عجیب وغریب جواب سے میں گڑبڑا کر رہ گیا۔اس کا ایسا ردعمل میرے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا، مگر مجھے فی الوقت اپنے سوال کا جواب چاہیے تھا، سو میں نے تجاہل عارفانہ سے کام لیتے ہوئے پھر پوچھا۔

'لیکن ان سب کا میرے سوال سے کیا تعلّق ہے؟ مجھے تو یہ جاننا ہے کہ تم پچھلے چھ ماہ سے کہاں تھے؟'

'دیکھیں بھائی! جو سوالات آپ کے ذہن میں ہیں مجھے ان کا بخوبی اندازہ ہے، اور میں چاہتا ہوں کہ ان کے بارے میں آپ سے تفصیلاً بات ہو اگرچہ ابھی اس کا موقع نہیں، لیکن آپ کی تسلی کے لیے اتنا بتا دیتا ہوں کہ میں نے یہ وقت اللہ کے رستے میں گزارا ہے۔ مجھے امید ہے اب آپ مزید سوال نہیں کریں گے۔ کیونکہ آپ نے سونا بھی ہے اور یقیناً صبح مزدوری پر بھی جانا ہوگا، اور مجھ غریب کو بھی تھوڑا آرام کر لینے دیں' آخری جملہ کہنے تک اس کے چہرے کی شوخی واپس آچکی تھی۔میں اس کو ہمیشہ یہی کہتا تھا کہ تم مسلسل پانچ منٹ سے زیادہ سنجیدہ رہ ہی نہیں سکتے اور وہ ہنس کر کہتا کہ آپ پانچ منٹ کی بات کرتے ہیں، میرا تو دو منٹ بعد ہی ہاضمہ خراب ہونے لگتا ہے۔یہ الگ بات کہ وہ کبھی دو منٹ کے لیے بھی سنجیدہ ہوتا تو اس کی سنجیدگی کسی طوفان کا پیش خیمہ بنتی تھی......اس کی بات اگرچہ مجھے سمجھ نہیں آئی لیکن ایسے ہی کسی طوفان کے آثار آج بھی مجھے اس کے چہرے پر دکھائی دے رہے تھے۔

'یہ آپ کا پروفیسر پن گیا نہیں ابھی تک؟ بلکہ مجھے تو لگتا ہے کہ بڑھ گیا ہے......

اس کا کوئی علاج ولاج کروانا چاہیئے مجھے گہری سوچ میں ڈوبا دیکھ کر اس کی زبان کو پھر کھجلی شروع ہو چکی تھی۔

'اور تمہارا مسخرہ پن بھی نہیں گیا، اس کا بھی کوئی علاج ہونا چاہیے...... ہے نا؟'

میں نے بھی حساب تو برابر کرنا ہی تھا۔' چلو صبح سائی کا ٹرسٹ کے پاس چلتے ہیں، لیکن اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ تم صبح تک غائب نہیں ہو جاؤ گے؟'

'یہ میری سلیمانی ٹوپی آپ ضمانت کے طور پر رکھ لیں، اس کے بغیر میں غائب نہیں ہوسکوں گا' اس نے اپنی میلی سی ٹوپی اتار کر میری طرف بڑھا دی۔

'ہاں یہ ضمانت کافی ہے، ٹھیک ہے پھر سو جاؤ، صبح ملتے ہیں۔ اللہ حافظ' میں نے ٹوپی اس سے لے کر کہا۔

'ان شاءاللہ بھی کہتے ہیں ناں...... یہ بتی بند کر دیجیے گا اور......السلام علیکم' یہ کہہ کر وہ بستر پر لیٹ گیا۔

'وعلیکم السلام' میں نے لائٹ بند کی اور اپنے کمرے میں آ کر لیٹ تو گیا مگر نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ ذہن پر زبیر اور اس کے خاندان کا ماضی، حال اور مستقبل چھائے ہوئے تھے۔

زبیر، میرا خالہ زاد بھائی، دو بہنوں اور دو بھائیوں میں سے سب سے بڑا بھائی تھا۔ اس کے والد ڈاکٹر عبادالرحمٰن شہر کے مشہور سرجن اور میرے ابا جی کے کالج کے زمانے سے گہرے دوست بھی تھے۔ ایف ایس سی کے بعد وہ تو میڈیکل میں چلے گئے لیکن ابا جی کو دادا جان کے اچانک انتقال کے سبب واپس گاؤں آنا پڑا لیکن دونوں کی دوستی وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ گہری ہوتی چلی گئی اور بالآخر رشتہ داری میں بدل گئی۔ ڈاکٹر عباد جواں عمری میں ہی کار کے حادثے میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔ زبیر ان دنوں اولیول میں داخلہ لینے کی تیاری کر رہا تھا کہ گھر پر یہ قیامت ٹوٹ پڑی۔ خالہ جان کے لیے یہ صدمہ اگرچہ نا قابل برداشت تھا لیکن انہوں نے خود کو اور اپنے بچوں کو ٹوٹنے بکھرنے نہیں دیا اور نہایت جواں ہمتی اور صبر کے ساتھ اپنے بچوں کو بہترین تعلیم و تربیت سے آراستہ کیا۔ ہمارے ابا جی نے بھی اپنے مرحوم دوست کے خاندان کا اپنے بچوں سے بڑھ کر خیال رکھا۔ یہی وجہ تھی کہ دونوں خاندانوں میں تعلّق اس قدر مضبوط ہو گیا کہ زبیر بیک وقت میرا دوست بھی تھا، کزن بھی اور چھوٹا بھائی بھی......انجینئرنگ مکمل کرنے کے بعد میری ایک ٹیلی کام کمپنی میں نوکری لگ گئی اور میں اسلام آباد آ گیا جبکہ زبیر ابھی یونیورسٹی میں ہی تھا لیکن اس دوران بھی ہمارا رابطہ برقرار رہا۔ میرا نوکری کے سلسلے میں اکثر لاہور جانا ہوتا تو میرا قیام زبیر کے ہاسٹل میں ہی ہوتا جبکہ مہینے میں ایک آدھ بار وہ اسلام آباد آ جاتا۔ اسی دوران میں نے محسوس کیا کہ اس کی دل چسپی کے موضوعات بدل رہے ہیں۔ ایسی ہی ایک تبدیلی اس میں خالو جان کی وفات کے بعد بھی آئی تھی۔ کھلنڈرا سا زبیر ایک دم بہت مذہبی ہو گیا تھا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس یہ تبدیلی مزید گہری ہوتی چلی گئی۔ اس کی دین سے وابستگی محض نماز روزے تک محدود نہیں تھی بلکہ وہ اپنا بہت سا وقت اسلام کا مطالعہ کرنے میں صرف کرتا تھا اور جو بات بھی سمجھ آتی اس کو فوری طور پر اپنی زندگی کا حصّہ بنانے کی کوشش کرتا۔ لیکن اب میں دیکھ رہا تھا کہ وہ دین کو محض انفرادی نہیں بلکہ پورے معاشرے کے حوالے سے سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ حالات حاضرہ میں بہت دلچسپی لینے لگا تھا۔ بالخصوص امت مسلمہ اور اس میں بھی خاص طور پر فلسطین، عراق اور افغانستان کی صورتحال پر اس کی گہری نظر رہتی۔ پھر کچھ عرصے بعد اس کی بات چیت میں جہاد کا ذکر اکثر ہونے لگا تو میں چونک گیا۔ اس کے خیال میں مسلمانوں کے تمام مسائل کا حل صرف جہاد میں پنہاں تھا۔ اور جہاد سے بھی اس کی مراد فقط قتال ہی تھا، اس کے علاوہ وہ جہاد کی کسی اور قسم کا قائل نہیں رہا۔ مجھے شک ہوا کہ کہیں وہ کسی جہادی تنظیم کے ہتھے تو نہیں چڑھ گیا۔ میرا خیال تھا کہ اگلی مرتبہ جب وہ اسلام آباد آئے گا تو اس سے بات کروں گا اور اسے سمجھانے کی کوشش کروں گا لیکن اسی دوران کمپنی کی جانب سے ٹریننگ کی خاطر ایک ماہ کے لیے دبئی جانا پڑ گیا۔ میں ابھی وہیں تھا کہ مجھے زبیر کی ایک مختصر ای میل ملی جس میں لکھا تھا کہ میں کچھ عرصے کے لیے ایک ضروری کام سے کہیں جا رہا ہوں، پریشان نہ ہوں۔ امی جان کا خیال رکھیے گا اور انہیں بھی نہ پریشان نہ ہونے دیں۔ ساتھ ہی مجھے خالہ جان کا فون آ گیا کہ تین چار روز سے زبیر سے رابطہ نہیں ہو پا رہا۔ میں نے فوری طور پر پاکستان واپسی کا انتظام کیا اور لاہور آ کر زبیر کی تلاش شروع کر دی۔ لیکن اس نے اپنے پیچھے کوئی سراغ نہیں چھوڑا تھا جس کی مدد سے اس کا کچھ اتا پتا معلوم ہوتا۔ میں نے اس کے تمام دوستوں، جاننے والوں سے رابطہ کیا لیکن کسی کو کچھ معلوم نہیں تھا کہ وہ کہاں ہے۔ حتیٰ کہ مجلس شوریٰ کے تمام ارکان بھی بے خبر تھے۔

خالہ جان اپنے شوہر کی رحلت کا صدمہ تو بڑی بہادری سے جھیل آئی تھیں لیکن زبیر کی اچانک گمشدگی کا غم ان کے وجود کو گھن کی طرح لگ گیا تھا۔ وہ اپنے بچوں سے چھپ کر تنہائی میں روتی رہتیں اور جب بھی ان کا ابا جی یا میرے سے رابطہ ہوتا تو ان کی زبان پر ایک ہی سوال ہوتا 'میرے زبیر کا کچھ پتا چلا؟' اور میں ہر دفعہ یہی کہہ پاتا کہ 'ماں جی! آپ پریشان نہ ہوں وہ جلدی آ جائے گا'۔ اسی کرب اور انتظار کی کیفیت میں چھ ماہ گزر گئے اور زبیر کا کچھ پتا نہ چلا۔ اور آج صاحب بہادر کسی نامعلوم مقام سے اچانک نمودار ہو گئے تھے۔ اس کی گمشدگی سے لے کر اب تک مجھے جو اصل فکر لاحق تھی کہ کہیں وہ کسی غلط مقصد کے لیے آلۂ کار بن کر اپنی دنیا و آخرت خراب کرنے کے ساتھ ساتھ قوم اور ملت کے خلاف کسی سازش کا حصّہ نہ بن جائے۔ میں اکثر اخبارات اور ٹی وی میں پڑھتا اور سنتا تھا کہ غیر ملکی خفیہ ایجنسیاں اس طرح کے جذباتی نوجوانوں کو ورغلا کر ان کی برین واشنگ کرتی اور ان کو پاکستان اور مسلمانوں کے خلاف سازشوں کے لیے استعمال کرتی ہیں۔ انہی تفکرات میں کھوئے ہوئے نہ جانے کب میری آنکھ لگ گئی۔

آنکھ کھلی تو سات بج چکے تھے اور اچھا خاصا دن چڑھ آیا تھا۔ میں نے دل ہی دل میں منصوبہ بنایا کہ اپنے آفس میں چھٹی کی اطلاع دے کر زبیر کو سامیوال لے جاؤں جہاں اس کا انتظار کرتے کرتے اس کی ماں کی آنکھیں پتھرا گئی تھیں۔ یہی سوچ کر میں ڈرائنگ روم میں آیا تو بستر بڑے سلیقے سے تہہ کیا ہوا ایک کونے میں پڑا تھا اور کمرا خالی تھا۔ واش روم کو دیکھا تو وہاں بھی کوئی نہیں تھا۔ شاید زبیر ایک مرتبہ پھر مجھے چکمہ دینے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ میں اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گیا......

(جاری ہے)

خراسان کے گرم محاذوں سے

ترتیب وتدوین: عمر فاروق

محض اللہ کی نصرت کے سہارے مجاہدین' افغانستان کے محاذ پر صلیبی کفار کو اس قدر عبرت ناک شکست سے دوچار کررہے ہیں کہ پوری صلیبی دنیا افغانستان سے نکلنے کی راہ تلاش کر رہی ہے۔ صلیبیوں کی یہ کیفیت مجاہدین کے پے در پے بڑھتی ہوئی عملیات ہی کی وجہ سے ممکن ہوئی ہے۔ اس ماہ ان کارروائیوں کی تفصیل کے لیے ۲۴ صفحات درکار تھے، ہم یہ اطلاع دیتے ہوئے دل گرفتہ ہیں کہ ہم 'خراسان کے گرم محاذوں سے' سلسلے کو اختصار کے ساتھ پیش کرنے پر مجبور ہیں کیونکہ نوائے افغان جہاد اس طوالت کا متحمل نہیں ہوسکتا لیکن ان تمام کارروائیوں کی مفصل روداد امارت اسلامیہ افغانستان کی ویب سائٹ www.alemarah.info/urdu پر ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ اس ماہ سے اس سلسلہ کی ترتیب کچھ طرح سے ہوگی کہ افغانستان بھر میں ہونے والی اہم اور بڑی کارروائیوں کی تفصیل پیش کی جائے گی جبکہ آخر میں صلیبیوں اور اُن کے حواریوں کے جانی و مالی نقصانات کے میزان کا خاکہ پیش کیا جائے گا۔

16اپریل:

صوبہ لوگر کے ضلع چرخ میں مجاہدین نے حملہ کر کے 15 صلیبی فوجی قتل کر دیے۔

17اپریل:

صوبہ ہلمند کے ضلع نوزاد میں مجاہدین نے 3 امریکی ٹینکوں کو مذکورہ ضلع کے شیگل بازار میں اور 2 مزید ٹینکوں کو سلام بازار کے علاقے میں بارودی سرنگوں سے تباہ کردیا۔ جس کے نتیجے میں 27 امریکی فوجی ہلاک ہوگئے۔

17اپریل:

صوبہ قندھار کے ضلع ژڑی کے پاشمول علاقے میں صلیبی پیدل دستوں کو بارودی سرنگ نشانہ بنایا گیا۔ 8 امریکی فوجی ہلاک، 3 زخمی ہوئے۔

18اپریل:

صوبہ بادغیس کے ضلع مرغاب میں مجاہدین نے افغان فوج کے قافلے پر گھات لگا کر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 2 رینجرز گاڑیاں تباہ اور 11 فوجی ہلاک ہوگئے جن میں ایک کمانڈر بھی شامل ہے جبکہ 4 زخمی ہوئے۔

18اپریل:

صلیبی فوج کے خلاف مجاہدین کے آپریشن میں 8 صلیبی فوجی ہلاک ہوئے۔

19اپریل:

کابل شہر میں امریکی و افغان فوج کے مرکز پر فدائی حملہ کیا گیا، مجاہد عبدالقہار نے کابل شہر میں بین الاقوامی ایئر پورٹ کے قریب فوجی مرکز پر فدائی حملہ کیا۔ 19 امریکی و افغان فوجی ہلاک ہوئے۔ ہلاک ہونے والے امریکی فوجیوں میں وہ ٹرینر بھی شامل ہیں جو افغان فوج کو ٹریننگ دے رہے تھے۔

19اپریل:

صوبہ کابل کے ضلع سروبی میں مجاہدین نے امریکی فوج پر بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا۔ وریشمن تنگی کے علاقے میں واقع صلیبی فوجی بیس پر 15 مارٹر گولے داغے گئے، جس سے وہاں تعینات فوجیوں میں سے 6 امریکی اور 5 افغان فوجی مردار جبکہ متعدد زخمی ہوئے۔

20اپریل:

صوبہ کنڑ کے ضلع مانوگئی کے کنڈیگل کے علاقے میں مجاہدین نے امریکی ڈرون طیارہ مار گرایا۔

21اپریل:

مجاہدین نے صوبہ پکتیکا میں صوبائی دارالحکومت شرنہ میں امریکی جاسوس طیارہ مار گرایا۔

22اپریل:

ہلمند کے ضلع دریشک میں امریکی فوجی قافلے پر مجاہدین نے گھات لگا کر حملہ کیا۔ ۲۰ امریکی فوجی ہلاک ہوئے۔

23اپریل:

ہلمند کے ضلع واشیر میں مجاہدین نے امریکی جاسوس طیارہ مار گرایا۔

25اپریل:

صوبہ قندوز کے ضلع امام صاحب کے علاقے قتز باغ میں امریکی فوج سے جھڑپ کے دوران مجاہدین نے امریکی ہیلی کاپٹر کو اینٹی ایئر کرافٹ گن سے نشانہ بنایا۔ ہیلی کاپٹر میں سوار تمام امریکی فوجی ہلاک ہوگئے۔

25اپریل:

صوبہ فراہ میں مجاہدین نے امریکی ہیلی کاپٹر کو نشانہ بنایا۔ ہیلی کاپٹر تباہ اور اُس میں سوار 13 امریکی فوجی مارے گئے۔

25اپریل:

صوبہ ہلمند کے ضلع نجکی زمینداور علاقے میں مجاہدین نے امریکی جاسوس طیارے کو اینٹی ایئر کرافٹ سے نشانہ بنایا، جاسوس طیارہ تباہ۔

26اپریل:

صوبہ پکتیکا کے ضلع سروبی میں مجاہدین کی طرف سے بچھائی گئی بارودی سرنگوں کی زد میں آکر 3 امریکی ٹینک تباہ ہوگئے۔مزید4امریکی ٹینکوں کو مجاہدین نے راکٹوں سے تباہ کردیا۔ اطلاعات کے مطابق ان ٹینکوں میں موجود20امریکی فوجی ہلاک ہوگئے۔

27اپریل:

قندھار ایئرپورٹ سے متصل نیٹو سپلائی کانوائے کے سیکورٹی فورسز کی سپیشل گارڈز کے مرکز پر 3فدائی مجاہدین نے' جو کلاشنکوفوں ،راکٹ لانچرز اور دستی بموں سے لیس ہونے کے ساتھ بارودی جیکٹیں پہنے ہوئے تھے' حملہ کردیا۔مقابلے کے دوران ایک فدائی مجاہد نے فدائی حملہ کیا اور2 مجاہد کارروائی کے بعد بحفاظت واپس پہنچے۔اس کارروائی میں75 سیکورٹی اہل کار ہلاک،60سے زاید زخمی ہوئے۔12 آئل ٹینکرز جلا دیے گئے،57رینجرز گاڑیاں اور سرف گاڑیاں جلادی گئیں۔

28اپریل:

صوبہ کنڑ کے ضلع شیگل میں پولیس چوکی پر مجاہدین نے ہلہ بول دیا۔چوکی کی عمارت تباہ اور وہاں تعینات5پولیس اہل کار ہلاک ہوگئے۔

28اپریل:

بغلان کے پائے سنگ علاقے میں مجاہدین نے امریکی جاسوس طیارے کو مار گرایا۔

29اپریل:

صوبہ لغمان کے ضلع علیشنگ میں صلیبی و افغان فوج کے مرکز پر فدائی حملہ کیا گیا۔قاری محمد ابراہیمؒ کے اس فدائی حملہ میں 21 صلیبی و افغان فوجی ہلاک ہوئے،اس کے علاوہ1 صلیبی ٹینک اور1 رینجرز کی گاڑی بھی تباہ ہوگئی۔

30اپریل:

صوبہ ہرات کے ضلع شینڈنڈ میں مجاہدین نے اینٹی ائیرکرافٹ کے ذریعے امریکی فوجی ہیلی کاپٹر کو تباہ کردیا۔ہیلی کاپٹر میں موجود تمام امریکی فوجی ہلاک ہوگئے۔

2مئی:

صوبہ ہلمند کے ضلع نوزاد میں مجاہدین نے5امریکی ٹینکوں کو بارودی سرنگوں سے تباہ کردیا۔اس کارروائی کے نتیجے میں 23امریکی فوجی ہلاک ہوگئے۔یاد رہے کہ نوازاد اور واشیر صوبائی دارالحکومت لشکرگاہ سے70 کلومیٹر شمال کی جانب پہاڑی سلسلوں میں واقع وسیع وعریض علاقے ہیں،جو گذشتہ5برس سے مکمل طور پر مجاہدین کے زیر کنٹرول ہیں۔

3مئی:

صوبہ بغلان میں بغلان شہر کے علاقے گرداب میں افغان فوج نے مجاہدین کے خلاف آپریشن کا آغاز کیا۔جس کے جواب میں مجاہدین نے کٹھ پتلی فوج پر تابڑ توڑ حملے کیے۔اس لڑائی کے نتیجے میں 10افغان فوجی ہلاک ہوگئے۔ہلاک شدگان کا اسلحہ اور دیگر فوجی ساز وسامان بطور غنیمت حاصل ہوا۔

3مئی:

صوبہ خوست میں قائم CIA کے مرکز پر فدائی حملہ کیا گیا۔فدائی مجاہد ذبیح اللہ نے بارود سے بھری گاڑی کے ذریعے یہ کارروائی سرانجام دی۔جس کے نتیجے20 سے زاید CIA کے اہل کار ہلاک اور متعدد زخمی ہوگئے۔

3مئی:

صوبہ نورستان کے ضلع نورگرام میں مجاہدین نے نیٹو ٹرانسپورٹ ہیلی کاپٹر مار گرایا۔ہیلی کاپٹر میں سوار14 صلیبی ہلاک ہوگئے۔

3مئی:

صوبہ لغمان کے ضلع علینگار میں مجاہدین نے ایک امریکی اپاچی ہیلی کاپٹر کو' جو نچلی پرواز کررہا تھا' اینٹی ایئرکرافٹ کے ذریعے مار گرایا۔ہیلی کاپٹر میں سوار8امریکی فوجی ہلاک ہوگئے۔

5مئی:

صوبہ نیمروز کے صدر مقام زرنج شہر میں مجاہدین نے اہم سرکاری عمارات' گورنر ہاؤس، صوبائی پولیس ہیڈکوارٹر، ہائی کورٹ اور اسمبلی پر ایک ہی وقت میں حملے کیے۔فدائی مجاہدین کا ایک دستہ گورنر ہاؤس داخل ہونے میں کامیاب ہوگئے اور وہاں موجود کٹھ پتلی اداروں کے صوبائی اہل کاروں پر گولیوں کی بوچھاڑ شروع کردی۔پولیس ہیڈکوارٹر اور دیگر سرکاری عمارتوں کو بھاری ہتھیاروں کا نشانہ بنایا گیا۔ایک گھنٹے کی شدید مزاحمت کے بعد2 فدائی جانبازوں نے گورنر ہاؤس میں فدائی حملے سرانجام دیے،جس کے نتیجے میں درجنوں پولیس اور سرکاری اہل کار وملازمین ہلاک وزخمی ہوئے۔موصولہ اطلاعات کے مطابق6 گھنٹے تک جاری رہنے والی گھمسان کی لڑائی میں اعلیٰ صوبائی عہدے داران،اراکین اسمبلی،سرکاری ملازمین سمیت سیکورٹی فورسز کے53اہل کار ہلاک ہوگئے۔

5مئی:

صوبہ وردگ میں مجاہدین نے امریکی فوج پر گھات لگا کر حملہ کیا۔14امریکی فوجی ہلاک ہوگئے۔

5مئی:

صوبہ لغمان میں مجاہدین کے ساتھ جھڑپ میں20امریکی فوجی ہلاک ہوگئے۔

6مئی:

صوبہ زابل کے ضلع میزان میں مجاہدین نے افغان فوج کی8چوکیوں پر یکبارگی حملے کیے۔ تمام چوکیاں تباہ اور وہاں موجود متعدد افغان فوجی ہلاک ہوگئے۔

7مئی:

صوبہ غزنی کے ضلع انڈار کے علاقے چغارو کے مقام پر نیٹو سپلائی کانوائے پر حملہ کیا گیا۔5 گاڑیاں تباہ،11فوجی ہلاک ہوگئے۔

8 مئی:

صوبہ پکتیکا کے ضلع شواک میں صلیبی فوجی قافلے پر مجاہدین کا حملہ۔مجاہدین کی طرف سے راکٹوں،82ایم ایم کا آزادانہ استعمال کیا گیا جس کے نتیجے میں6 ٹینک تباہ ہوگئے۔15 امریکی فوجی ہلاک۔

8 مئی:

ہلمند میں مجاہدین کی برطانوی فوج کے ساتھ جھڑپ،13برطانوی فوجی ہلاک۔

9 مئی:

صوبہ قندوز میں مجاہدین نے امریکی جاسوس طیارہ مار گرایا۔

10 مئی:

صوبہ پکتیکا کے ضلع نکہ میں مجاہدین نے امریکی فوج کے قافلے پر گھات لگا کر حملہ کیا۔23امریکی فوجی ہلاک۔

11 مئی:

مجاہدین کی طرف سے صلیبی افواج اور مرتد افغان فوج کے خلاف 'آپریشن الفتح' کا اعلان.....صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین میں امریکی فوج اور مجاہدین کے درمیان گھمسان کی جنگ لڑی گئی۔امریکی فوجیوں کو20 ہیلی کاپٹروں کی مدد سے مذکورہ ضلع کے ساروان قلعہ کے علاقہ میں مجاہدین کے خلاف آپریشن کے لیے اتارا گیا،ان فوجیوں پر مجاہدین نے چاروں طرف سے حملے کیے۔مجاہدین اور امریکی فوج کے درمیان اس جھڑپ کے دوران مجاہدین نے 2 چینوک ہیلی کاپٹروں کو نشانہ بنایا اور دونوں چینوک ہیلی کاپٹر گر کر تباہ ہوگئے۔

12 مئی:

صوبہ خوست کے ضلع نادرشاہ میں امریکی پیدل دستے پر مجاہدین نے حملہ کیا۔8امریکی فوجی ہلاک و متعدد زخمی۔

12 مئی:

'الفتح آپریشن' کے تسلسل میں کابل کے ضلع سروبی میں صلیبی و افغان فوج کی فوجی اور سپلائی گاڑیوں پر تابڑ توڑ حملوں کا سلسلہ شروع کیا۔18 سپلائی گاڑیاں تباہ۔30 سے زاید صلیبی و افغان فوجی ہلاک۔

14 مئی:

الفتح آپریشن کے سلسلے میں مجاہدین نے قندھار کے ضلع پنجوائی میں بم دھماکوں میں 21امریکی فوجیوں کو ہلاک کر دیا۔

14 مئی:

الفتح آپریشن کے سلسلے میں مجاہدین نے صوبہ لوگر کے صدر مقام پل عالم شہر کے قریب امریکی فوجی کانوائے پر حملے کیے۔ان حملوں میں8امریکی ٹینک اور ایک ٹرالر جس پر امریکی فوجی ٹینک لدا ہوا تھا،راکٹوں سے تباہ کر دیے گئے۔31امریکی فوجی ہلاک۔

14 مئی:

صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین میں مجاہدین نے امریکی ہیلی کاپٹر مار گرایا۔ہیلی کاپٹر میں سوار 30امریکی فوجی ہلاک۔

☆☆☆☆☆

16اپریل2010ء تا15مئی2010ء

فدائی حملے:	6	گاڑیاں تباہ:	273
مراکز،چیک پوسٹوں پر حملے:	126	ریموٹ کنٹرول،بارودی سرنگ:	360
ٹینک،بکتر بند تباہ:	282	میزائل،راکٹ،مارٹر حملے:	55
کمین:	276	جاسوس طیارے تباہ:	9
آئل ٹینکر،ٹرک تباہ:	188	ہیلی کاپٹر و طیارے تباہ:	9
مرتد افغان فوجی ہلاک:	1223	صلیبی فوجی مردار:	1832

سپلائی لائن پر حملے: 44

غیرت مند قبائل کی سرزمین سے

عبدالرب ظہیر

تحریک طالبان پاکستان کے امیر حکیم اللہ محسود کے حالیہ دو ویڈیو بیانات

الحمدللہ والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ، امابعد:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم.

میرے امت مسلمہ کے محترم بھائیو اور بہنو، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کفار ہمیشہ یہ پروپیگنڈہ کرتے رہتے ہیں کہ حکیم اللہ محسود شہید ہو گیا ہے۔ کبھی وہ کہتے ہیں کہ ڈرون حملے میں ہوا ہے اور اس کے لیے عموماً شکتئی یا اورکزئی کا حوالہ دیتے ہیں، اور کبھی کہتے ہیں کہ ہم نے اسے ملتان جاتے ہوئے راستے میں شہید کیا۔ یہ ایک کھلا جھوٹ اور پروپیگنڈہ ہے جو کفار اور ان کی کٹھ پتلی ذرائع ابلاغ پھیلا رہے ہیں۔ الحمدللہ، اپریل ۲۰۱۰ کی ۴ تاریخ کو میں امت مسلمہ کو یہ خوشخبری دیتا ہوں کہ میں زندہ اور خیریت سے ہوں۔

اور میں ایک اور بات واضح کرنا چاہتا ہوں؛ امریکہ دنیا بھر کا جنونی، دہشت گرد اور شدت پسند ترین ملک ہے۔ اس کے ہاتھ افغانستان، پاکستان، عراق اور کئی دیگر مسلم ممالک کے لاکھوں مسلمان بچوں، عورتوں، جوانوں اور بوڑھوں کے خون سے رنگے ہوئے ہیں۔ اور اب اس خودسر دہشت گرد نے یمن کے مجاہدین کے خلاف اپنی بدنیتی دکھانا شروع کر دی ہے۔ اب امریکہ اپنے مذموم مقاصد کی خاطر یمن میں داخل ہونا چاہتا ہے۔ میں مسلم امت کو ایک واضح پیغام دینا چاہتا ہوں:

جہالت اور بزدلی کی خواب غفلت سے جاگ جاؤ!

امریکہ اور اس کے اتحادی تاریخ کی بدترین شکست کا سامنا کر رہے ہیں۔ امریکی اور نیٹو افواج افغانستان میں ایک تباہ کن ناکامی سے دوچار ہیں اور اب ''امن مذاکرات'' کی آڑ میں افغانستان سے پسپا ہو کر بھاگ نکلنا چاہتے ہیں۔ بہت جلد امت مسلمہ امریکی افواج کے افغانستان سے انخلا اور ذلت آمیز انجام کے ساتھ اپنی دہشت گرد ریاست میں واپسی کی فاتحانہ خوشخبری سنے گی۔

ان کے ساتھ ان کے صف اول کی حلیف پاکستانی مرتد فوج بھی قبائلی علاقوں میں اسی طرح کے ذلت آمیز انجام سے دوچار ہو گی۔ ان شاءاللہ، اللہ کی مدد سے ہم ثابت قدم ہیں اور اپنے مقصد میں کامیاب ہوں گے۔

میں خصوصی طور پر یمن، الجزائر، سعودی عرب اور فلسطین کے مجاہدین کو اپنا پیغام پہنچانا چاہتا ہوں کہ اپنے جہاد پر ثابت قدم رہیں اور اپنے موقف سے ہرگز پیچھے نہ ہٹیں۔ میں آپ سب سے درخواست کرتا ہوں کہ اپنے جہاد میں ثابت قدم اور مضبوطی سے جمے رہیں۔ وہ وقت بہت قریب ہے جب استشہادی حملہ آور امریکہ کو عین اس کے شہروں میں ضربیں پہنچائیں گے۔

اور ان شاءاللہ، ہم اپنے حملوں میں کامیاب ہوں گے۔ ہمارے استشہادی دہشت گرد ریاست امریکہ میں داخل ہو چکے ہیں اور ہم ان جنونی امریکیوں کو المناک ضربیں پہنچائیں گے۔

امریکہ، ایک مجرم ریاست ہے، جس نے ہمارے بہت سے عظیم مسلم رہنماؤں کو شہید کیا ہے، جیسے بیت اللہ محسود شہید، اللہ ان کی شہادت قبول فرمائے، اور القاعدہ کے بہت سے محترم بھائی جو عرب شہزادے تھے اور ہمارے پاس محض اللہ کے دین کے لیے آئے تھے۔ وہ ہمارے پاس آئے اور ہمیں اسلامی شریعت کے نفاذ کی دعوت دی اور اس وجہ سے امریکہ اور اس کے شدت پسند اتحادیوں نے انہیں شہید کر دیا۔ ہم اپنے معزز شہید بھائیوں کو کبھی نہیں بھلائیں گے۔ ہمارا عقیدہ اور غیرت ہمیں اس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ ان عظیم شہداء فی سبیل اللہ کو بھلا دیں۔ ان شاءاللہ، ہم قہر بن کر ان پر گریں گے اور اپنے ان بھائیوں کا انتقام لیں گے۔

اور ہم کبھی بھی اپنی قابل احترام اور بے گناہ پاکستانی بہن ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو نہیں بھلائیں گے، جن کو برہنہ کیا گیا تاکہ مسلم امت کی عزت و غیرت کی دھجیاں اڑائی جائیں اور اس کا مذاق اڑایا جائے۔ اپنی بہن کو اس غیر انسانی اور ہتک آمیز سلوک کا شکار دیکھ کر ہمارے دل شدید دکھ اور تکلیف میں ہیں۔ ہمارے دلوں میں جلنے والے شعلے صرف تبھی ہلکے ہوں گے جب ہمارے استشہادی دہشت گرد امریکہ میں تیر بہ ہدف اور تباہ کن حملے کر کے اسے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیں گے، ان شاء اللہ۔

ان شاءاللہ، بہت جلد، چند دنوں یا مہینہ بھر کے دوران، مسلم امت امریکہ میں ہمارے استشہادیوں کے کامیاب حملوں کے ثمرات دیکھے گی۔ اس رنج اور تکلیف کے متعلّق فکر نہ کرو جو آپ کے دلوں میں ہے۔ دہشت گرد امریکہ بری طرح ناکام ہو چکا ہے۔ اور میں اس کے اتحادیوں کو بھی خبردار کرتا ہوں کہ اپنے حال پر رحم کریں۔ امریکہ کی مدد کرنا بند کر دیں، کہ اگر تم نے اپنی غداری کا سلسلہ ترک نہ کیا اور اسلام کے خلاف ان کی جنگ میں صف اول کے مددگار رہے تو پھر تم امریکہ سے بھی بدتر ذلت آمیز تباہی اور ناکامی کا سامنا کرو گے۔

میں دوبارہ اتحادیوں کو خبردار کرتا ہوں کہ اپنے حال پر رحم کرو اور امریکہ کی دوستی

سے انکار کر دو؛ امریکہ کی شیطانی پالیسیوں سے کھلم کھلا برأت کرو۔ بصورت دیگر، تمہارا انجام اس سے بھی بدتر ہوگا جو اس کا پاکستان، افغانستان اور عراق میں ہوا ہے۔

ان شاء اللہ، چند دنوں یا مہینے بھر میں، وقت ہمارے استشہادی حملوں کی کامیابی کی گواہی دے گا، اور یہ امر مسلم امت کے دلوں کے لیے باعث خوشی اور سعادت ہو گا۔

ویشف صدور قوم مومنین

''اور مسلمانوں کے کلیجے ٹھنڈے کرے گا''۔[التوبہ 9:14]

اے نوجوانو، علماء اور امت کے نیک لوگو! اپنی دعاؤں میں ہمیں یاد رکھنا۔

دوسری ویڈیو بیان کا متن:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آج بمؤرخہ ۱۹/اپریل ۲۰۱۰ میڈیا کے ذریعے امتِ مسلمہ کو ایک اہم پیغام دینا چاہتا ہوں۔ عالمِ کفر نے میری شہادت کے حوالے سے امتِ مسلمہ کے دلوں کو مجروح کیا۔ آج میں میڈیا کی وساطت سے امتِ مسلمہ کو خوش خبری دینا چاہتا ہوں؛ امریکا جو طاغوتِ اکبر ہے، جس نے افغانستان، عراق اور پاکستان کے قبائلی علاقوں میں معصوم لوگوں کو بیدردی سے شہید کیا اور عرب معزز اسلامی بھائیوں کو شہید کیا، جنہوں نے اسلامی نظام کے لیے ایک اعلان کیا تھا لیکن امریکی طاغوتِ اکبر نے اُن کو شہید کیا اور اُن کی شہادت پر امریکا نے اپنی فتوحات کا اعلان کیا میں الحمدللہ آج امتِ مسلمہ کو یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ ہمارے حوصلے بلند ہیں ہمارے حوصلے کمزور نہیں۔ اب ہمارے فدایانِ اسلام کے ٹارگٹ امریکہ کے اندرونی شہر ہوں گے۔ یہ خوش خبری چند دنوں اور چند ہفتوں میں ان شاء اللہ امتِ مسلمہ سنے گی۔ ہمارا رُخ اب امریکہ کے اندرونی شہر ہوں گے اور ہمارے جہاد کے اہداف آج کے بعد ان شاء اللہ امریکہ کے اندرونی شہر ہوں گے۔ ہم اس مشن اور پروگرام میں کامیاب ہو چکے ہیں الحمدللہ۔

امت مسلمہ سے میری یہ اپیل ہے کہ وہ ہمارے لیے اور مجاہدین کے لیے دعا کریں۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجاہدین کی کارروائیاں

۲۵/اپریل: تیمر گرہ بائی پاس پر سوات پولیس کی گاڑی نمبر SW-14669 پر فدائی حملہ۔ سرکاری حکام کے مطابق ۱۰ اہل کار شدید زخمی ہو گئے۔ جبکہ اورکزئی میں سانگھڑ کے علاقے میں سیکورٹی فورسز کے ۱۳ اہل کار مجاہدین کے ساتھ ایک جھڑپ میں زخمی ہو گئے۔

۲۶/اپریل: اورکزئی ایجنسی میں گوئین کے علاقے میں مجاہدین کا فوج کے کانوائے پر حملہ

۲۷/اپریل: درہ آدم خیل میں زرغون خیل کے علاقے میں سیکورٹی فورسز کی چیک پوسٹ پر حملہ، ایک سیکورٹی اہل کار ہلاک۔

۲۸/اپریل: ہنگو کے علاقے زرگری میں فائرنگ سے لیوی اہل کار قتل جبکہ اورکزئی کی لوئر تحصیل میں بیزوٹ خیل میں فورسز کی چیک پوسٹ پر مجاہدین کا حملہ نقصان کی تفصیل کا علم نہ ہوسکا۔

۲۹/اپریل: پشاور وارسک روڈ پر تھانہ متھرا کی چوکی پر فدائی حملہ۔ سرکاری ذرائع کے مطابق ۴ اہل کار ہلاک اور پانچ زخمی ہوئے جبکہ مہمند ایجنسی کی تحصیل بائیزئی میں مجاہدین کے ساتھ حکومتی امن لشکر کی جھڑپ میں لشکر کے ۴ رضا کار ہلاک ہوئے۔

۳۰/اپریل: لوئر اورکزئی کے علاقے مشتی خیلہ اور شیخان میں جھڑپوں میں کئی اہل کار ہلاک جبکہ سرکاری ترجمان نے صرف ایک اہل کار کی ہلاکت کو تسلیم کیا۔

۱/مئی: اورکزئی کے علاقے میر گڑھی میں مجاہدین نے سیکورٹی فورسز کے ٹھکانوں پر حملہ کر دیا جس کے نتیجے میں فوج کو بھاری نقصان ہوا۔ سرکاری ترجمان کے مطابق صرف دو اہل کار ہلاک ہوئے دوسری طرف درہ آدم خیل کے علاقے اخوروال میں پسنہ تھانہ کی پوسٹ پر مجاہدین نے حملہ کیا۔ بنوں کے تھانہ منڈان کی وین پر بارودی سرنگ دھماکے سے ۳ پولیس اہل کار شدید زخمی ہو گئے۔

۲/مئی: مینگورہ میں سیکورٹی اہل کاروں پر فدائی حملہ۔ سرکاری ترجمان کے مطابق ۱۶ سیکورٹی اہل کار زخمی۔

۳/مئی: جنوبی وزیرستان میں محسود کے علاقے جنتا میں فوجی گاڑی پر مجاہدین کا حملہ، سرکاری ترجمان کے بقول ایک اہل کار ہلاک اور دو زخمی۔

۴/مئی: لوئر اورکزئی میں فورسز کی پوسٹ پر مجاہدین کا حملہ۔ بقول سرکاری ترجمان ۲ اہل کار ہلاک۔

۷/مئی: کوہاٹ میں پی اے ایف بیس میں ایک اہل کار کی فائرنگ سے ایک اہل کار اصل جان ہلاک، ایک زخمی۔

۹/مئی: ہنگو میں ایلیٹ فورس کی گاڑی ریموٹ کنٹرول سے تباہ۔ پانچ اہل کار زخمی جبکہ اورکزئی کے علاقے مشتی خیلہ میں جھڑپ کے دوران ایک فوجی زخمی ہوا۔

۱۰/مئی: اورکزئی ایجنسی میں مندتی کلے میں مجاہدین کے حملے کے دوران فوج کو بھاری نقصان جبکہ فوجی ترجمان کے مطابق صرف تین اہل کار زخمی ہوئے۔ ڈبوری شہر میں ۱۵ اہل کاروں کے زخمی ہونے کی اطلاع ہے۔

۱۱/مئی: اورکزئی ایجنسی میں مشتی خیلہ کے علاقے مندتی میں مجاہدین نے فوجی قافلے پر کمین لگائی جس کے نتیجے میں فوجی ترجمان کے مطابق دو فوجی افسران لیفٹیننٹ حکیم اللہ اور لیفٹیننٹ عمران سمیت ۱۹ اہل کار ہلاک اور ۵ اہل کار زخمی ہو گئے۔ آزاد ذرائع کے مطابق فوج کو بہت بھاری نقصان اٹھانا پڑا۔

(بقیہ صفحہ ۵۴ پر)

صلیبی جنگ اور ائمۃ الکفر

نوید صدیقی

پاکستان، افغانستان میں انتہا پسندوں کو تنہا کر رہے ہیں: اوباما

امریکی صدر بارک اوباما نے کہا ہے کہ ''ہم پاکستان اور افغانستان میں انتہا پسندوں کو تنہا کر رہے ہیں اور نئی شراکت داریاں قائم کر رہے ہیں''۔

افغانستان سے فوج کی واپسی کا مطالبہ غیر ذمہ دارانہ ہے: جرمن چانسلر

جرمن چانسلر انجلا مرکل نے کہا کہ افغانستان سے فوج کی واپسی کا مطالبہ غیر ذمہ دارانہ ہے۔ برسلز میں پارلیمنٹ میں افغان مشن کا دفاع کرتے ہوئے انجلا مرکل نے کہا کہ افغانستان میں جرمن فوجیوں کو جس صورت حال کا سامنا ہے اسے جنگ قرار دیا جاسکتا ہے۔

امریکہ اور اس کے مغربی اتحادیوں سمیت جتنی بھی جارح قوتیں اس وقت افغانستان میں مصروفِ جنگ ہیں ان کے لیے افغانستان بند مٹھی میں پھسلتی ریت کی مانند ہے۔نوگیارہ (9/11) کے بعد شیخ اسامہ نے کہہ دیا تھا کہ ہم دنیا کا نقشہ بدلنا چاہتے ہیں جہاں صرف ایک اسلامی خلافت کا غلبہ ہو۔انجلا مرکل کا یہ بیان بھی اسی خوف پر مبنی ہے کہ جس انتہا پسندی (جہاد) کو ختم کرنے کا نعرہ لگا کر یہ کفار افغانستان پر حملہ آور ہوئے تھے وہ تودن بدن قوت پکڑ رہی ہے۔لہٰذا غیر ملکی افواج کی واپسی پر مسلمان اپنا مقصد لے کر پوری دنیا پر چھا جانے کے لیے کوشش شروع کردیں گے۔اس لیے ہمیں یہاں سے واپس نہیں جانا چاہیے لیکن اللہ کے حکم سے کفار کی صورت حال وہی ہے

؎جاجاکہ اپنی حسرتوں پہ آنسو بہا کے سوجا

طالبان مشترکہ دشمن ہیں، پاکستان کو لازوال قربانیوں کا کریڈٹ ملنا چاہیے، جنوبی افغانستان میں آپریشن روایتی نہیں ہوگا: جنرل پیٹریاس

امریکہ کی سنٹرل کمانڈ کے سربراہ جنرل ڈیوڈ پیٹریاس نے کہا ہے کہ ''پاکستان نے جو کچھ کیا ہے اس کا اسے کریڈٹ ملنا چاہیے۔جنوبی افغانستان میں آنے والے دن انتہائی سخت ہوں گے۔یہ بات اُس نے قندھار میں نیوز کانفرنس میں کہی۔اُس نے کہا کہ ''قندھار شہر کے نواح میں کیا جانے والا آپریشن روایتی نہیں ہوگا۔قندھار شہر کی سیکورٹی کی صورت حال بگڑتی جارہی ہے اور آنے والے ہفتوں میں مزید سخت اور تکلیف دہ لمحات آئیں گے''۔

امریکہ گاہے گاہے اس حقیقت کا اظہار کرتا رہتا ہے کہ یہ سیکورٹی فورسز ہماری کرائے کے قاتل کی ذمہ داری نبھا رہی ہیں۔مذکورہ بالا بیان بھی اسی بات کا اعادہ ہے۔جبکہ سبھی غدار ابن غدار پاکستانی حکمران اس امر کی تردید کرتے رہتے ہیں۔ بالفاظ دیگر شاعر کی زبان میں وہ تصدیق کرتے ہیں کہ

؎خطاوار سمجھے گی دنیا تجھے
اتنی بھی زیادہ صفائی نہ دے

امریکہ کوروایتی جنگوں کی اخلاقیات او اقدار کے اصولوں کو پامال کرتے ہوئے تقریباً ۹ سال ہوگئے ہیں، ابھی حال ہی میں ان کے اپنے ذرائع ابلاغ کے مطابق مرجہ جیسے چھوٹے سے علاقے میں چارسو لڑاکا جنگی طیاروں اور ہیلی کاپٹروں کے ساتھ ۱۵۰۰۰ فوجیوں نے آپریشن کیا تھا اور ناکام ونامراد لوٹے تھے۔غیرروایتی آپریشن میں تو امریکہ کے پاس اب ایک ہی طریقہ رہ گیا ہے کہ افغانستان پر ایٹمی حملہ کرکے ہر ذی نفس کو ختم کردے کیونکہ اس کے علاوہ تو وہ ہر آپشن استعمال کرچکا ہے۔

مستقبل میں امریکہ پر حملہ ہوا تو اس کا شدید ردعمل ظاہر کیا جائے گا: ہیلری

امریکی وزیر خارجہ ہلیری کلنٹن نے کہا ہے کہ ''پاکستان دہشت گردی کے خلاف مزید اقدامات کرے۔اگر مستقبل میں نیویارک ٹائمز اسکوائر جیسا حملہ ہوا تو اس کا شدید ردعمل آسکتا ہے''۔

تحریک طالبان امریکہ پر حملے کرنا چاہتی ہے: رابرٹ گیٹس

امریکی وزیر دفاع رابرٹ گیٹس نے امریکی چیئرمین جوائنٹ چیفس آف سٹاف ایڈمرل مائیک مولن کے ہمراہ پریس کانفرنس کرتے ہوئے کہا کہ تحریک طالبان نا صرف حکومت پاکستان کا تختہ الٹنے کی کوشش کر رہی ہے بلکہ امریکہ سمیت دیگر ممالک کے خلاف حملے بھی شروع کر رہی ہے۔اب ہمارا مشترکہ مفاد ہے کہ ہم اس گروپ کو پاکستان اور امریکہ میں حملے کرنے سے روکیں''۔

افغان او رعراق جنگ کے بعد امریکہ کوئی لڑائی نہیں لڑسکتا، دہشت گردی کے خلاف جنگ میں پاکستان ڈرائیونگ سیٹ پر ہے: رابرٹ گیٹس

امریکی وزیر دفاع رابرٹ گیٹس نے کہا ''حکومت کے بڑھتے ہوئے بجٹ خسارے کو کم کرنے کے لیے فوج کے صحت اور کمانڈ اسٹرکچر پر اٹھنے والے اخراجات میں کمی کا مطالبہ کیا گیا ہے۔افغانستان اور عراق جنگ کے اخراجات کے دھچکوں نے امریکہ کو کسی اور جنگ کے قابل نہیں چھوڑا۔دہشت گردی کے خلاف جنگ میں پاکستان ڈرائیونگ سیٹ پر ہے اور امریکہ پاکستان کے لیے مزید اقدامات کرنا چاہتا ہے۔طالبان کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لیے امریکہ پاکستان کے ساتھ مل کر کام کر رہا ہے۔گزشتہ ۱۸ مہینوں سے ۲ سالوں کے دوران میں پاکستان نے دہشت گردی کے خلاف جنگ میں امریکہ سمیت دیگر اتحادیوں سے بڑھ کر قربانیاں دی ہیں''۔

افغانستان پر حملہ کرنے سے قبل بش نے اپنے مشیر خزانہ کو تخمینہ لاگت پوچھا تو اس نے کہاکہ مابدولت ۲۰۰ارب ڈالر خرچ ہوں گے جس پر بے چارے کو نوکری سے ہاتھ دھونے پڑے اور بش نے کہا کہ یہ غیور امریکی قوم کا مورال ڈائون کرنا چاہتا تھا۔مگر اب صورت حال یہ ہے کہ اس کاٹھ کے گھوڑے میں کسی اگلی دوڑ میں حصہ لینے کی بھی سکت نہیں ہے۔ وسائل اور اسباب کو حکم شرعی پر فوقیت دینے والے ''اصحاب علم و دانش''کو بھی سوچنا چاہیے کہ اسباب سے تہی دست اس امت کے خاک نشینوں نے ایک صدی کے اندر اندر تیسری سپرپاور کو خاک چاٹنے پر مجبور کر دیا ہے۔مجاہدین اسلام مسجد اقصیٰ کی بازیابی کا اصل طریقہ یہی بتلاتے تھے کہ باقی دنیا سے بالعموم اور اسرائیل سے بالخصوص امریکہ کا طبعی تعلق ختم کردیا جائے۔لہٰذا عراق ، افغانستان اورپاکستان سے امریکہ جب بے آبرو ہوکر نکلے گا تو ان شاء اللہ فلسطین کی آزادی بھی قریب ہوجائے گی۔

دہشت گردی کے خلاف جنگ، پاکستان جانیں، ہم مال دے رہے ہیں :امریکہ

پاکستان میں امریکی سفیرا ین ڈبلیو پیٹرسن نے کہا ہے کہ حال ہی میں ختم ہونے والے پاکستان اور امریکہ کے سٹریٹیجک مذاکرات اوباما انتظامیہ کے پاکستان کے لیے نئے مطمع نظر کے بہترین عکاس ہیں۔ہم امریکی اس جنگ میں مال دے رہے ہیں جبکہ پاکستان اس جنگ میں جانیں دے رہا ہے۔پاکستان کو ساڑھے تین ارب ڈالر فراہم کیے جائیں گے۔اتحادی امداد فنڈ کے علاوہ عسکری امداد کا ایک ارب دس کروڑ ڈالر کا ایک نیا پروگرام بھی شروع کیا جائے گا''۔

ہائے ہائے !بے چاری پاکستانی حکومت اور ناپاک فوج کے اپنے کافرآقائوں سے برابری کی سطح پر مذاکرات کرنے کے دعوے......امریکہ واقعی بڑا بے دید ہے۔ہیلری اور شاہ محمود کی ''تال سے تال''ملنے پر بعض لوگوں کو بڑا ''حوصلہ'' ملا تھا کہ اب ''ہمارے'' ساتھ غلاموں والا سلوک نہیں ہو گامگر امریکہ کوDo More کا پہاڑا بھولتا ہی نہیں ہے۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: غیرت مند قبائل کی سرزمین سے

۱۶مئی: کرم ایجنسی سے ہنگو آنے والے ۶۳افرادکوٹل پاراچنارروڈ پرواقع چھپری موڑ سے مجاہدین نے گرفتار کرلیا۔بعدازاں رافضی مرتدین کے علاوہ باقی تمام افرادکو رہا کر دیا گیا۔واضح رہے کہ کُرم اور ہنگو کے شیعہ مرتدین نے مجاہدین کے خلاف اعلان جنگ کر رکھا ہے۔

۱۸مئی: اورکزئی کے علاقے خواستواری خیل پوسٹ پرمجاہدین کے حملے میں فوجی ذرائع کے مطابق ایک اہل کارسجاول ہلاک۔مجاہدین کی ایک اور کارروائی میں ڈبوری کے مقام پر ایک اہل کار ہلاک ہوگیا جبکہ ۲۱اہل کار زخمی ہوئے۔

۱۹مئی: ٹانک کے علاقے اما خیل میں فوجی دستے پر حملے میں حوالدار رشید ہلاک ہوگیا جبکہ باڑہ میں ایک ایف سی اہل کار مارا گیا۔دوسری طرف ڈیرہ اسماعیل خان میں ڈی ایس پی کلاچی اقبال مروت چودہ ساتھیوں سمیت ریموٹ کنٹرول دھماکے میں ہلاک۔

۲۰مئی: اورکزئی کے علاقے ڈبوری میں درہ سم کے مقام پر فوجی کانوائے پرمجاہدین کی کمین کے دوران سرکاری ذرائع کے مطابق ۱۴اہل کار ہلاک جبکہ ۲۲زخمی ہوئے۔آزاد ذرائع نے فوج کے بھاری نقصان کی تصدیق کی۔

۲۲مئی: مہمند ایجنسی کی تحصیل صافی میں دھماکے سے مہمند رائفلز کے ۲اہل کارنور دین اور رحمان شاہ ہلاک اور ایک زخمی جبکہ شمالی وزیرستان میں دو امریکی جاسوسوں کو دھماکے سے اڑادیا گیا۔

پاکستانی فوج کی مدد سے صلیبی ڈرون حملے

۳مئی ۲۰۱۰:شمالی وزیرستان کی تحصیل میرعلی کے علاقے مچی خیل میں امریکی جاسوس طیاروں نے ایک گھر اور گاڑی پر ۳میزائل داغے۔ ۷افرادشہید، ۲زخمی ہوگئے۔

۹مئی: شمالی وزیرستان کی تحصیل دتہ خیل میں ایک گھر پردومیزائل داغے گئے۔ ۲۰/افراد شہید،متعدد زخمی

۱۱مئی: شمالی وزیرستان کے مختلف علاقوں میں امریکی جاسوس طیاروں سے ۷ ۲میزائل داغے گئے۔ ۲۵افرادشہید،متعدد شدید زخمی۔

۱۱مئی: شمالی وزیرستان میں گوریک میں جاسوس طیارے کے میزائل حملے میں ۷افرادشہید جبکہ متعدد زخمی ہوئے۔

۱۵مئی: خیبر ایجنسی کی وادی تیراہ میں امریکی جاسوس طیاروں نے ۶ میزائل داغے۔جس کے نتیجے میں ۱۵افرادشہیداور ۹شدید زخمی ہوگئے۔

۲۱مئی: شمالی وزیرستان کی تحصیل دتہ خیل کے علاقے محمد خیل میں امریکی جاسوس طیارے نے ۵ میزائل داغے جس سے خواتین اور ۵ سالہ بچی سمیت10افرادشہیداور متعدد زخمی ہوگئے۔

☆☆☆☆☆

''آج ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فضل وکرم سے اسلامی دنیا کا وہ (۱۴۰۰سال پرانا، تین براعظموں پر محیط) نقشہ پھر سے زندہ کرنے چلے ہیں، یہاں تک کہ تمام عالم اسلام اللہ تعالیٰ کے اذن سے خلافت کے جھنڈے تلے ایک ملک بن جائے۔آج ہم اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے فضل سے اہل ایمان کی تاریخ کا ایک نہایت پاکیزہ روشن باب رقم کررہے ہیں،اور وہ بھی ایک ایسے دور میں جب ظلم وجوراور کفروفساد نے ہر سو پھیل کر شرق وغرب کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔پس خوش قسمت تو آج وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ پرچم توحید تلے ثابت قدمی عطا فرمادیں''۔

شیخ اسامہ بن لادن حفظہ اللہ

اک نظر ادھر بھی!!!

صبغۃ الحق

نئی ٹینشن، امریکی موٹے ہو گئے، فوج میں کیسے بھرتی کریں

امریکی فوج کو نوجوانوں میں موٹاپے کی شرح میں اضافے سے تشویش ہو گئی۔ امریکی سابق جوائنٹ چیف آف سٹاف نے میڈیا کو بتایا کہ امریکی نوجوانوں کا ایک چوتھائی حصّہ موٹاپے کا شکار ہو چکا ہے۔ جس کی وجہ سے فوج میں بھرتی کے لیے آنے والے زیادہ تر امیدوار کامیاب نہیں ہو پاتے اور مستقبل میں فوج کی مجموعی تعداد متاثر ہو سکتی ہے۔

عراق وافغان جنگ: امریکی فوجی نفسیاتی ادویات کے عادی ہو گئے

امریکی فوج کے اخبار ملٹری ٹائم کے مطابق ہر چھ میں سے ایک امریکی فوجی ذہنی آسودگی کے لیے نفسیاتی امراض کی ادویات کھانے پر مجبور ہے۔

امریکہ میں یومیہ ۱۸ سابق فوجیوں کی خودکشی

امریکی فوج کے ترجمان اخبار آرمی ٹائمز نے انکشاف کیا ہے کہ اوسطاً یومیہ ۱۸ سابق فوجی خودکشی کر رہے ہیں۔ یو ایس ویٹرنز افیئرز ڈیپارٹمنٹ کے حوالے سے ورلڈ سوشلسٹ ویب سائٹ نے ایک رپورٹ میں بتایا ہے کہ ہر ماہ اقدام خودکشی کے ۹۵۰ واقعات ہوتے ہیں۔

موٹے امریکی ابرہہ کے ہاتھی ہیں اور مجاہدین اللہ کی ابابیلیں بن کر ان پر عذاب کا کوڑا برسا رہے ہیں۔ان شاء اللہ جلد امریکی ابرہہ کی یہ فوج کعصف ماکول (کھایا ہوا بھس) بن جائے گی۔موت سے ڈرنے والے حرام خور امریکی فوجیوں کی حالت قرآن کی زبان میں (یتخبطہ الشیطان من المس) ''شیطان نے انہیں چھو کر باؤلا کر رکھا ہے'' والی ہے۔ عراق و افغانستان سے جانے والے سابق فوجی اس دنیا میں ہی اپنے ہاتھوں قتل ہو کر عذاب کا مزہ چکھ رہے ہیں۔

امریکی صدر براک اوباما کے ڈائریکٹر نیشنل انٹیلی جنس ایڈمرل ڈینس بلیئر نے سیکورٹی معاملات میں ناکامی پر سولہ ماہ کی ملازمت کے بعد اپنے عہدے سے استعفیٰ دے دیا ہے۔

ڈینس بلیئر نے جنوری ۲۰۰۹ میں نیشنل انٹیلی جنس کے تیسرے ڈائریکٹر کے طور پر چارج سنبھالا تھا۔ ایڈمرل ڈینس بلیئر نے بتایا کہ انہوں نے اپنے استعفیٰ سے صدر اوباما کو آگاہ کر دیا ہے۔ ڈینس بلیئر کے دور میں فورٹ ہوڈ شوٹنگ، کرسمس کے دن بم دھماکہ کرنے کی سازش اور نیویارک کے ٹائم سکوائر میں ناکام کار بم دھماکہ جیسے واقعات پیش آئے۔ امریکی سینٹ کی انٹیلی جنس کمیٹی نے ڈینس بلیئر کی بطور ڈائریکٹر نیشنل انٹیلی جنس ناکامی کو پورے سسٹم اور ملک کی ناکامی قرار دیا ہے۔ واضح رہے کہ امریکہ میں ہونے والے گیارہ ستمبر دو ہزار ایک کے حملوں کے بعد اس پوزیشن کو قائم کیا گیا تھا۔

افغانستان: ۵۰ ممالک کا مشترکہ ملٹری ٹریننگ سنٹر بن چکا ہے، رپورٹ

افغانستان اس وقت ۵۰ ممالک کے مشترکہ ملٹری ٹریننگ سنٹر کا روپ اختیار کر چکا ہے اور یہ ملک ۲۱ ویں صدی کے ہتھیاروں کا ٹیسٹنگ رینج بھی بن چکا ہے۔ یہاں دنیا بھر میں مستقبل کی جنگوں میں استعمال ہونے والے جدید جنگی طریقوں کو بھی آزمانے کا کام لیا جا رہا ہے۔ امریکی میڈیا گروپ کی رپورٹ کے مطابق افغانستان کی جنگ کی منصوبہ بندی سوچی سمجھی منصوبہ بندی کا حصّہ ہے جہاں ناٹو کے زیر کمان ۵۰ ممالک جنگی کارروائیوں میں مصروف کار ہیں اور یوں ایک ہی ملک افغانستان میں عالمی جنگ ہو رہی ہے۔

طالبان نے ڈرون حملوں کا سبب بننے والی چپ کی ویڈیو جاری کر دی:

طالبان نے امریکی ڈرون طیاروں کو ہدف کے تعیّن میں مدد دینے کے لیے مختلف جگہوں پر نصب کیے گئے خصوصی آلے کی ویڈیو جاری کی جس میں اس چپ کو جلتے بجھتے دکھایا گیا ہے اور طالبان نے کہا ہے کہ اسے انسانی آنکھ نہیں دیکھ سکتی بلکہ اسے ویڈیو کیمرہ سے ہی دیکھا جا سکتا ہے۔ طالبان نے اپنے اہم اجلاسوں کو محفوظ بنانے کے لیے اجلاسوں کی جگہ کے ارد گرد ویڈیو کیمرے کے ذریعے اس قسم کے آلے کی تلاش شروع کر دی ہے جس سے ان کے خلاف کارروائی میں امریکہ کو مشکلات کا سامنا ہو سکتا ہے۔

مشرف کی کینیڈی ایئرپورٹ پر جوتے اور بیلٹ اتروا کر تلاشی

پرویز مشرف کو نیو یارک سے لندن جاتے ہوئے تلاشی کے عمل سے گزرنا پڑا۔ اس کے جوتے اور بیلٹ بھی اتارے گئے۔ صہبا مشرف کے بھی زیورات اتار کر تلاشی لی گئی۔

لندن میں مشرف سے انٹرویو کے لیے گئی تو وہ شراب اور سگار پی رہا تھا: برطانوی صحافی کرسٹینا لیمب

برطانوی صحافی کرسٹینا لیمب نے اپنی رپورٹ میں انکشاف کیا ہے کہ جب وہ پرویز مشرف سے انٹرویو کرنے گئی تو وہ صوفے پر سگار اور شراب پیتے ہوئے گلوکاروں پر ۵۰ پاؤنڈ کے نوٹ لٹا رہا تھا۔

مشرف نے جب حیا،غیرت اور ایمان کی چادر اتاری دی تو اب اس بے حمیت کے لیے آقائوں کے آگے ننگا ہونا ''اعزاز'' کی بات ہی ہوسکتا ہے۔''خاتون اول'' بھی الخبیثت للخبیثین کامصداق ہے۔گلوکارہ اوررقاصہ ماں اپنے شوہر کے ساتھ ملکہ وکٹوریا کے دربار میں ٹھمکے لگایا کرتی تھی لہٰذا

ایسی ماں کی اولاد مشرف جیسی بدکردار ہی ہوسکتی ہے اور اس مشرف سے ایسے فعل کا سرزد ہونا کوئی اچنبے کی بات نہیں۔

برقعہ پہننے کی ہمارے معاشرے میں کوئی جگہ نہیں: آسٹریلیا

آسٹریلوی اراکین اپرلیمنٹ نے کہا ہے کہ'' خواتین کے برقعہ پہننے کی ہمارے معاشرے میں کوئی جگہ نہیں ہے جبکہ معاشرے کے تحفظ کے لیے برقعہ پر پابندی عاید کرنا انتہائی ضروری ہے۔ برقعہ اب ڈاکو اور لٹیرے ڈکیتی وارداتوں کے لیے استعمال کرتے ہیں، برقعہ اب مزید اسلامی ثقافت کا حصّہ نہیں رہا''۔

القاعدہ نے پرنس ہیری کو قتل کرنے کی دھمکی دے دی

القاعدہ نے برطانوی شہزادہ ہیری کو دھمکی دی ہے کہ اگر اُس نے افغانستان آکر اپاچی ہیلی کا پٹر اڑانے کی جرات کی تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔ مجاہدین کی ایک ویب سائٹ پر جاری ہونے والے بیان میں کہا گیا ہے کہ اگر مجاہدین نے اپاچی ہیلی کاپٹر مار گرانے کے بعد ہیری کو زندہ پکڑ لیا تو یہ نہایت عمدہ ہوگا۔

افغانستان میں امریکی اخراجات عراق جنگ سے بڑھ گئے:

رواں مالی سال کی پہلی ششماہی کے دوران میں پہلی مرتبہ افغانستان میں جنگ پر امریکی اخراجات عراق جنگ سے بڑھ گئے۔ رواں سال کی پہلی ششماہی کے دوران عراق جنگ پر اخراجات کا تخمینہ ۵۔ ۶۴ ارب ڈالر جبکہ افغانستان میں جاری جنگ پر اخراجات کا تخمینہ ۳۔ ۲۷ ارب ڈالر ہے۔ عراق جنگ پر اب تک ۷ کھرب ۸ ارب ڈالر کے اخراجات اٹھ چکے ہیں جبکہ افغانستان کی جنگ پر ۳ کھرب ۵ ۴۴ ارب ڈالر خرچ ہو چکے ہیں۔

کورنگل سے امریکی پسپائی نے سوویت انخلا کی یاد تازہ کر دی: ایشیا ٹائمز

مشرقی افغانستان کی وادی کورنگل سے امریکی افواج کا حالیہ انخلا سابق سوویت یونین کی افواج کے اس انخلا سے مشابہت رکھتا ہے جو ۱۹۸۶ میں عمل میں آیا۔ ایشیا ٹائمز کے مطابق وادیٔ کورنگل سے سرخ فوج کے نکلنے کے بعد ہی مجاہدین کابل کو براہ راست نشانہ بنانے کی پوزیشن میں آئے۔ اب امریکی افواج اس علاقے میں ناکامی سے دوچار ہوئی ہیں۔

وزیرستان سے ملحقہ علاقوں سے طالبان کے ہاتھوں بننے والی درگت پر جب امریکہ نے اپنے کیمپ ختم کیے تو حکومت سے لے کر سیاسی مداریوں اور میڈیاوالوں نے کہا کہ امرکہ نے یہ کام جنوبی وزیرستان میں فوج کو پھنسانے اور طالبان کو Safe Passage دینے کے لیے کیا ہے۔

سائبر حملے سے ۱۵ منٹ میں امریکہ کی تباہی کا خدشہ

امریکہ میں انسداد دہشت گردی کے سابق صدارتی مشیر نے خبردار کیا ہے کہ کسی بھی سائبر حملے کی صورت میں امریکہ محض پندرہ منٹ میں گھٹنے ٹیک دے گا۔ سابق امریکی صدور بل کلنٹن اور جارج واکر بش کے مشیر رچرڈ کلارک نے اپنی نئی کتاب'' سائبر وار۔ دی نیکسٹ نیشنل سیکورٹی تھریٹ'' میں لکھا ہے کہ سائبر حملے کی صورت میں کمپیوٹر سسٹم فیل ہوسکتا ہے۔ فضائی اور ٹرین حادثوں کو ٹالنا ناممکن ہو جائے گا۔

۳۱ فیصد پاکستانی فاقہ کشی پر مجبور

۳۱ فیصد پاکستانیوں نے بتایا ہے کہ گزرے ہوئے ایک سال کے دوران میں ایسے دن بھی آئے جب ان کے پاس کھانے کے لیے کچھ نہیں تھا۔ گیلپ پاکستان کے ایک سروے میں ۶۹ فیصد رائے دہندگان نے بتایا کہ ۳۱ فیصد افراد کا کہنا تھا کہ ۲۰۰۹ میں وہ فاقہ کشی کا شکار رہے۔

ہر پاکستانی خاندان صرف ضروریات زندگی پر ۸۵۸۳ روپے ماہانہ اخراجات پر مجبور

پاکستان میں ۱۶ افراد تک مشتمل خاندان کو ہر ماہ ضروریات زندگی کی خریداری پر اوسطاً ۸۵۸۳ روپے خرچ کرنا پڑتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

''میں اسلامی سرحدات کے محافظ ان گم نام مجاہدین کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جو مغربی اور مشرقی ذرائع ابلاغ کے اس سحر کو توڑ رہے ہیں جس نے کئی دہائیوں سے سننے والے کانوں، سوچنے والے دماغوں اور نصاب ہائے تعلیم تک کو اپنی گرفت میں لے رکھا ہے۔ پس اے دعوت واعلام (میڈیا) کے میدان میں کام کرنے والے مجاہدو! جس عظیم الشان ذمہ داری کو تم نے اپنے کندھوں پر اٹھایا ہے اس کا حق ادا کرنے میں اللہ سے ڈرو! سچّائی تمہارا شعار اور توحید کی طرف بلانا تمہارا لائحہ عمل ہونا چاہیے! اس بھٹکی ہوئی امت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طرزِ زندگی اور صحابہؓ کے نقوشِ حیات کی طرف واپس لانے کے لیے تمہی کو جدوجہد کرنا ہو گی! تمہیں ہی گمراہوں کی گمراہی، ایمان فروشی سے معمور و دانش سے عاری دانش وروں کے جھوٹ، شکست خوردگی و پسپائی کی حکمتِ عملی، طاقت کے سامنے جھکنے اور سجدہ ریز ہونے کے فلسفے، بھکاری بننے کی شرم ناک فقہ اور فقہائے صلیب کے رسوا کن فتاویٰ سے اس امت کو آزاد کرنا ہے! تمہیں ہی ان قائدین کا فسونِ باطل مٹانا ہے جو اس امت کو شریعت کی بالادستی سے دور لادینیت (سیکولرازم) کی طرف لے جاتے ہیں، اسلامی اخوت کے رشتے کاٹ کر اس امت کو وطنیت وقومیت کے دائروں میں محصور کرتے ہیں، ایک سمندر سے دوسرے سمندر تک قیامِ خلاف کی جدوجہد سے ہٹا کر'' سائیکس پیکو'' معاہدے والی مصنوعی سرحدات قبول کرنے کا نصب العین دیتے ہیں اور'' سیاسی مصلحت''،'' زمینی حقائق''،'' قومی وحدت'' اور '' اپنی جان بچانے'' جیسے بے اصل فلسفوں کے ذریعے امت کو دشمن کے رحم وکرم پر بیٹھنے کا درس دیتے ہیں۔ پس میں اپنے اللہ سے دعا گو ہوں کہ یہ جہادی اعلام دعوتِ اسلام اور پیامِ توحید پھیلانے کا ذریعہ بنے، ساری امت تک سچّی آگاہی پہنچانے کا باعث بنے اور مسلمانوں میں عزت ووقات، خود بینی وخود احتسابی، قربانی وایثار، جہاد وشوقِ شہادت کی روح پھونکنے کا سبب ثابت ہو!

(شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ)

جہاد

فتوی ہے شیخ کا یہ زمانہ قلم کا ہے
دنیا میں اب رہی نہیں تلوار کارگر

لیکن جناب شیخ کو معلوم کیا نہیں؟
مسجد میں اب یہ وعظ ہے بے سود و بے اثر

تیغ و تفنگ دست مسلماں میں ہے کہاں
ہو بھی، تو دل ہیں موت کی لذت سے بے خبر

کافر کی موت سے بھی لرزتا ہو جس کا دل
کہتا ہے کون اسے کہ مسلماں کی موت مر

تعلیم اس کو چاہیے ترک جہاد کی
دنیا کو جس کے پنجۂ خونیں سے ہو خطر

باطل کی فال و فر کی حفاظت کے واسطے
یورپ زرہ میں ڈوب گیا دوش تا کمر

ہم پوچھتے ہیں شیخ کلیسا نواز سے
مشرق میں جنگ شر ہے تو مغرب میں بھی ہے شر

حق سے اگر غرض ہے تو زیبا ہے کیا یہ بات
اسلام کا محاسبہ، یورپ سے درگزر!

علامہ محمد اقبال

سودمند تجارت اور عظیم الشان کامیابی

’’اس سے زیادہ سودمند تجارت اور عظیم الشان کامیابی کیا ہوگی کہ ہماری حقیر سی جانوں اور فانی اموال کا خداوند قدوس خریدار بنا، ہماری جان و مال کو جو فی الحقیقت اسی کی مخلوق و مملوک ہے، محض ادنیٰ ملابست سے ہماری طرف نسبت کر کے ’’مبیع‘‘ قرار دیا جو ’عقد بیع‘‘ میں مقصود بالذات ہوتا ہے اور جنت جیسے اعلیٰ ترین مقام کو اس کا ’’ثمن‘‘ بتلایا جو مبیع تک پہنچنے کا وسیلہ ہے۔ حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ’’جنت میں وہ نعمتیں ہوں گی جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا، نہ کانوں نے سنا اور نہ کسی بشر کے قلب پر ان کی کیفیات کا ظہور ہوا‘‘۔ اب خیال کرو کہ جان و مال جو برائے نام ہمارے کہلاتے ہیں، اُنہیں جنت کا ثمن نہیں بتایا، نہ یہ کہا کہ حق تعالیٰ ’’بائع‘‘ اور ہم ’’مشتری‘‘ ہوئے، تلطف و نوازش کی حد ہوگئی کہ اس ذرا سی چیز کے (حالانکہ وہ بھی فی الحقیقت اسی کی ہے) معاوضہ میں جنت جیسی لازوال اور قیمتی چیز کو ہمارے لیے مخصوص کر دیا۔ جیسا کہ ’بالجنة‘‘ کی جگہ ’’بان لهم الجنة‘‘ فرمانے سے ظاہر ہوتا ہے۔

نیم جاں بستاند و صد جاں دہد

آنچہ در ہمت نیاید آں دہد

پھر یہ نہیں کہ ہمارے جان و مال خرید لیے گئے تو فوراً ہمارے قبضے سے نکال لیے جائیں، صرف اس قدر مطلوب ہے کہ جب موقع پیش آئے جان و مال خدا کے راستہ میں پیش کرنے کے لیے تیار رہیں۔ دینے سے بخل نہ کریں خواہ وہ لیں یا نہ لیں۔ اسی کے پاس چھوڑے رکھیں، اسی لیے فرمایا يُقَاتِلُونَ فِيْ سَبِيلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ (وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں، پھر (کفار کو) قتل بھی کرتے ہیں اور قتل کیے بھی جاتے ہیں) یعنی مقصود خدا کی راہ میں جان و مال حاضر کر دینا ہے، بعدہٗ ماریں یا مارے جائیں، دونوں صورتوں میں عقد بیع پورا ہو گیا اور یقینی طور پر ثمن کے مستحق ٹھہر گئے، ممکن ہے کسی کو وسوسہ گزرتا کہ معاملہ تو بے شک بہت سودمند اور فائدہ بخش ہے لیکن ثمن نقد نہیں ملتا، اس کا جواب دیا وَعْداً عَلَيْهِ حَقّاً فِيْ التَّوْرَاةِ وَالإِنجِيلِ وَالْقُرْآنِ (یہ تورات، انجیل اور قرآن میں سچا وعدہ ہے جس کا پورا کرنا اسے ضروری ہے) یعنی زرِ ثمن مارے جانے کا کوئی خطرہ نہیں۔ خدا تعالیٰ نے بہت تاکید و اہتمام سے پختہ دستاویز لکھ دی ہے، جس کا خلاف ناممکن ہے، کیا خدا سے بڑھ کر صادق القول، راست باز اور دعوی کا پکا کوئی دوسرا ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں لہٰذا اس کا ادھار بھی دوسروں کے نقد سے ہزاروں درجہ پختہ اور بہتر ہوگا۔ پھر مومنین کے لیے خوش ہونے اور اپنی قسمت پر نازاں ہونے کا اس سے بہتر کون سا موقع ہوگا کہ خود رب العزت ان کا خریدار بنے، اور اس شان سے بنے۔ سچ فرمایا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہ یہ وہ بیع ہے جس کی اقالت (یعنی معاملہ ختم کرنے) کی کوئی صورت ہم باقی نہیں رکھنا چاہتے۔ حق تعالیٰ اپنے فضل سے ناتوانوں کو ان مومنین کے زمرہ میں محشور فرمائے۔ آمین

(شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ تفسیر عثمانی۔ التوبہ آیت ۱۱۱)